

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اہم باب)

مکی دور میں

# رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیمی کارنامے

مولانا ڈاکٹر محمد عبد سلیم چشتی

فیس شعبہ تخصص علوم حدیث جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد رفیع بنوری ٹاؤن کراچی  
استاذ الحدیث جامعہ الرشید • احسن آباد • کراچی

مکتبۃ الکواثر



(سیرت النبی ﷺ کا ایک اہم باب)

مکی دور میں

رسول اللہ ﷺ

کے تعلیمی کارنامے

مولانا ڈاکٹر محمد عبد سلیم چشتی

رئیس شعبہ تخصص علوم حدیث جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی  
استاذ الحدیث جامعہ الرشیدہ احسن آباد کراچی

○

مکتبۃ الحکومت

# سلسلہ مطبوعات مکتبہ الکوثر (۶)

★ جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں ★

## مکی دور میں رسول اللہ ﷺ کے تعلیمی کارنامے

مؤلف : حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سن طباعت : ۱۴۳۹ھ، ۲۰۱۸ء

ناشر : مکتبہ الکوثر، بلاک B، سیکٹر 11، مکان نمبر: 121، جامعۃ الرشید، احسن آباد، کراچی۔

تعداد : 1100

رابطہ نمبر : 0331-3298552

تزمین و ترتیب : کلیم اللہ چترالی

### ملنے کا پتہ

مکتبہ الکوثر، بلاک B، سیکٹر 11، مکان نمبر: 121، جامعۃ الرشید، احسن آباد، کراچی۔

اسلامی کتب خانہ بالمقابل جامع مسجد نیو ٹاؤن، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی۔

مکتبہ سلطان عالمگیر 5، لوئر مال بالمقابل گامے شاہ، اردو بازار، لاہور۔

مکتبہ الشیخ 445/3، بہادر آباد، کراچی۔

مکتبہ سید احمد شہید، اردو بازار، لاہور۔

مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ۔

دارالخلاص، محلہ جنگلی، پشاور۔

## فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	۱۳
۲	رائے گرامی	۱۴
۳	قرآن مجید اصول و کلیات کا جامع	۱۶
۴	دارالرقم	۱۸
۵	اسلام میں املاء کی اہمیت اور شب و روز (DAY AND NIGHT) کالج کا افتتاح	۲۰
۶	اسلام میں کتب خانے کا آغاز	۲۱
۷	دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب	۲۱
۸	اسلامی قلمرو میں نصاب تعلیم کا اولین ماخذ	۲۲
۹	نصاب تعلیم کا دوسرا ماخذ	۲۳
۱۰	امت مسلمہ کا ابدی نصاب تعلیم	۲۵
۱۱	نصاب تعلیم کا تیسرا ماخذ	۲۸
۱۲	ائمہ مجتہدین کے مذاہب کا ظہور	۳۰
۱۳	اجتہاد ائمہ اور مذاہب فقہیہ کا تنوع	۳۱
۱۴	جامع ترمذی میں ذکر کردہ فقہاء اور ان کے آراء و فتاویٰ کی تعداد	۳۳
۱۵	صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین	۳۳
۱۶	تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ	۳۴
۱۷	تابع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ	۳۶
۱۸	تابع تابع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ	۳۷

۱۹	فقہاء اور محدثین میں فرق	۳۸
۲۰	فقہاء کی فضیلت کی دلیل اور صحابی رسول ﷺ کا ادب	۳۸
۲۱	عموم بلوئی کا حکم	۳۹
۲۲	متن حدیث فقہاء کی نظر میں	۳۹
۲۳	لفظ مجتہد کا صحیح محمل	۴۰
۲۴	مراہیل حسن بصری اور محدثین کرام	۴۱
۲۵	سفیان ثوری کی امام ابو حنیفہؒ سے موافقت	۴۲
۲۶	سنن ترمذی کی خصوصیات	۴۳
۲۷	عہد رسالت کا دائمی نصاب تعلیم	۴۶
۲۸	استاد اور مربی کی صفات	۴۷
۲۹	صحابہؓ کی آزمائش اور ثابت قدمی	۴۹
۳۰	صحابہؓ کی فضیلت	۵۰
۳۱	اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحابہؓ کے دلوں کا امتحان اور ان کی کامیابیوں پر ڈگریاں	۵۲
۳۲	امتحان اور ڈگری	۵۳
۳۳	سابقین اولین	۶۴
۳۴	حضرت ابو احمد بن جحشؒ	۶۵
۳۵	حضرت ارقم بن ابی ارقم بن اسد مخزومیؒ	۶۵
۳۶	حضرت ایاس بن ابی بکیر بن عبد یاسیلؒ لیثی	۶۶
۳۷	حضرت بلال بن رباحؒ	۶۶
۳۸	حضرت ابو بکر صدیقؒ	۶۷
۳۹	حضرت جعفر بن ابی طالبؒ	۷۰
۴۰	حضرت جندب بن جنادہ ابوذر غفاریؒ	۷۱
۴۱	حضرت حاطب بن حارثؒ جمہی	۷۱
۴۲	حضرت حاطب بن عمرو عامریؒ	۷۱

۴۳	حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ عثمیؓ	۷۲
۴۴	حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب	۷۲
۴۵	حضرت خالد بن ابی بکیر بن عبدیاللیل لیبیؓ	۷۳
۴۶	حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ	۷۴
۴۷	حضرت خباب بن ارت خزاعیؓ	۷۵
۴۸	حضرت خطاب بن حارثؓ	۷۵
۴۹	حضرت خنیس بن حذافہ سہمیؓ	۷۶
۵۰	حضرت زبیر بن عوامؓ	۷۶
۵۱	حضرت زید بن حارثہ بن شراحیل کلبیؓ	۷۶
۵۲	حضرت سائب بن عثمان بن مظعونؓ	۷۷
۵۳	حضرت ابوسبرہ بن ابی رہمؓ	۷۸
۵۴	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ	۷۸
۵۵	حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ	۷۹
۵۶	حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومیؓ	۸۰
۵۷	حضرت سلیط بن عمرو بن عبد شمسؓ	۸۰
۵۸	حضرت سہیل بن بیضاءؓ	۸۱
۵۹	حضرت صہیب بن سنان بن مالک نمریؓ	۸۱
۶۰	حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ	۸۲
۶۱	حضرت عاقل بن ابی بکیر بن عبدیاللیل لیبیؓ	۸۳
۶۲	حضرت عامر بن ابی بکیر بن عبدیاللیل لیبیؓ	۸۴
۶۳	حضرت عامر بن ابی وقاصؓ	۸۴
۶۴	حضرت عامر بن ربیعہ عتزیؓ	۸۴
۶۵	حضرت عامر بن فہرہؓ	۸۵
۶۶	حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ	۸۶

۶۷	حضرت عبداللہ بن جحشؓ	۸۷
۶۸	حضرت عبداللہ بن مسعود ہذلیؓ	۸۸
۶۹	حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ	۸۸
۷۰	حضرت عبیدہ بن حارث بن مطلب مطلبیؓ	۸۹
۷۱	حضرت عثمان بن عفانؓ	۹۰
۷۲	حضرت عثمان بن مظعون جمحیؓ	۹۰
۷۳	حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہاشمیؓ	۹۱
۷۴	حضرت عمار بن یاسر بن عامر عنسیؓ	۹۲
۷۵	حضرت عمر فاروقؓ	۹۳
۷۶	حضرت عمرو بن عبسہ سلمیٰ بھکیؓ	۹۴
۷۷	حضرت عمیر بن ابی وقاص قریشی زہریؓ	۹۵
۷۸	حضرت عیاش بن ابی ربیعہ بن مغیرہ مخزومیؓ	۹۶
۷۹	حضرت مسعود بن ربیعہ قاریؓ	۹۶
۸۰	حضرت مصعب بن عمیرؓ	۹۶
۸۱	حضرت مطلب بن ازہر بن عبدعوف زہریؓ	۹۸
۸۲	حضرت معمر بن حارثؓ	۹۸
۸۳	حضرت نعیم بن عبداللہ غمام عدویؓ	۹۹
۸۴	حضرت واقد بن عبداللہ بن عبدمناف تمیمی یربوعیؓ	۹۹
۸۵	سابقین اولین صحابیات	۱۰۰
۸۶	حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ	۱۰۰
۸۷	حضرت اسماء بنت سلامہ تمیمیہؓ	۱۰۱
۸۸	اسماء بنت عمیسؓ	۱۰۱
۸۹	حضرت امیہ بنت خلف خزاعیہؓ	۱۰۱
۹۰	حضرت جاریہ بنت عمرو بن مؤملؓ	۱۰۱

۱۰۲	حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ	۹۱
۱۰۳	حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ	۹۲
۱۰۳	حضرت رملہ بنت ابی عوفؓ	۹۳
۱۰۳	حضرت زینرہ رومیہؓ	۹۴
۱۰۴	حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہؓ	۹۵
۱۰۴	حضرت سمیہ بنت خیاطؓ	۹۶
۱۰۵	حضرت سہلہ بنت سہیلؓ	۹۷
۱۰۵	حضرت ام عیسٰیؓ	۹۸
۱۰۵	حضرت فاطمہ بنت خطابؓ	۹۹
۱۰۶	حضرت فاطمہ بنت مجلؓ عامریہؓ	۱۰۰
۱۰۶	حضرت فکیہہ بنت یسارؓ	۱۰۱
۱۰۶	حضرت لیلیٰ بنت ابی حمزہؓ	۱۰۲
۱۰۶	تربیت کا نمونہ، ہجرت حبشہ	۱۰۳
۱۰۷	حبشہ کی پہلی ہجرت	۱۰۴
۱۰۸	حبشہ سے لوٹنے کا سبب	۱۰۵
۱۰۸	حبشہ کی دوسری ہجرت	۱۰۶
۱۱۱	اسود بن نوفلؓ	۱۰۷
۱۱۲	بشر بن حارثؓ	۱۰۸
۱۱۲	جابر بن سفیانؓ	۱۰۹
۱۱۲	جنادہ بن سفیانؓ	۱۱۰
۱۱۳	جہم بن قیسؓ	۱۱۱
۱۱۳	حارث بن خالدؓ	۱۱۲
۱۱۳	حارث بن قیسؓ	۱۱۳
۱۱۴	حاطب بن حارث بن عدیؓ	۱۱۴



۱۱۴	حجاج بن حارثؓ	۱۱۵
۱۱۴	خالد بن سفیانؓ	۱۱۶
۱۱۵	خزیمہ بن جہمؓ	۱۱۷
۱۱۵	سائب بن حارثؓ	۱۱۸
۱۱۵	سعد بن خولہؓ	۱۱۹
۱۱۵	سعید بن حارثؓ	۱۲۰
۱۱۶	سعید بن عبد قیسؓ	۱۲۱
۱۱۶	سعید بن عمروؓ	۱۲۲
۱۱۶	سفیان بن معمرؓ	۱۲۳
۱۱۶	سکران بن عمروؓ	۱۲۴
۱۱۷	سلمہ بن ہشامؓ	۱۲۵
۱۱۷	سویط بن سعد بن حرمہؓ	۱۲۶
۱۱۷	شرحیل بن حسنہؓ	۱۲۷
۱۱۸	شماس بن عثمانؓ	۱۲۸
۱۱۸	طلیب بن عمیرؓ	۱۲۹
۱۱۹	عامر بن ابی وقاصؓ	۱۳۰
۱۱۹	عامر بن عبد اللہؓ	۱۳۱
۱۱۹	عبد اللہ بن حذافہؓ	۱۳۲
۱۲۰	عبد اللہ بن حارثؓ	۱۳۳
۱۲۰	عبد اللہ بن سفیانؓ	۱۳۴
۱۲۰	عبد اللہ بن سہیلؓ	۱۳۵
۱۲۰	عبد اللہ بن شہابؓ	۱۳۶
۱۲۱	عبد اللہ بن عرفطہؓ	۱۳۷
۱۲۱	عبد اللہ بن مخرمہؓ	۱۳۸

۱۳۹	عبداللہ بن مظعونؓ	۱۲۱
۱۴۰	عتبہ بن غزوہؓ	۱۲۱
۱۴۱	عتبہ بن مسعودؓ	۱۲۲
۱۴۲	عثمان بن عبد غنمؓ	۱۲۲
۱۴۳	عدی بن نضلہؓ	۱۲۲
۱۴۴	عروہ بن ابی اثاثہؓ	۱۲۳
۱۴۵	عروہ بن ربابؓ	۱۲۳
۱۴۶	عروہ بن امیہؓ	۱۲۳
۱۴۷	عروہ بن جہمؓ	۱۲۳
۱۴۸	عروہ بن حارثؓ	۱۲۳
۱۴۹	عروہ بن سعیدؓ	۱۲۴
۱۵۰	عروہ بن ابی سرحؓ	۱۲۴
۱۵۱	عروہ بن عثمانؓ	۱۲۴
۱۵۲	عمیر بن ربابؓ	۱۲۴
۱۵۳	عیاض بن زبیرؓ	۱۲۵
۱۵۴	فراہ بن نصرؓ	۱۲۵
۱۵۵	قدامہ بن مظعونؓ	۱۲۵
۱۵۶	ابوقیس بن حارثؓ	۱۲۵
۱۵۷	قیس بن خداۃؓ	۱۲۶
۱۵۸	قیس بن عبداللہؓ	۱۲۶
۱۵۹	مالک بن زمعہؓ	۱۲۶
۱۶۰	محمد بن حاطبؓ	۱۲۷
۱۶۱	محمیہ بن جزءؓ	۱۲۷
۱۶۲	معتب بن عوفؓ	۱۲۸

۱۶۳	معمر بن عبد اللہؓ	۱۲۸
۱۶۴	مقداد بن اسودؓ	۱۲۸
۱۶۵	نعمان بن عدیؓ	۱۲۹
۱۶۶	ہبار بن سفیانؓ	۱۳۰
۱۶۷	ہشام بن عاصؓ	۱۳۰
۱۶۸	یزید بن زمعہؓ	۱۳۱
۱۶۹	مہاجر بن حبشہ (صحابیات)	۱۳۲
۱۷۰	ایمنہ یا ہمنہؓ	۱۳۲
۱۷۱	برکہ بنت یسارؓ	۱۳۲
۱۷۲	حرملہ یا حرملہ بنت عبد الاسودؓ	۱۳۲
۱۷۳	حسانہؓ شرحبیلؓ	۱۳۲
۱۷۴	خزیمہ بنت جہم بن قیس عبد ربیعؓ	۱۳۳
۱۷۵	ریطہ بنت حارث بن حبیلہؓ	۱۳۳
۱۷۶	سودہ بنت زمعہ بن قیسؓ	۱۳۳
۱۷۷	عمیرہ یا عمرہ بنت السعدیؓ	۱۳۳
۱۷۸	فاطمہ بنت صفوانؓ	۱۳۳
۱۷۹	فاطمہ بنت علقمہ بن عبد اللہؓ	۱۳۴
۱۸۰	اتم حرملہ بنت عبد الاسود بن جذیمہؓ	۱۳۴
۱۸۱	وہ صحابہ جن کی ہجرت حبشہ میں مختلف ہے	۱۳۵
۱۸۲	ابان بن سعیدؓ	۱۳۵
۱۸۳	تمیم بن حارثؓ	۱۳۶
۱۸۴	حارث بن حارث بن قیسؓ	۱۳۶
۱۸۵	حارث بن حاطبؓ	۱۳۶
۱۸۶	خالد بن حزامؓ	۱۳۶

۱۸۷	خطاب بن حارث بن معمرؓ	۱۳۷
۱۸۸	ابوالروم بن عمیر بن ہاشمؓ	۱۳۷
۱۸۹	طلیب بن ازہرؓ	۱۳۸
۱۹۰	عبداللہ بن قیسؓ	۱۳۸
۱۹۱	ابو عبیدہ بن جراحؓ	۱۳۸
۱۹۲	عثمان بن ربیعہؓ	۱۳۹
۱۹۳	معقیب بن ابی فاطمہؓ	۱۳۹
۱۹۴	نعبہ بن عثمانؓ	۱۳۹
۱۹۵	ہشام بن ابی حذیفہؓ	۱۴۰
۱۹۶	یسار ابو لکیمہؓ	۱۴۰
۱۹۷	اتم کلثوم بنت سہیل بن عمروؓ	۱۴۱
۱۹۸	مشرکین مکہ کی بے چینی و بے تابی	۱۴۱
۱۹۹	ایشیا سے افریقہ میں اسلام کی رسائی	۱۴۲
۲۰۰	مکی زندگی میں خفیہ نظام تعلیم	۱۴۲
۲۰۱	کفار کی سازش اور حضرت عمرؓ کا اسلام لانا	۱۴۳
۲۰۲	مصائب کا پہاڑ	۱۴۶
۲۰۳	طائف کا سفر، ایک ابتلاء و آزمائش	۱۴۷
۲۰۴	کفار کا یہ طرز عمل اور رسول اللہ ﷺ پر اللہ کا فضل و کرم	۱۵۰
۲۰۵	معراج	۱۵۰
۲۰۶	صدیق اکبرؓ کی تصدیق	۱۵۲
۲۰۷	قبائل عرب کو دعوت اسلام	۱۵۲
۲۰۸	انصار کی مکہ آمد اور ان میں اسلام کی دعوت کا آغاز	۱۵۳
۲۰۹	اسعد بن زرارہؓ	۱۵۴
۲۱۰	جابر بن عبداللہ بن رباب انصاریؓ	۱۵۴

۲۱۱	رافع بن مالکؓ	۱۵۴
۲۱۲	عقبہ بن عامر بن ثانیؓ	۱۵۵
۲۱۳	عوف بن حارثؓ	۱۵۵
۲۱۴	قطبہ بن عامر بن حدیدہؓ	۱۵۶
۲۱۵	بیعت عقبہ اولیٰ	۱۵۶
۲۱۶	ذکوان بن عبد القیسؓ	۱۵۶
۲۱۷	عبادہ بن الصامتؓ	۱۵۷
۲۱۸	عباس بن عبادہ بن نضلہؓ	۱۵۸
۲۱۹	عویم بن ساعدہؓ	۱۵۸
۲۲۰	معاذ بن حارثؓ	۱۵۸
۲۲۱	ابو الہیثم بن التیہانؓ	۱۵۹
۲۲۲	یزید بن ثعلبہ ابو عبد الرحمنؓ	۱۶۰
۲۲۳	بیعت عقبہ ثانیہ	۱۶۰
۲۲۴	أسید بن حضیرؓ	۱۶۱
۲۲۵	براء بن معرورؓ	۱۶۳
۲۲۶	سعد بن خنیسہؓ	۱۶۳
۲۲۷	سعد بن رفیعؓ	۱۶۴
۲۲۸	سعد بن عبادہؓ	۱۶۶
۲۲۹	عبداللہ بن رواحہؓ	۱۶۷
۲۳۰	عبداللہ بن عمروؓ	۱۶۸
۲۳۱	منذر بن عمروؓ	۱۶۹
۲۳۲	معلمین مکہ کی مدینہ منورہ روانگی	۱۷۰
۲۳۳	اشاریہ	۱۷۱

## پیش لفظ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے پہلی ہی وحی کا آغاز اقرأ (پڑھو) کے حکم سے فرمایا اور آگے علم بالقلم ارشاد فرما کر پڑھنے پڑھانے میں قلم کی اہمیت کو اجاگر کیا، یہی علم و قلم کا جوڑ ہے جو روزِ اوّل سے مسلم چلا آ رہا ہے اور اسی اقرأ و علم بالقلم نے وہ گلہائے رنگارنگ بکھیرے کہ تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اقرأ و علم بالقلم کے صفحہ عالم پر ثبت علمی و تاریخی نقوش سے متعلق اللہ عزّوجلّ نے راقم کو کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس سلسلہ کی پہلی کڑی ”اسلامی قلمرو میں اقرأ و علم بالقلم کے ثقافتی جلوے (عہد عباسی)“ قبول عام حاصل کر چکی ہے۔ سلسلہ کی دوسری کڑی ”عہد اموی“ کا مواد قلمبند کروا چکا ہوں، ان شاء اللہ عنقریب زیورِ طبع سے آراستہ ہو جائے گا۔

سلسلہ کی تیسری اور آخری کڑی ”مکی دور میں رسول اللہ ﷺ کے تعلیمی کارنامے“ پیش خدمت ہے، مکی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کا نصاب و نظام تعلیم کیا تھا؟ اندازِ تربیت کیسا تھا؟ تعلیم و کتابت کی کیا شکلیں تھیں؟ ان موضوعات کو (جو عام سیرت نگاروں کی نظروں سے اوجھل رہے) کتاب میں اجاگر کیا گیا ہے، نیز وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اس نصابِ تعلیم سے فیض یاب ہوئے اور مکی دور میں انکی تربیت ہوئی، ان کے تراجم بھی شامل کتاب کیے گئے ہیں۔

کتاب کی تیاری کے جملہ مراحل محمد خالد، شایان احمد اور عتیق الرحمن (طلبہ تخصص فی علوم الحدیث، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی) نے سرانجام دیئے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور کتاب کو شرفِ قبولیت سے نواز کر دنیا و آخرت میں کامرانی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

محمد عبدالحلیم چشتی

۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۹ھ

۳ مارچ ۲۰۱۸ء

## رائے گرامی جناب پروفیسر عبدالعزیز میمن

صاحب (المتوفی ۱۹۷۸ء) ❏

کراچی جیسے کاروباری شہر میں علم اور اہل علم کا سراسر فقدان ہے، یہاں علم کی جستجو کا سودا کسی کے سر میں نہیں سماتا نہ اس کو تلاش و جستجو میں سرگرداں پایا جاتا۔

اس ماحول میں نئے اور تازہ علماء کا پیدا ہونا تو درکنار ۱۵-۲۰ سال پرانے واردین کے علمی ذوق کا بچ جانا ہی عجائب روزگار میں سے ہے۔

اس طویل مدت میں شاید و نادری کوئی نو وارد ایسا ہو کہ جوں جوں گرد و پیش میں دنیا داری کا غلبہ دیکھے، یہ ادھر اپنی طلب صادق کو تیز سے تیز کرتا جائے۔

نوا را تلخ تری زن جو ذوق نغمہ کم یابی  
حدی را تیز تری خواں چو محمل را گراں بینی

ہمارے مولانا عبدالحلیم چشتی جو قریباً ہر سال ایک آدھ دینی و علمی کتاب لکھنے کے عادی سے ہو گئے ہیں، اب اپنے عنان قلم کو اسلام میں تصنیف و تالیف، ترتیب و تبویب کا جائزہ لینے کی طرف موڑ رہے ہیں اور چونکہ وہ دینیات کے فارغ التحصیل ہیں، ادھر تاریخ و غیرہ علوم سے باخبر بھی ہیں، کتابیات پر ان کی نظر جو کام کر سکتی ہے آج کل کے نوخیز جوانوں سے کوئی توقع نہیں کی جاسکتی جو علمی، عربی و اسلامی مآخذ سے سراسر بے بہرہ ہیں، انہیں تو استاذ ازل (علماء یورپ) نے

❏ یہ رائے موصوف نے ”اقرأ و علم بالقلم کے ثقافتی جلوے (عہد عباسی)“ پر لکھی تھی، کتاب چونکہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، اسی لیے اس رائے کو یہاں قید کر کے طور پر ذکر کر دیا گیا ہے۔

جو سکھایا ہے اس سے سرمو تجاوز نہیں کر سکتے، حروف ہجاء کی ترتیب پر الٹی سیدھی فہرست سازی ان کا سرمایہ علم ہے و بس! کتابوں کے اندرونی اسرار و خزانے سے ان کو دور کا بھی واسطہ نہیں، واقعی مکاتب میں دخل پانے کا یہ آسان ترین نسخہ ہے۔

میں نے آپ کا یہ مقالہ جستہ جستہ پڑھا اور دیکھا، یہ اس قابل ہے کہ اس کو شائع کیا جائے اور آئندہ ریسرچ اسکالروں کے ہاتھوں میں رہے، تاکہ وہ اسکے ابواب پر آئندہ کام کریں اور اسلامی مکاتب میں مسلمانوں کا افادی حصہ پیش کر سکیں۔ آخر میں سفارش کرتا ہوں کہ چشتی صاحب کے اس کارنامہ کی پوری قدر کی جائے اور ان کو اس پر اول درجہ کی ایم اے کی ڈگری دی جائے۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ.

ناچیز

میمن عبدالعزیز، ریٹائرڈ پروفیسر

جامعات علیگڑھ کراچی و پنجاب

۵ اپریل ۱۹۷۱ء



# مکی دور میں رسول اللہ ﷺ کے تعلیمی کارنامے

## سیرت النبی (ﷺ) کا ایک اہم باب

### قرآن مجید اصول و کلیات کا جامع:

قرآن مجید جو بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے اتارا گیا ہے، وہ ایک مکمل ضابطہ حیات اور نہایت جامع قانون ہدایت ہے، وہ اصول و کلیات کا جامع ہے اور اس کی جزئیات کی تعیین رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل اور خاموشی و انکار سے عبارت ہے، یہی اس دور کا نصاب ہے اور اس پر عمل پیرا رہنا اور اس کی پابندی کرنا نصابِ تعلیم ہے اور یہ ابدی ہے، تمام فقہاء کے ہاں یہی نصابِ تعلیم معمول رہ رہا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ»<sup>[۱]</sup>  
 ”وہ جو (محمدؐ) رسول (اللہ) نبی امی کی پیروی کرتے ہیں۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے:

«وَأَنْ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ»<sup>[۲]</sup>  
 ”اور یہ کہ میرا سیدھا راستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلنا۔“

[۱] سورہ اعراف (آیت: ۱۴۲)۔

[۲] سورہ انعام (آیت: ۱۷۳)۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

”قل هذه سبيلي أدعو إلى الله على بصيرة أنا ومن اتبعني“<sup>[۱]</sup>  
 ”کہہ دو میرا رستہ تو یہ ہے میں خدا کی طرف بلاتا ہوں (از روئے یقین و برہان) سمجھ  
 بوجھ کر، میں بھی (لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں) اور میرے پیرو بھی۔“  
 ان آیتوں میں اتباع سے مراد ہر مسلمان کا اس نصابِ تعلیم پر عمل پیرا رہنا ہے۔  
 علامہ ابواسحاق ابراہیم بن موسی الشاطبی (۷۹۰ھ/۱۳۸۸ء) کتاب ”الموافقات“  
 میں رقمطراز ہیں:

«فالقرآن على اختصاره جامع، ولا يكون جامعا إلا والمجموع فيه  
 أمور کلیات؛ لأن الشريعة تمت بتمام نزوله؛ لقوله تعالى: اليوم  
 أكملت لكم دينكم الآية. وأنت تعلم أن الصلاة والزكاة والجهاد  
 وأشباه ذلك لم يتبين جميع أحكامها في القرآن، إنما بيته السنة،  
 وكذلك العاديات من الأنكحة والعقود والقصاص والحدود  
 وغيرها»<sup>[۲]</sup>.

قرآن مجید مختصر ہونے کے باوجود جامع ہے، اور جامع کے معنی یہ ہیں کہ اس میں کلیات  
 مذکور ہیں، کیونکہ شریعت اس کے پورے نازل ہونے پر مکمل ہو گئی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:  
 ”اليوم أكملت لكم دينكم“ (آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا) اور  
 تم جانتے ہو کہ نماز، زکاۃ، جہاد اور اسی طرح کی اور عبادات جن کے تمام احکام قرآن مجید میں  
 بیان نہیں ہوئے، ان کو صرف سنت نے بیان کیا ہے، اسی طرح سے عادی امور نکاح،  
 معاملات، قصاص اور حدود وغیرہ ہیں۔

[۱] سورہ یوسف (آیت: ۱۰۸)۔

[۲] الموافقات فی أصول الشریعہ، للشاطبی: (۳/۳۶۷)، طبعہ قاہرہ۔

علامہ شاطبیؒ کے مذکورہ بالا بیان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے دین کی تکمیل فرما کر اس کی حفاظت کا بھی عجیب و غریب انتظام کیا۔

۱- قرآن مجید کو تحریف لفظی سے محفوظ رکھنے کے لیے مؤمنین کے سینوں کو اس کا محافظ بنا دیا اور اس کے رسم الخط کو بھی محفوظ و مخصوص کر دیا، اس قرآن ہی کی بدولت فن خطاطی کو دنیا میں دلکشی اور پذیرائی ملی۔

۲- رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل اور خاموشی و انکار کو حجت بنا کر معانی قرآن میں تحریف کا ہمیشہ کے لیے دروازہ بند کر دیا۔

یہی وجہ ہے کہ امت میں قرآن پاک کے نئے معانی کرنے والوں کو کبھی بھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔

معلم انسانیت حضرت محمد ﷺ کو اپنی عمر کے چالیسویں سال ۶۱۱ عیسوی میں نبوت سے نوازا گیا اور اس کے بعد تین سال تک فترت کا زمانہ رہا، جس میں وحی نازل نہیں ہوئی، اس کے بعد وحی کا سلسلہ جاری ہوا۔<sup>[۱]</sup>

## دار ارقم:

۶۱۴ عیسوی میں سابقین اولین میں سے حضرت ارقم بن ابی الارقم (۵۳/۵۵ھ) نے اپنا مکان جو کوہ صفا پر واقع تھا، اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں رہنے کے لیے پیش کیا، یہ مکان دار ارقم کے نام سے مشہور ہے،<sup>[۲]</sup> اس کے دو حصے کیے گئے تھے، پہلے حصے میں رسول اللہ ﷺ کا قیام تھا اور دوسرا حصہ درس گاہ تھی، یہ اسلام میں سب سے پہلی درس گاہ تھی

[۱] سیرت ابن ہشام: (۲۵۱/۱، ۲۵۲، ۲۶۰)، مطبعہ مجازیہ، قاہرہ۔

[۲] طبقات ابن سعد: (۲۴۲/۳)، دار صادر، بیروت۔

جہاں شب و روز مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی دعوت سے جو مسلمان ہوتا، اس کی تعلیم و تربیت دارالرقم میں کی جاتی تھی۔

۱- یہی وہ مبارک مکان ہے جہاں رات دن کتاب اللہ کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔

۲- یہاں قرآن قلمبند کرایا جاتا تھا۔

۳- رات دن پڑھایا اور سمجھایا جاتا تھا۔

۴- اسے یاد کیا اور کرایا جاتا تھا۔

۵- ضرورت کے مسائل بتائے جاتے اور ضروری تشریح کی جاتی تھی۔

دن رات میں جس موقع پر قرآن اترتا، رسول اللہ ﷺ اسے لکھواتے، محفوظ کراتے [۱]

اور اسے پڑھنا پڑھانا، سمجھانا اور اس پر عمل کرانا اور مسلمانوں تک پہنچانا رسول اللہ ﷺ کے

فرائض منصبی میں داخل تھا اور اس امر کا اعتراف و احساس مشرکین کو بھی تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ فرقان میں مشرکین کا قول نقل فرمایا:

«وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا» [۲]

”اور مشرکین کہتے ہیں کہ یہ تو پچھلے لوگوں کی لکھی ہوئی کہانیاں ہیں جو اس شخص نے

لکھوائی ہیں اور صبح و شام وہی اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں“ [۳]

مذکورہ بالا امور کا یہی جملہ شاہد عدل ہے۔

[۱] البرہان فی علوم القرآن للزکشی (۲/۱۷۱) عیسیٰ البابی النحلی۔

[۲] سورہ فرقان (آیت: ۵)۔

[۳] یہ ”سورہ فرقان“ کی آیت ہے، جمہور مفسرین کے نزدیک یہ سورت پوری کی پوری مکی ہے، ابن عباسؓ (۶۸ھ) اور

ثناؤہ (۱۱۷/۱۱۸ھ) کے نزدیک اس میں تین آیتیں ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ﴾ سے ﴿غُفُورًا رَحِيمًا﴾ تک مدنی ہیں، اس

قول کے مطابق بھی مذکورہ آیت مکی ہے، تفسیر قرطبی (۱/۱۳)، دارالکتب المصریہ، قاہرہ۔

اسلام میں املاء کی اہمیت اور شب و روز (DAY AND NIGHT) کالج کا افتتاح:  
 اوپر ذکر کی ہوئی آیت سے ثابت ہوا کہ لکھنا پڑھنا انسانی علوم کی ترقی کا پہلا زینہ ہے،  
 اس سے علوم کی تدوین عمل میں آتی ہے، اس سے دور و نزدیک ہر جگہ علم کا چرچا ہوا اور گوشہ گوشہ  
 میں کتب خانوں کی داغ بیل پڑتی گئی، اس سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ لکھنے  
 لکھوانے، پڑھنے پڑھانے اور املاء و درس کا اہتمام نبوت کے ابتدائی دور سے کیا جاتا تھا۔  
 چنانچہ:

۱- جو چیز بھی ملتی اس پر لکھواتے۔

۲- اسے محفوظ کراتے تھے۔

۳- صبح و شام (DAY AND NIGHT) اس کا درس دیتے۔ (کالج اور مدرسہ قائم کرتے تھے)۔

۴- اسے یاد کراتے تھے۔

۵- سنتے سناتے تھے۔

۶- اصلاح فرماتے تھے۔

۷- اسلامی قلمرو میں املاء پریس کی ایجاد سے پہلے تک تعلیم و تعلم اور علوم و فنون کی  
 اشاعت کا کامیاب ترین ذریعہ اور مسلم قوم کا شعار رہا ہے۔

۸- اسلامی قلمرو میں اس نے تعلیمی انقلاب پیدا کیا۔

۹- اس املاء اور پڑھنے پڑھانے کی برکت سے روزِ اوّل ہی سے تمام علوم قیدِ تحریر میں  
 آنے لگے۔

۱۰- اس کی بدولت عرب جو کچھ نہیں جانتے تھے وہ علوم قرآن اور علوم شریعت میں  
 کہاں سے کہاں پہنچ گئے۔

## اسلام میں کتب خانے کا آغاز:

مذکورہ بالا آیت کی گواہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں کتب خانے کا آغاز قرآن مجید سے درس گاہ دارالرقم میں ہوا، جہاں شب و روز درس و تدریس، تعلیم و تعلم اور علم دین کی اشاعت کا اہتمام کیا گیا تھا۔

سرتھامس آرنلڈ مستشرق کا دارالرقم کے سلسلے میں بیان ملاحظہ فرمائیں:

”غالباً قریش کی مخالفت کی اسی شدت کے پیش نظر رسول کریم ﷺ نے اپنے عہد رسالت کے چوتھے سال حضرت ارقمؓ کے گھر میں اقامت اختیار فرمائی، حضرت ارقمؓ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی تھی، ان کا مکان ایک ایسی مرکزی جگہ پر واقع تھا جہاں اکثر زائرین اور مسافروں کی آمد و رفت رہتی تھی، رسول خدا ﷺ اس جگہ امن و امان کے ساتھ بغیر کسی مزاحمت کے ان لوگوں کو اسلام کی تبلیغ فرما سکتے تھے جو حق کی تلاش میں آپ کے پاس آتے تھے، وہ ایام جب آنحضرت ﷺ حضرت ارقمؓ کے مکان میں فروکش تھے، مکہ مکرمہ میں دعوت اسلام کے اعتبار سے بہت اہم ہیں، کیونکہ بہت سے لوگوں نے اسی زمانے میں دین اسلام قبول کیا“ [۱]۔

اسی وجہ سے ایسی جگہ پر کتب خانہ بنایا جاتا ہے، جہاں آسانی سے لوگوں کی رسائی ہو۔

## دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب:

قرآن ہی ایسی کتاب ہے جو ابتدائی زمانے سے اب تک سب سے زیادہ پڑھی اور لکھی جاتی اور شائع ہوتی رہی ہے، جس زمانے میں رسول اللہ ﷺ دارالرقم میں رہائش پذیر تھے (یعنی ۶۱۳ء سے) آج تک سب سے زیادہ پڑھی، لکھی اور یاد رکھی جاتی ہے، لہذا

[۱] دعوت اسلام: بی ڈبلیو آرنلڈ، ترجمہ: نعیم اللہ ملک، ص: ۲۸، نشریات اردو بازار، لاہور۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے فاضل مقالہ نگار کا قرآن کریم کے متعلق یہ لکھنا کہ وہ صرف انیسویں صدی میں دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے، درست نہیں، بلکہ ۶۱۴ء سے لے کر آج تک قرآن کو سب سے زیادہ پڑھا اور لکھا جاتا رہا ہے۔

## اسلامی قلمرو میں نصابِ تعلیم کا اوّلین ماخذ:

قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کی چار صفات ذکر کی گئی ہیں۔

«یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ»<sup>[۱]</sup>۔  
 ”جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو پاک کرتے اور (خدا کی) کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں۔“

اس آیت میں حضور ﷺ کی چار ذمہ داریوں کا ذکر ہے:

۱۔ قرآن پڑھنا پڑھانا۔

۲۔ تزکیہ یعنی لوگوں کے اخلاق و اعمال، معاملات و معاشرت، اور زندگی کے ہر گوشے

کو درست رکھنا اور اس کی تعلیمات پر کمر بستہ رہنا۔

۳۔ قرآن کریم کی تعلیم دینا (اس کے احکام کی تشریح کرنا)۔

۴۔ سنت کی تعلیم دینا (اس کا عملی نمونہ پیش کرنا)۔

رسول اللہ ﷺ ناخواندہ اور ان پڑھ قوم میں بھیجے گئے تھے، خود بھی امی تھے، پڑھے

لکھے نہ تھے اور جن کی طرف بھیجے گئے، وہ بھی ان پڑھ تھے۔

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

«هو الذي بعث في الأميين رسولا منهم»<sup>[۲]</sup>۔

[۱] سورہ آل عمران (آیت: ۱۶۴)۔

[۲] سورہ جمعہ (آیت: ۲)، یہ آیت اگرچہ مدینہ میں نازل ہوئی، لیکن مفہوم کے اعتبار سے مکی زندگی پر بھی صادق آتی ہے۔

”وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں اُن ہی میں سے (محمدؐ) پیغمبر (بنا کر) بھیجا۔“

دوسری جگہ قرآن نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق سورہ عنکبوت میں فرمایا ہے:

«وما كنت تتلو من قبله من كتاب ولا تخطه بيمينك إذا لارتاب المبطلون»<sup>[۱]</sup>.

”اور تم اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ ہی سکتے تھے، ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے۔“

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«إنا أمة أمية لا نحسب ولا نكتب»<sup>[۲]</sup>.

”ہم ان پڑھ قوم ہیں، نہ لکھ سکتے ہیں اور نہ گن سکتے ہیں۔“

اس لیے ان کے لیے یہ چار چیزیں نصابِ تعلیم مقرر کی گئی تھیں، جس طرح اللہ کے اوامر و نواہی پر عمل کرنا ضروری ہے، ایسے ہی رسول اللہ ﷺ کے اوامر و نواہی پر بھی عمل کرنا فرض اور ضروری ہے۔

قرآن کریم نصابِ تعلیم کا اولین ماخذ ہے۔

**نصابِ تعلیم کا دوسرا ماخذ:**

جیسے جیسے قرآن اترتا رہا، رسول اللہ ﷺ اس کی شرح اور وضاحت کرتے رہے، چنانچہ قرآن میں اقامتِ صلوٰۃ کا حکم ہے، لیکن اس کی تفصیل کہ کن اوقات میں نمازیں پڑھی جائیں، کتنی رکعتیں پڑھی جائیں اور کس طریقے سے پڑھی جائیں، قرآن میں مذکور نہیں ہے، اس کی تمام تفصیلات نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال اور سکوت سے نمایاں اور روشن

[۱] سورہ عنکبوت (آیت: ۴۸)۔

[۲] سنن أبی داود: (۳۳۴۱)، مکتبہ رحمانیہ۔



ہیں، اسی طرح زکاۃ، خرید و فروخت، نکاح و طلاق، جہاد، مال غنیمت اور زہد و اخلاق کا حکم قرآن میں موجود ہے، لیکن ان کی تفصیلات اور دیگر شعبہائے زندگی میں کیونکر رہنمائی حاصل کی جائے، اس سے آگاہی پیغمبر ﷺ کی ذات مبارک ہی کے ذریعے ہوئی ہے، (البتہ ان احکام میں سے نفل، مستحب، سنت اور واجب وغیرہ کی تعیین کرنا مجتہد کا کام ہے)۔

اس قانون ہدایت کے مقتدر اعظم نے محض الفاظ کی تعلیم فرما کر معانی کو آزاد نہیں چھوڑا تھا، بلکہ اس نے اس کی تعبیر و تفسیر کا حق اپنے پیغمبر محمد ﷺ کو عطا کیا تھا اور حضور ﷺ کے ہر قول و فعل، خاموشی و انکار کو ہمیشہ کے لیے حجت بنا دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے سمجھانے کا اس طرح حق ادا کیا کہ:

۱- حضور ﷺ نے اجمال کی تفصیل فرمائی۔

۲- ابہام کی وضاحت کی۔

۳- اطلاق کی تفسیر فرمائی۔

۴- اشتراک کی تعیین فرمائی۔

۵- منشا الہی کو بتایا۔

۶- غرض و غایت کو سمجھایا۔

۷- کلام الہی کے مرادی معنی کو بیان فرمایا۔

۸- اس پر عمل کر کے دکھایا۔

۹- محض ۲۳ سال کی مختصر سی مدت میں سارے جزیرۃ العرب کو بقعہ نور بنا دیا۔

چنانچہ جب سورہ انعام کی درج ذیل آیت مبارکہ نازل ہوئی:

«الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ»<sup>[۱]</sup>۔

[۱] سورہ انعام (آیت: ۸۲)۔

”جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو (شرک کے) ظلم سے مخلوط نہیں کیا، ان کے لئے امن (اور جمعیت خاطر) ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔“

صحابہؓ باوجود اہل لسان ہونے کے اس آیت کا مطلب نہیں سمجھ سکے اور ڈر گئے کہ ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے کوئی بھی خطا کر کے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا، جب کہ اس آیت میں عذاب سے نجات کی شرط ہی یہ رکھی ہے کہ ایمان کے ساتھ ظلم کی آمیزش نہ ہو۔

چنانچہ صحابہ کرامؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا، تو حضور ﷺ نے بتایا کہ اس میں ظلم سے مراد شرک ہے، جیسا کہ سورہ لقمان کی اس آیت:

«إِنَّ الشَّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ»  
 ”شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔“  
 میں شرک کو ظلم کہا گیا ہے [۱]۔

حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات نصابِ تعلیم کا ثانوی ماخذ ہے، جیسا کہ گذشتہ صفحات میں اتباع کی آیات سے واضح ہے۔

**امتِ مسلمہ کا ابدی نصابِ تعلیم:**

سورہ احزاب میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ  
 وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا“ [۲]  
 ”تم کو پیغمبر خدا کی پیروی (کرنی) بہتر ہے (یعنی) اس شخص کو جسے خدا (سے ملنے)  
 اور روز قیامت (کے آنے) کی امید ہو اور وہ خدا کا کثرت سے ذکر کرتا ہو۔“

[۱] تفسیر بغوی: (۱۱۲/۲)، دارالمعرفہ، بیروت۔

[۲] سورہ احزاب (آیت: ۲۱)۔

لفظ اسوہ کو مکی زندگی میں اتباع سے تعبیر کیا گیا ہے، مسلمانوں کا نصابِ تعلیم رسول اللہ ﷺ کا اسوہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارک میں جو اسوہ ہے وہ حسب ذیل تین باتوں کا مجموعہ ہے:

- ۱- قول و گفتار۔
  - ۲- عمل و کردار۔
  - ۳- سکوت و خاموشی اور انکار و گرفت، جسے محدثین کی اصطلاح میں تقریر کہتے ہیں [۱]۔
- جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

اس کی دلیل مالک بن حویرثؓ (۷۷ھ) کی یہ حدیث ہے، جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، بیس دن تک وہاں مقیم رہا، جب حضور ﷺ کو خیال ہوا کہ ہمیں اپنے گھر والوں کی یاد ستانے لگی ہے، تو ہمیں اپنے گھروں میں جانے کی اجازت دے کر فرمایا: «صلوا کما رأیتمونی أصلي» [۲]۔

”تم ایسے نماز پڑھتے رہنا جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔“

«صلوا» قول ہے، جس سے حضور ﷺ کے قول و فرمان کا حجت ہونا معلوم ہوا اور اگلا حصہ «کما رأیتمونی أصلي» عمل کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے نماز کے سلسلے میں اپنے عمل کو نمونہ بنا کر اپنی پیروی کا حکم دیا، اس سے رسول اللہ ﷺ کے عمل و کردار

[۱] مقدمہ ابن صلاح: النوع الثامن، (ص ۳۲)، دار الکتاب العربی، بیروت، شرح نخبة الفكر (ص ۱۰۸ و ۱۰۹)، مکتبہ

امدادیہ، ملتان۔

[۲] صحیح بخاری: کتاب الأذان، (۸۸/۱)، کتاب الآداب، (۸۸۸/۲)، کتاب أخبار الآحاد، (۱۰۷۶/۲)، قدیمی

کتب خانہ، کراچی۔

کا حجت ہونا معلوم ہوا۔

انکار و گرفت کے حجت ہونے کی دلیل حضرت ابو ہریرہؓ (۵۷/۵۹ھ) کی وہ روایت ہے کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہو کر جلدی جلدی نماز پڑھنے لگا، وہ رکوع و سجود صحیح طریقے سے ادا نہیں کر رہا تھا، نماز سے فارغ ہو کر وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا، حضور ﷺ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا:

«ارجع فصلّ فإنک لم تصلّ».

”جاؤ دوبارہ نماز پڑھو، کیونکہ تمہاری نماز نہیں ہوئی۔“

اس نے جا کر پھر نماز پڑھی اور واپس آ کر سلام کیا، حضور ﷺ نے سلام کا جواب دیا اور دوبارہ وہی ارشاد فرمایا، وہ دوبارہ گیا اور اسی طرح سے نماز پڑھی اور واپس آ کر سلام کیا، حضور ﷺ نے پھر وہی بات دہرائی، اس نے عرض کیا:

«والذی بعثک بالحق ما أحسن غیرہ فعلمنی».

”قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، میں اس سے بہتر طریقے

سے نماز نہیں پڑھ سکتا، آپ مجھے بتائیے کہ مجھ سے کیا کوتاہی ہو گئی؟“

چنانچہ حضور ﷺ نے اسے تعدیل ارکان بتائے کہ نماز اطمینان سے پڑھی جائے اور ہر رکن کو اچھی طرح سے ادا کیا جائے [۱]۔

اس واقعہ میں رسول اللہ ﷺ نے تعدیل ارکان نہ کرنے کی وجہ سے اس صحابیؓ پر گرفت و نکیر کی اور اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

اسی طرح حضور ﷺ جب غزوہ احزاب سے لوٹے تو آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ نماز بنو قریظہ میں جا کر پڑھیں، راستے میں جب نماز کا وقت ختم ہونے لگا تو بعض صحابہ نے نماز

[۱] صحیح بخاری: کتاب الاذان، (۱/۱۰۴ و ۱۰۵ و ۱۰۹)، کتاب الاستیذان، (۲/۹۲۴)، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

راستے میں ہی پڑھ لی، جب کہ بعض نے بنو قریظہ میں جا کر پڑھی، حضور ﷺ کو جب اطلاع پہنچی تو آپ نے کسی پر بھی نکیر نہ فرمائی، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے:

عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم يوم الأحزاب: «لا يصلين أحد العصر إلا في بني قريظة» فأدرك بعضهم العصر في الطريق، فقال بعضهم: لا نصلي حتى نأتيها، وقال بعضهم: بل نصلي، لم يرد منا ذلك، فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فلم يعنف واحدا منهم<sup>[۱]</sup>.

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی خاموشی اور انکار و گرفت بھی اُمت کے لیے حجت اور نمونہ ہے۔ (جیسا کہ نکاح کے موقعہ پر دلہن کا سکوت اس کی رضامندی کی دلیل ہے)۔

اس لیے جب سن ۱۰ھ میں حضور ﷺ نے حج کیا تو بیت اللہ کا طواف اور دیگر ارکان حج اونٹ پر بیٹھ کر ادا کیے تاکہ صحابہؓ حضور ﷺ کے افعال و اعمال کو اچھی طرح دیکھ کر اس پر عمل پیرا رہیں<sup>[۲]</sup>۔

تعلیم و تربیت کے مذکورہ بالا تین اصول (قول، فعل، سکوت و انکار) فطری، ابدی اور عالمگیر اصول ہیں، جو دنیا کے ہر علم و فن میں ہر جگہ برابر جاری و ساری ہیں، ہر فن کے طلبہ کی تعلیم و تربیت آج بھی دنیا میں ان تین اصول اور طریقوں کے اندر دائر و سائر ہیں۔

### نصابِ تعلیم کا تیسرا ماخذ:

دنیا کے جتنے ابواب علم و فن ہیں، جتنی بھی نئی چیزیں آرہی ہیں اور علم و فن میں نئے نئے مسائل پیدا ہو رہے ہیں، وہ سب انہیں تین اصول میں دائر و سائر ہیں، مثلاً ہوائی جہاز میں نماز پڑھنے کا حکم اور مورچوں میں نماز پڑھنا وغیرہ، اس کا نام اجتہاد ہے اور یہ نصابِ تعلیم کا تیسرا

[۱] صحیح بخاری: کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الأحزاب، (۵۹۱/۲)، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

[۲] البدایہ والنہایہ: (۲۰۹/۵)، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔

ماخذ ہے، جس پر امام ترمذی (۲۷۹ھ) کی کتاب ”جامع الترمذی“ شاہدِ عدل ہے۔

اس لیے حضور ﷺ نے حضرت معاذؓ (۱۸ھ/۶۳۹ء) کو جب یمن بھیجا تو ان سے پوچھا تھا کہ تم مسائل کیسے حل کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے جواب دیا کہ میں ان کو کتاب اللہ کے ذریعے حل کروں گا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر کتاب اللہ میں اس مسئلہ کا حل نہ ملے، کیونکہ قرآن میں تمام احکام کی تفصیل نہیں اور نزول بھی مکمل ہو چکا، جیسا کہ ارشاد ہے:

«الیوم اکملت لکم دینکم وأتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الإسلام دیناً»<sup>[۱]</sup>.

”(اور) آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا۔“

اس سے یہ سمجھایا کہ کتاب اللہ پوری اتر چکی ہے، اس میں قیامت تک کچھ اضافہ نہیں ہوگا تو پیش آمدہ مسائل کو کیسے حل کرو گے؟ انہوں نے کہا کہ میں سنت سے ان مسائل کو حل کروں گا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی ہمیشہ نہیں رہوں گا، نصوص بھی محدود ہیں اور میری سنت بھی محدود، حوادث و فوازل غیر محدود ہیں، یعنی زمانہ ترقی پذیر ہے، نئے نئے مسائل پیش آتے رہیں گے، انہیں کیسے حل کرو گے؟ اس پر حضرت معاذؓ نے کہا کہ میں اس ملکہ فن (اجتہاد) سے مسائل حل کروں گا، جو میں نے آپ سے سیکھا ہے، حضور ﷺ حضرت معاذؓ کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا:

«الحمد لله الذي وفق رسول الله لما يرضى رسول الله»<sup>[۲]</sup>.  
 ”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں، جس نے پیغمبر کے قاصد کو ایسے کام کی توفیق بخشی جس کو اس کا پیغمبر پسند کرتا ہے۔“

[۱] سورہ مائدہ (آیت: ۳)۔

[۲] سنن أبی داؤد، باب اجتہاد الرائی فی القضاء، (۳۳۰/۳) رقم الحدیث (۳۵۹۳)، ط: دار الکتاب العربی بیروت۔

پھر سرکارِ دو عالم ﷺ نے انہیں رخصت کیا اور فرمایا کہ اے معاذؓ! شاید تم مجھے آئندہ سال نہ پاؤ۔

### ائمہ مجتہدین کے مذاہب کا ظہور:

اس اجتہاد کی بدولت ائمہ کرام اور مجتہدین کے مختلف مذاہب وجود میں آئے، جن کا مذہب امام ترمذیؒ نے سنن ترمذی میں جگہ جگہ ذکر کیا ہے، اب ان میں سے صرف چار مذاہب حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی زندہ ہیں، ان کے فقہاء اور مجتہدین اس اجتہاد کے ذریعے مسائل حل کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی حل کرتے رہیں گے۔

اس اجتہاد کی راہنمائی کے لیے مندرجہ ذیل واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

بخاری شریف میں ہے کہ عہد رسالت کے نامور مجتہد حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ (۳۲ھ/۶۵۳ء) کی خدمت میں بنو اسد کی ایک خاتون تشریف لائیں، جن کی کنیت ام یعقوب تھی، وہ قرآن بہت پڑھا کرتی تھیں، اس نے کہا کہ مجھے آپ کی طرف سے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ گودنے اور گودوانے والی عورت، چہرے کے بال اکھاڑنے اور اکھڑوانے والی اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان خلا چھوڑنے والی عورت پر لعنت بھیجتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہو، میں اس پر لعنت کیوں نہ بھیجوں، اس کا ذکر قرآن کریم میں بھی ہے، اس عورت نے کہا کہ میں قرآن پڑھتی رہتی ہوں، مجھے اس کا ذکر کہیں نہیں ملا، ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ غور سے قرآن پڑھتیں تو ضرور ملتا، قرآن میں ہے:

«ما آتاکم الرسول فخذوه وما نہاکم عنہ فانتہوا»۔<sup>[۱]</sup>

”جو چیز تم کو پیغمبر دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں (اس سے) باز رہو۔“

اس عورت نے کہا کہ یہ کام تو آپ کی اہلیہ بھی کرتی ہے، انہوں نے کہا کہ اندر جا کر دیکھ

لو، وہ اندر گئی اور واپس آ کر کہا کہ آپ کی بیوی پر اس قسم کا کوئی اثر نہیں ہے۔<sup>[۱]</sup>

اس واقعہ میں ابن مسعودؓ نے مذکورہ آیت سے استدلال کر کے یہ سمجھایا کہ اس میں لفظ ”ما“ عام ہے، رسول اللہ ﷺ نے جن باتوں کا حکم دیا، جو افعال کر کے دکھائے اور جن افعال پر سکوت فرمایا، وہ ”مَا آتَاكُم“ میں آگئے اور جن چیزوں سے منع فرمایا اور نکیر کی، وہ ”مَا نَهَاكُم“ میں آگئیں، اس سے عہد رسالت میں صحابہ کا طرزِ تعلیم معلوم ہوا کہ وہ عام لوگوں کو کس طرح بات سمجھاتے تھے۔

نیز اس واقعہ سے اس بات پر بھی خوب روشنی پڑتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اولین صحابہؓ کی کیسی فقہی تربیت کی تھی، کیونکہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ مکی صحابی ہیں اور سابقین اولین میں ان کا شمار ہوتا ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کی اس دور کی تربیت کا اثر اور نتیجہ ہے، جس کا اس موقع پر ظہور ہوا، اس طرح دیگر مکی صحابہؓ کا حال تھا، ان کی تربیت مکی دور میں خوب ہوئی، البتہ اس کا ظہور اس وقت ہوا، جب بعد میں اس کا موقع آیا۔

### اجتہادِ ائمہ اور مذاہب فقہیہ کا تنوع:

اس کا نام اجتہاد ہے، مجتہد قرآن کی آیات اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے استدلال کرتا ہے، اس طرح امت اجتہاد کی راہ سے نئے مسائل کو حل کرتی رہی ہے، اگر اجتہاد نہ ہوتا تو شریعتِ ابدیت سے محروم ہو جاتی، چنانچہ اس اجتہاد میں ہر مجتہد کا نقطہ نظر جداگانہ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے باہمی اختلاف رونما ہوتا ہے، بنی نوع انسان کا ذہن اللہ تعالیٰ نے یکساں نہیں بنایا ہے، کسی کی نظر کسی گوشہ پر ہوتی ہے اور کسی کی کسی گوشہ پر، اس وجہ سے آج بھی ججوں میں اختلاف ہوتا رہتا ہے، کیونکہ نتائج اخذ کرنے میں ہر ایک کا نقطہ نظر جداگانہ ہوتا

[۱] صحیح بخاری: کتاب التفسیر، (۷۲/۲)، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔



ہے، ہر ایک کا ذہن سو (۱۰۰) ڈگری کا نہیں ہوتا، بلکہ کسی کا اسی (۸۰) ڈگری اور کسی کا ساٹھ (۶۰) ڈگری، کسی کا کم کسی کا زیادہ ہوتا ہے، اس وجہ سے مسائل میں اختلاف ہوا ہے اور مذاہب وجود میں آئے ہیں، چنانچہ امام ترمذیؒ نے اپنی مقبول کتاب ”جامع الترمذی“ میں کم و بیش ستر (۷۷) حضرات کے اقوال و آراء اور مذاہب نقل کیے ہیں، جن میں سے چھبیس (۲۶) فقہاء صحابہ کرامؓ، چھبیس (۲۶) تابعینؒ، اٹھارہ (۱۸) تبع تابعینؒ اور سات (۷) تبع تابعینؒ سے علم و فقہ حاصل کرنے والے حضرات ہیں۔

ذیل میں ان میں سے ہر ایک کا نام، تاریخ وفات اور آراء و فتاویٰ کی تعداد ہدیہ ناظرین

## جامع ترمذی میں ذکر کردہ فقہاء اور ان کے آراء و فتاویٰ کی تعداد:

### صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

نمبر شمار	نام	وفات	فتاویٰ کی تعداد
۱	حضرت ابو بکر صدیقؓ	۱۳ھ	۱۶
۲	حضرت عمر بن خطابؓ	۲۳ھ	۴۳
۳	حضرت عثمان بن عفانؓ	۳۵ھ	۱۲
۴	حضرت علی بن ابی طالبؓ	۴۰ھ	۲۶
۵	حضرت ابی بن کعبؓ	۳۰ھ	۶
۶	حضرت اُسید بن حُفیرؓ	۲۰/۲۱ھ	۱
۷	حضرت انس بن مالکؓ	۹۱/۹۳ھ	۸
۸	حضرت ابو بکرہؓ	۵۱/۵۲ھ	۲
۹	حضرت جابرؓ	۷۴ھ	۷
۱۰	حضرت ابو درداءؓ	۳۱/۳۲ھ	۲
۱۱	حضرت ابو ذر غفاریؓ	۳۲ھ	۱
۱۲	حضرت رافع بن خدیجؓ	۷۴ھ	۱
۱۳	حضرت زید بن ثابتؓ	۵۶ھ	۵
۱۴	حضرت ابوسعید خدریؓ	۷۴ھ	۱
۱۵	حضرت عائشہؓ	۵۸ھ	۱۱
۱۶	حضرت عبادہ بن صامتؓ	۳۴ھ	۱

۱۷	حضرت عبداللہ بن زبیرؓ	۵۷۳ھ	۳
۱۸	حضرت عبداللہ بن عباسؓ	۵۶۸ھ	۳۰
۱۹	حضرت عبداللہ بن عمرؓ	۵۷۴ھ	۳۲
۲۰	حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ	۵۶۵ھ	۲
۲۱	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ	۵۳۲ھ	۲۲
۲۲	حضرت عمار بن یاسرؓ	۵۳۷ھ	۱
۲۳	حضرت عمران بن حصینؓ	۵۵۲ھ	۱
۲۴	حضرت ابو محمد زورہؓ	۵۷۹ھ	۱
۲۵	حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ	۵۵۱/۴۴ھ	۱
۲۶	حضرت ابو ہریرہؓ	۵۵۹ھ	۱۰

### تابعین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ

نمبر شمار	نام	وقات	فتاویٰ کی تعداد
۱	حضرت قاضی شریحؒ	۵۷۸/۷۵ھ	۳
۲	حضرت علی بن حسینؒ	۵۹۴/۹۲ھ	۱
۳	حضرت جابر بن زیدؒ	۵۹۳ھ	۱
۴	حضرت سعید بن مسیبؒ	۵۹۴ھ	۷
۵	حضرت ابراہیم نخعیؒ	۵۹۶/۹۵ھ	۱۸
۶	حضرت سعید بن جبیرؒ	۵۹۵ھ	۵
۷	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ	۱۰۱ھ	۳

۸	حضرت مجاہدؒ	۱۰۱/۱۰۲/۱۰۳ھ	۲
۹	حضرت عامر بن شراحیل شعیؒ	۱۰۴ھ	۶
۱۰	حضرت ابوقلابہ عبداللہ بن زیدؒ	۱۰۴/۱۰۵ھ	۱
۱۱	حضرت سالم بن عبداللہؒ	۱۰۶ھ	۲
۱۲	حضرت طاؤسؒ	۱۰۶ھ	۲
۱۳	حضرت قاسم بن محمدؒ	۱۰۶/۱۰۹ھ	۱
۱۴	حضرت محمد بن سیرینؒ	۱۱۰ھ	۴
۱۵	حضرت حسن بصریؒ	۱۱۰ھ	۱۵
۱۶	حضرت مکحولؒ	۱۱۲/۱۱۸ھ	۱
۱۷	حضرت ابوجعفر محمد بن علیؒ	۱۱۳/۱۱۸ھ	۱
۱۸	حضرت عطاء بن ابی رباحؒ	۱۱۵ھ	۹
۱۹	حضرت نافع بن جبیرؒ	۱۱۶/۱۲۰ھ	۱
۲۰	حضرت قتادہؒ	۱۱۷/۱۱۸ھ	۱
۲۱	حضرت حماد بن ابی سلیمانؒ	۱۲۰ھ	۱
۲۲	حضرت ابوبکر محمد بن مسلم ابن شہاب زہریؒ	۱۲۳/۱۲۵ھ	۳
۲۳	حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن رائیؒ	۱۳۶ھ	۲
۲۴	حضرت یحییٰ بن سعید انصاریؒ	۱۳۳/۱۳۶ھ	۲
۲۵	حضرت جعفر بن محمد صادقؒ	۱۳۸ھ	۱
۲۶	حضرت ابوحنیفہؒ	۱۵۰ھ	۱

## تابع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ

نمبر شمار	نام	وقات	فتاویٰ کی تعداد
۱	حضرت محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؓ	۱۵۰ھ	۳
۲	حضرت ابن جریجؓ	۱۵۳ھ	۱
۳	حضرت معمر بن راشدؓ	۱۵۷ھ	۱
۴	حضرت عبدالرحمن بن عمرو اوزاعیؓ	۱۶۴ھ	۲۲
۵	حضرت سلام بن ابی مطیعؓ	۱۷۵ھ	۱
۶	حضرت لیث بن سعدؓ	۱۷۹ھ	۱
۷	حضرت امام مالکؓ	۱۶۱ھ	۱۰۹
۸	حضرت سفیان بن سعید ثوریؓ	بعد ۱۸۰ھ	۱۹۶
۹	حضرت عباد بن عوامؓ	۱۸۱ھ	۱
۱۰	حضرت عبداللہ بن مبارکؓ	۱۹۴ھ	۱۲۹
۱۱	حضرت عمر بن ہارونؓ	۱۹۶/۱۹۸ھ	۱
۱۲	حضرت وکیع بن جراحؓ	۱۹۸ھ	۱۱
۱۳	حضرت عبدالرحمن بن مہدیؓ	۱۹۸ھ	۴
۱۴	حضرت سفیان ابن عیینہؓ	۱۹۸ھ	۶
۱۵	حضرت یحییٰ بن سعید القطانؓ	۲۰۳ھ	۱
۱۶	حضرت نصر بن شمیلؓ	۲۰۴ھ	۳

۱۷	حضرت امام شافعیؒ	۵۲۱۳	۳۱۵
۱۸	حضرت ابو عبد الرحمن مقرئؒ	۵۱۴۸	۲

### تابع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ

نمبر شمار	نام	وفات	فتاویٰ کی تعداد
۱	حضرت عبد اللہ بن زبیر رحمہ اللہ	۵۲۲۰/۲۱۹	۱
۲	حضرت ابو مصعب مدنیؒ	۵۲۲۰	۱
۳	حضرت ابو عبید قاسم بن سلامؒ	۵۲۲۴	۲
۴	حضرت اسحاق بن راہویہؒ	۵۲۳۸	۳۴۲
۵	حضرت احمد بن حنبلؒ	۵۲۴۱	۳۵۱
۶	حضرت احمد بن منبجؒ	۵۲۴۴	۱
۷	حضرت ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمنؒ	۵۲۵۵	۱

یہ مذاہب امام ترمذیؒ نے اس لیے نقل کیے ہیں کہ ان میں سے جس مذہب پر بھی کوئی عمل کرے گا، وہ نجات پائے گا، اگرچہ جس امام اور مجتہد کا اس نے مذہب اختیار کیا ہے، وہ خطا پر ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب کوئی حاکم و مجتہد کسی مسئلے میں اجتہاد کرے، اگر درست ہو تو اسے دوا جریس کے اور اگر اجتہاد میں خطا ہوگئی پھر بھی اسے ایک اجر ملے گا۔<sup>[۱]</sup> اگر اسے خطا پر اجر نہ ملتا تو پھر اجتہاد کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جاتا اور شریعت دائمی نہ رہ سکتی۔

[۱] صحیح بخاری: کتاب الاعتصام، باب أجزأكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ، (۲/۱۰۹۲)، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

## فقہاء اور محدثین میں فرق:

حضور ﷺ نے محدثین کی شان میں ارشاد فرمایا ہے:

«نضر الله امرءا سمع مقالتي فحفظها وأداها إلى من سمعها، فرب حامل فقه غير فقيه، ورب حامل فقه إلى من هو أفقه منه»<sup>[۱]</sup>  
 ”اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرے کو سرسبز و شاداب رکھے، جس نے میری بات کو سنا، اسے یاد کیا اور اسے دوسروں تک پہنچایا، بسا اوقات جس تک فقہ کی بات پہنچائی جائے، وہ پہنچانے والے سے زیادہ فقیہ (معنی کی تہ تک پہنچنے والا) ہوتا ہے۔“

فقہاء کی فضیلت کے متعلق ارشاد ہے:

«من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين»<sup>[۲]</sup>  
 ”جس شخص سے اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین کی سمجھ اور فقاہت عطا فرماتا ہے۔“

اس سے فقہاء اور مجتہدین کی برتری اور افضلیت ظاہر و باہر ہے، اس لیے حضور ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی تھی کہ نماز میں مجھ سے وہ لوگ قریب رہا کریں جو اولوالا حلام والنبی (بات کی تہ تک پہنچنے والے اور سمجھدار) ہوں۔<sup>[۳]</sup>

## فقہاء کی فضیلت کی دلیل اور صحابی رسول ﷺ کا ادب:

یہی وجہ ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ سے نماز میں بھول ہو گئی یعنی چار رکعت والی نماز میں پہلے قاعدہ میں سلام پھیر دیا، ایک صحابی ذوالیدین<sup>[۴]</sup> کا ادب ملاحظہ فرمائیں، سلام

[۱] سنن أبی داود: کتاب العلم، باب فضل نشر العلم، (۲/۴۴۳)، مؤسسة الریان، بیروت۔

[۲] صحیح بخاری: کتاب العلم، باب العلم قبل القول والعمل، (۱۶/۱)، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

[۳] جامع ترمذی: أبواب الصلوة، باب ما جاء لیلینی منکم أولوالا حلام والنهی، (۵۳/۱)، المیزان، لاہور۔

[۴] ان کو ذوالیدین اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے دونوں بازو دوسرے اعضاء کے تناسب سے کچھ بڑھے ہوئے تھے۔

پھیرنے کے بعد فرمایا:

«أقصر الصلاة أم نسيت يا رسول الله».

”کیا چار رکعت والی نماز دو رکعت ہوگئی ہے یا حضور ﷺ سے بھول ہوگئی ہے۔“

اس جملے میں ذوالیدینؒ نے ادب کا لحاظ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی طرف نسیان کی نسبت کو بعد میں ذکر کیا اور اختصار صلوٰۃ کا ذکر پہلے کیا، یہ ہے صحابہؓ کا ادب جن کو رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و تربیت نے ایسا مہذب بنا دیا تھا، جو اس سے پہلے ایک دوسرے کی جان کے دشمن رہا کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ بھول ہوئی ہے اور نہ چار رکعت والی نماز دو رکعت ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے أولوالِ اہلام والنہی (بات کی تہہ تک پہنچنے والے اور سمجھدار صحابہ) سے پوچھا، انہوں نے عرض کیا کہ بھول ہوگئی ہے، ان کی تصدیق کے بعد حضور ﷺ نے نماز مکمل فرمائی۔ [۱]

عمومِ بلوئی کا حکم:

اس واقعہ سے علماء نے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ عمومِ بلوئی کی صورت میں کسی ایک شخص کا قول معتبر نہیں، دیگر لوگ بھی تنبیہ فرمائیں اور موافقت کریں، تب وہ بات قابلِ قبول ہوگی۔

متنِ حدیث فقہاء کی نظر میں:

فقہاء و مجتہدین کا کام متنِ حدیث سے استنباط کرنا اور حکم بتانا ہے اس لیے وہ ہر متن سے اعتناء کرتے ہیں اور اس حدیث کو بھی نظر انداز نہیں کرتے جس کی سند میں اتصال نہیں پایا جاتا، اس لیے کہ قرنِ اول میں سارے صحابہؓ نے حدیث کا سماع حضور اکرم ﷺ سے نہیں کیا



(اس لئے کہ معاش کی وجہ سے سارے صحابہؓ کو فرصت ہی نہ تھی کہ وہ مستقل حاضر باش رہتے، ہاں کبھی زیارت کے لئے آجاتے تھے) لیکن روایت کی نسبت براہ راست حضور اکرم ﷺ کی طرف کر دی، صحابہؓ نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو دیکھا، شرفِ صحابیت پایا، پھر جس کسی صحابی نے صحابی سے سنا، اس نے حدیث کے سننے کی نسبت رسول اکرم ﷺ سے کی، وہ فرماتے تھے کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے، پھر کسی صحابی سے حضور ﷺ کی نسبت جھوٹ بولنا ثابت نہیں، وہ سب کے سب عادل اور سچے ہیں، قرآن کریم نے ان کے عادل ہونے کی تصدیق کی ہے۔

قرآن کی گواہی ہے:

«أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ» [۱]  
 ”خدا نے ان کے دل تقویٰ کے لیے آزمالیے ہیں ان کے لیے بخشش اور اجرِ عظیم ہے۔“

اس لیے ان کے یہاں مرسل روایات زیادہ ہیں اور وہ سب قابلِ حجت ہیں، اس لیے تمام مجتہدین سابقین امام مالکؒ، امام اوزاعیؒ، سفیان ثوریؒ، امام ابو حنیفہؒ وغیرہ مراسیل کو قابلِ حجت قرار دیتے ہیں، امام شافعیؒ بھی مراسیل کا مطلق انکار نہیں کرتے، وہ طویل زمانہ گزر جانے کی وجہ سے چند قیود کے ساتھ قابلِ حجت قرار دیتے ہیں۔

### لفظ مجتہد کا صحیح محمل:

امام ترمذیؒ نے امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) سے رجال وغیرہ کی باتیں نقل کی ہیں، لیکن پوری کتاب میں کہیں ان کے فقہی مذہب کی طرف ہلکا سا بھی اشارہ نہیں کیا، اس سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے کہ ان کا کوئی فقہی مذہب نہیں تھا اور نہ ہی وہ مجتہد تھے۔

مجتہد کا لفظ جس طرح مجتہد فی الفقہ کے لیے بولا جاتا ہے، اسی طرح مجتہد فی صناعت الحدیث کے لیے بھی بولا جاتا ہے، لہذا جہاں کہیں امام بخاری کے لیے مجتہد کا لفظ آیا ہے، اس

سے مراد مجتہد فی صناعت الحدیث ہی ہے، یہی زیادہ قرین قیاس ہے، یہاں یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اگر ان کا مذہب منقول اور قابل ذکر ہوتا تو امام ترمذی ضرور ان کا مذہب نقل کرتے، جب کہ پوری کتاب میں کہیں بھی ان کا مذہب اشارتاً یا کنایتاً مذکور نہیں ہے۔

### مرا سیل حسن بصری اور محدثین کرام:

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ حضرات محدثین حسن بصریؒ (۱۱۰ھ) کی مرا سیل کو قابل حجت نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ان جیسے ائمہ فن کی مرا سیل رتخ کی حیثیت رکھتی ہیں [۱] اور طرفہ تماشایہ ہے کہ ان کا اجتہاد اور مذہب قابل قبول اور قابل عمل قرار دیتے ہیں، اس لیے امام ترمذیؒ نے جامع ترمذی میں ان کا مذہب نقل کیا ہے اور ماقبل میں یہ بات گزر گئی ہے کہ امام ترمذیؒ نے فقہاء و مجتہدین کے مذاہب کو اس لیے نقل کیا ہے کہ ان میں سے جس فقیہ کے مذہب پر کوئی عمل کرے گا وہ نجات پائے گا، جس سے ان کا مقام معلوم ہو جاتا ہے۔

لہذا جب حسن بصریؒ کا اجتہاد اور مذہب قابل قبول اور قابل عمل ہے تو ان کی مرسل روایات بطریق اولی قابل قبول ہونی چاہئیں، بالخصوص جب کہ وہ جلیل القدر تابعی اور بلند پایہ مجتہد و فقیہ ہیں، بلند پایہ فقہاء میں ان کا شمار اس لیے ہے کہ یہ حضرت عمرؓ کی دعا کا ثمرہ اور نتیجہ ہیں، [۲] بہت سے صحابہ کرامؓ سے ملاقات کی ہے اور ان سے حدیثیں سنیں ہیں، چنانچہ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ سند کیوں نہیں بیان کرتے؟ فرمایا: ”خراسان کے غزوے میں ہمارے ساتھ تین سو صحابہؓ شریک تھے، میں تمہارے سامنے کس کس کا نام لوں۔“

پھر اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ جب میں صحابی کا نام لیے بغیر ”قال رسول اللہ ﷺ“

[۱] تدریب الراوی: (۱/۱۶۹)، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

[۲] جامع ترمذی: باب غسل المیت، (۱/۱۹۳)، المیزان، کراچی۔

کہہ کر حدیث نقل کرتا ہوں تو وہ علی بن ابی طالبؓ سے ہوتی ہے۔<sup>[۱]</sup>  
ایک موقع پر ارشاد فرمایا: جب کسی حدیث کو میں نے چار صحابہؓ سے سنا ہو تو اسے میں  
مرسل نقل کرتا ہوں۔<sup>[۲]</sup>

اسی طرح ان سے یہ بھی منقول ہے: جب میں ”حدثنی فلان“ کہوں، وہ حدیث  
میں نے ایک صحابی سے سنی ہوتی ہے اور جب میں ”قال رسول اللہ ﷺ“ کہہ کر کوئی حدیث  
نقل کرتا ہوں تو اسے میں نے ستر (۷۰) سے زیادہ صحابہؓ سے سنا ہوتا ہے۔<sup>[۳]</sup>  
ان جیسی صراحتوں کے باوجود محدثین ان کی مراسیل کو قابل قبول نہیں مانتے، یہ محدثین  
اور فقہاء کی نظر کا فرق ہے۔

سفیان ثوریؒ کی امام ابو حنیفہؒ سے موافقت:

امام ترمذیؒ نے جن فقہاء کا مذہب نقل کیا ہے ان میں سے ایک سفیان ثوریؒ (۱۶۱ھ)  
بھی ہیں، یہ اپنے زمانے کے یگانہ روزگار محدث اور نامور فقیہ و مجتہد تھے، ان کا فقہی مذہب  
امام اعظم ابو حنیفہؒ (۱۵۰ھ) کے فقہی مذہب کے موافق ہے اور اکثر مسائل میں انہوں نے امام  
اعظمؒ کی اتباع و موافقت کی ہے۔

قاضی ابو یوسفؒ (۱۸۲ھ) فرماتے ہیں:

«سفیان الثوري أكثر متابعة لأبي حنيفة مني»<sup>[۴]</sup>  
”سفیان ثوریؒ مجھ سے زیادہ امام ابو حنیفہؒ کی پیروی کرنے والے تھے۔“

چنانچہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کے درجہ تخصص فی علوم الحدیث کے ایک

[۱] سیر اعلام النبلاء: (۵۶۵/۳)، مؤسسة الرسالة، بیروت۔

[۲] تدریب الراوی: (۱۶۸/۱)، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

[۳] اصول السرخسی: (۳۷۱/۱)، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

[۴] الاثقام فی فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء: (ص ۱۹۸)، مکتبہ غفور، کراچی۔

طالب علم ”محمد عابد بن نور محمد“ نے ”موافقات سفیان الثوری لأبی حنیفہ“ کے موضوع پر ایک مقالہ لکھا ہے، جس میں انہوں نے دو سو پچاس (۲۵۰) ایسے فقہی مسائل جمع کیے ہیں جن میں سفیان ثوریؒ نے امام ابوحنیفہؒ کی موافقت کی ہے اور صرف ستر (۷۰) ایسے مسائل ہیں جن میں انہوں نے امام صاحبؒ کی موافقت نہیں کی ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ امام ترمذیؒ نے داؤد ظاہریؒ (۲۷۰ھ / ۸۸۳ء) کا مذہب اپنی کتاب میں نقل نہیں کیا، یہاں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ امام ترمذیؒ ظواہر کو فقہاء میں شمار نہیں کرتے، باوجودیکہ داؤد ظاہری ان کے ہم عصر اور اصحاب ظواہر کے بڑے بلند پایہ اور مشہور امام اور مجتہد ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذیؒ کے نزدیک ظاہری مذہب کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

### سنن ترمذی کی خصوصیات:

محمد بن عبد اللہ بن محمد، ابن عربیؒ (۳۶۸-۵۴۳ھ / ۱۰۷۶-۱۱۴۸ء) فرماتے ہیں:

جامع ترمذی میں چودہ (۱۴) علوم موجود ہیں۔

۱۔ احادیث کو ابواب پر مرتب کرنا جو عمل کے لیے زیادہ مفید ہے۔

۲۔ سند بیان کرنا۔

۳۔ صحیح کی وضاحت کرنا۔

۴۔ مشہور کی وضاحت کرنا۔

۵۔ سند کے طرق بیان کرنا۔

۶۔ روایات کی جرح پر بحث کرنا۔

۷۔ اس کی تعدیل بیان کرنا۔

۸۔ نام کی وضاحت کرنا۔

۹۔ کنیت بتانا۔

۱۰۔ موصول کی وضاحت کرنا۔

۱۱۔ مقطوع کی وضاحت کرنا۔

۱۲۔ معمول بہ اور غیر معمول بہ کی صراحت کرنا۔

۱۳۔ فقہاء کے اختلاف کو بیان کرنا۔

۱۴۔ مراد حدیث بیان کرنا۔<sup>[۱]</sup>

امام ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن رشیدؒ (۶۵۷-۷۲۱ھ/۱۲۵۹-۱۳۲۱ء) نے مزید علوم کا

اضافہ کیا ہے جو ہدیہ ناظرین ہیں۔

۱۔ حدیث حسن کی وضاحت کی۔

۲۔ حدیث غریب کو بیان کیا۔

۳۔ متابعت اور انفراد کو بیان کیا۔

۴۔ زیادتِ ثقات کی تعیین کی۔

۵۔ مرفوع اور موقوف، مرسل اور موصول کی طرف توجہ دلائی۔

۶۔ مزید فی متصل الاسانید کی وضاحت کی۔

۷۔ صحابہؓ کی ایک دوسرے سے روایت کو بیان کیا۔

۸۔ تابعین کی ایک دوسرے سے روایت کی طرف رہنمائی کی۔

۹۔ صحابی کی تابعی سے روایت کو واضح کیا۔

۱۰۔ حدیث کے راویان صحابہ کی تعداد کی طرف اشارہ کیا۔

۱۱۔ راوی کی صحابیت اور عدم شرف صحبت کو بتایا۔

۱۲۔ اکابر کی اصاغر سے روایت کی وضاحت کی۔

ان انواع میں سے ہر ایک نوع پر مستقل تصانیف موجود ہیں۔

حافظ ابوالفتح ابن سید الناس<sup>[۱]</sup> (۶۷۱-۷۳۴ھ/۱۲۷۳-۱۳۳۴ء) فرماتے ہیں کہ

ان دونوں حضرات نے علوم ترمذی کے بیان میں جس کو ذکر نہیں کیا، اس میں:

۱۔ حدیث کے شاذ

۲۔ موقوف اور

۳۔ مدرج ہونے کی وضاحت کرنا بھی شامل ہے۔<sup>[۲]</sup>

امام ترمذی کی کتاب سابقہ امتیازات کے ساتھ درج ذیل خصوصیات کی بھی جامع ہے،

صحاح ستہ میں اور کوئی کتاب ان خصوصیات سے آراستہ نہیں ہے۔

۱۔ ہر باب میں امام ترمذی فقہاء کے مذاہب بالالتزام بیان کرتے ہیں۔

۲۔ ہر باب کا جدا گانہ عنوان قائم کر کے اس کا ماخذ و مستدل بتاتے ہیں۔

۳۔ یہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ اکثر فقہاء اور اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

۴۔ یہ تنبیہ بھی کی ہے:

«وہم أعلم بمعانی الأحادیث».

”کہ فقہاء معانی حدیث کو زیادہ سمجھنے والے اور اس کی تہ تک سب سے زیادہ پہنچنے

والے ہیں۔“

اس لیے حضور ﷺ نے یہ تاکید فرمائی تھی کہ نماز میں مجھ سے وہ لوگ قریب رہا کریں

جو اولوالا حلام والنبی (بات کی تہہ تک پہنچنے والے اور سمجھدار) ہیں۔<sup>[۳]</sup>

۵۔ مسانید کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ حدیث فلاں فلاں صحابہؓ سے مروی ہے۔

[۱] لفتح العذی: مقدمة المؤلف، (۱/۱۹۳ و ۱۹۴)۔

[۲] جامع ترمذی: أبواب الصلوة، (۱/۵۳)، المیزان، لاہور۔

- ۶۔ حدیث کے معانی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔
  - ۷۔ ہر حدیث کا مرتبہ بھی بتاتے ہیں کہ وہ صحیح، حسن، ضعیف ہے۔
  - ۸۔ کہیں راوی کا نام، کنیت یا نسبت بھی بتاتے ہیں۔
  - ۹۔ کسی سند میں علت یا اضطراب ہو، اس کی رہنمائی کرتے ہیں۔
  - ۱۰۔ احکام کی احادیث میں سے صرف وہ احادیث لاتے ہیں جن پر فقہاء کا عمل رہا ہے۔
- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ فقہاء کا مرتبہ کتنا بلند ہے، اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ جو لوگ فتوؤں کو نہیں مانتے اور ائمہ کی تقلید کو شرک کہتے ہیں، انہیں بھی اس کتاب کو پڑھے پڑھائے بغیر اور فتاویٰ کے بغیر چارہ نہیں ہے، یہ تو فقہاء و مجتہدین کی آراء کا مجموعہ ہے۔
- ۔ ایں چہ بوالعجبی است

### عہد رسالت کا دائمی نصاب تعلیم:

رسول اللہ ﷺ کی ذات ستودہ صفات کی خصوصیت یہ ہے کہ جلوت و خلوت، درون خانہ اور بیرون خانہ ان کی تعلیم و تربیت برابر جاری و ساری تھی، چنانچہ ترمذی شریف میں ہے کہ امّ سلیم بنت ملحانؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات ظاہر کرنے سے نہیں شرماتے، جب عورت خواب میں دیکھے جو مرد دیکھتا ہے (یعنی احتلام ہو جائے) تو کیا اس پر غسل واجب ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جی ہاں، جب وہ پانی دیکھ لے تو غسل کرے۔

امّ المؤمنین امّ سلمہؓ (۶۱/۶۲ھ) فرماتی ہیں کہ میں نے کہا کہ اے امّ سلیم تو نے عورتوں کو رسوا کر دیا۔<sup>[۱]</sup>

[۱] صحیح ابن خزمہ: باب ذکر ما یجب الغسل علی المرأة فی الاحتلام إذا نزلت الماء، (۱۱۸/۱)، رقم حدیث: (۲۳۵)۔

اس طرح کے مسائل بھی عورتیں اور مرد پوچھا کرتے تھے۔

## استاد اور مربی کی صفات:

صحیح مسلم میں ہے: حضرت معاویہ بن حکم سلمیٰؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران جماعت میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی تو میں نے ”یرحمک اللہ“ کہہ دیا، لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا، میں نے کہا: کاش کہ میری ماں مجھ پر روچکی ہوتی (یعنی میں مر گیا ہوتا) تم مجھے کیوں گھور رہے ہو؟ یہ سن کر وہ لوگ اپنی رانوں پر ہاتھ مارنے لگے، پھر جب میں نے دیکھا کہ وہ لوگ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔

آگے ان کے الفاظ یہ ہیں:

»فلما صلی رسول اللہ ﷺ فبأبی هو وأمی، ما رأیت معلما قبله ولا بعده أحسن تعلیما منه، فواللہ، ما کهرنی ولا ضربنی ولا شتمنی، قال: إن هذه الصلاة لا یصلح فیها شیء من کلام الناس، إنما هو التسبیح والتکبیر وقراءة القرآن».

”جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے، میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان، میں نے حضور ﷺ سے پہلے اور نہ ہی حضور ﷺ کے بعد آپ سے بہتر کوئی سکھانے اور سمجھانے والا اور تربیت کرنے والا نہیں دیکھا، اللہ کی قسم! نہ آپ نے مجھے جھڑکا اور نہ ہی مجھے مارا اور نہ ہی مجھے برا بھلا کہا، پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں لوگوں سے باتیں کرنا درست نہیں، بلکہ نماز تو صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن کی تلاوت کا نام ہے۔“

میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے زمانہ جاہلیت پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی دولت سے نوازا ہے، ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں،



حضور ﷺ نے فرمایا: تم ان کے پاس نہ جاؤ، میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ لوگ برا ٹھگون لیتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو وہ لوگ اپنے دل میں پاتے ہیں، تم اس طرح نہ کرو، پھر میں نے عرض کیا کہ ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء کرامؑ میں سے بھی ایک نبی لکیریں کھینچتے تھے تو جس آدمی کا لکیر کھینچنا اس کے مطابق ہو وہ صحیح ہے (لیکن اس کے مطابق لکیر کھینچنا کسی کو معلوم نہیں، اس لیے حرام ہے)۔

راوی معاویہ سلمیٰؓ کا بیان ہے کہ میری ایک لونڈی تھی جو ”احد“ اور ”جوانیہ“ کے علاقوں میں میری بکریاں چرایا کرتی تھی، ایک دن میں وہاں گیا تو دیکھا کہ ایک بھیڑیا میری ایک بکری کو اٹھا کر لے گیا ہے، آخر میں بھی انسان ہوں، دوسرے لوگوں کی طرح مجھے بھی غصہ آتا ہے، میں نے اسے ایک تھپڑ مار دیا، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا، مجھ پر یہ بڑا گراں گزرا اور میں نے عرض کیا: کیا میں اس لونڈی کو آزاد نہ کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ، میں اسے آپ کے پاس لایا، آپ نے اس سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس لونڈی نے کہا: آسمان میں، پھر آپ نے اس سے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ نے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو، کیونکہ یہ لونڈی مؤمنہ ہے۔<sup>[۱]</sup>

درج بالا روایت سے مندرجہ ذیل امور کی نشاندہی ہوتی ہے:

۱۔ دوران تعلیم و تربیت اگر شاگرد سے کوئی ممنوع کام سرزد ہو جائے یا کوئی غلطی کر بیٹھے تو معلم کو چاہیے کہ نرمی سے پیش آئے، نہ اس کی ہمت توڑے اور نہ اسے اپنے سے بدظن کرے، بلکہ پیار و محبت اور دلجوئی سے پیش آنا چاہیے۔

۲۔ اسے غلطی پر نہ جھڑکے۔

۳۔ زد و کوب کرنے اور مار پٹائی سے بالکل گریز کرے۔

[۱] صحیح مسلم: کتاب المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلوۃ و نسخ ما کان من إباحۃ، (۲۰۳/۱)، قدیمی کتب خانہ، کراچی۔

۴۔ شاگرد کو برا بھلا کہنے سے اجتناب کرے۔

۵۔ معلم و استاد کی ذمہ داری ہے کہ شاگرد کی غلطی کی اصلاح کر کے درست طریقہ بتائے۔

۶۔ شاگرد کو چاہیے کہ اپنی تعلیم و تربیت کے حوالے سے جو سوالات ذہن میں ہوں، ان کے متعلق اپنے استاد سے رہنمائی حاصل کرے اور اپنے استاد سے سوال کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے۔

۷۔ معلم اور استاد بھی اپنے شاگرد کے سوالات کو خندہ دلی اور وسعتِ ظرفی کے ساتھ سنے اور ان کے جوابات دے کر اس کی تشفی کرے، تاکہ شاگرد استاد سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکے۔

۸۔ مومن کی شان یہ ہوتی ہے کہ اسے اپنی غلطی کا احساس فوری طور پر ہو جاتا ہے اور یہ احساس اسے چین سے بیٹھنے نہیں دیتا، جیسے مذکورہ حدیث میں حضرت معاویہ بن حکم سلمیؓ نے غصے میں آ کر اپنی باندی کو تھپڑ مار دیا، لیکن اس کے بعد فوراً انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر قصہ بیان کیا۔

### صحابہؓ کی آزمائش اور ثابت قدمی:

رسول اللہ ﷺ نے جب اعلانیہ دعوت اسلام کا آغاز کیا تو مشرکین مکہ نے رسول اللہ ﷺ کی سخت مخالفت کی اور جیسے جیسے دعوت اسلام عام ہوتی گئی ان کی مخالفت میں شدت آتی گئی، جس پر بس چلتا اس کو زد و کوب کرنے سے گریز نہ کرتے تھے، خود رسول اللہ ﷺ کو طرح طرح سے تکلیفیں پہنچائیں، رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا، راستے میں کانٹے بچھائے، دورانِ نماز حالتِ سجدہ میں اوجھڑی ڈالی، آپ کی دو بیٹیوں کو طلاق دی وغیرہ۔

ایسے ہی جو شخص رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے اسلام قبول کرتا اس کو مختلف مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا، مشرکین مکہ اور سردارانِ قریش ان مسلمان

ہونے والے صحابہؓ کو تکلیف پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے، معزز، صاحب شرافت اور اپنے قبیلے کے عالی مرتبت اور صاحب ثروت حضرات ان کی اذیتوں کا نشانہ بنے، ابوبکر صدیق، عثمان بن عفان اور زبیر بن عوام جیسے صحابہؓ ان کی زد میں آئے، جو صحابہؓ کمزور اور کسی کے ماتحت ہوتے تھے اور نوکر چاکر ہوتے، ان کو اسلام کی خاطر دی جانے والی تکلیفوں کا کیا ٹھکانہ، ان میں سے جس کے بارے میں بھی مشرکین مکہ کو یہ اطلاع ملتی کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے تو وہ اس صحابی پر اذیت اور تکلیفوں کے پہاڑ توڑتے، اس کو طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کرتے اور مختلف طریقوں سے اندوہ ناک سزاؤں سے دوچار کرتے، تاکہ وہ دین اسلام کو چھوڑ کر دوبارہ بت پرستی اور آبائی مذہب کے دلدل میں پھنس جائے، لیکن قربانِ جانی اسلام کو دل و جان سے قبول کرنے والی ان عظیم ہستیوں پر کہ کفار و مشرکین کی یہ طرح طرح کی اذیتیں اور تکالیف ان کو دین اسلام سے باز نہ رکھ سکیں، بلکہ صبر و استقامت کے ساتھ ان کو برداشت کیا۔

سیر و تاریخ کی کتابوں نے ایسے صحابہؓ کی نشاندہی کی ہے اور ان کے عزم و استقلال اور ثابت قدمی کا ذکر کر کے ان کو خراج تحسین پیش کیا ہے، قرآن کریم نے ان حضرات کو امتحان میں ثابت قدم رہنے پر سابقین اولین کی ڈگری دی ہے۔

### صحابہؓ کی فضیلت:

صحابہؓ کی فضیلت و منقبت کے سلسلے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں، جیسا کہ حضرت ابوسعید خدریؓ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

”میرے اصحاب کو برا بھلا مت کہو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم لوگوں میں سے اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو صحابہ کے ہمد اور آدھے ہمد کے برابر بھی ثواب نہ پائے گا۔“

باقی جہاں اگا دگا موقع پر کسی صحابی سے کوئی لغزش یا خلاف شریعت کام سرزد ہوا تو اس کے بعد اس صحابی نے ایسی توبہ کی کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔

چنانچہ جامع ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت معاذ اسلمیؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ان سے زنا کا ارتکاب ہوا ہے، حضور ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا، وہ دوسری طرف سے آئے اور عرض کیا کہ مجھ سے یہ حرکت صادر ہو گئی ہے، حضور ﷺ نے پھر ان کی طرف سے منہ پھیر لیا، پھر وہ تیسری طرف سے آئے اور عرض کیا کہ انہوں نے زنا کیا ہے، چوتھی بار رسول اللہ ﷺ نے ان کے رجم کرنے کا حکم دیا، تو وہ پتھر پلے زمین کی طرف لے جائے گئے اور انہیں پتھروں سے مارا گیا، جب ان پر پتھر برسائے گئے تو بھاگنے لگے اور ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے پاس اونٹ کے جڑے کی ہڈی تھی، اس نے اس جڑے کی ہڈی سے ان کو مارا پھر دوسرے لوگوں نے بھی مارا جس سے ان کی جان نکل گئی، لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا کہ جب انہوں نے پتھر اور موت کی تکلیف دیکھی تو بھاگے، حضور ﷺ نے فرمایا: ”تو تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا، پھر فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ سارے مدینے پر بھی تقسیم کر دی جائے تو سب کی مغفرت ہو جائے۔“

اللہ تعالیٰ کی طرف سے صحابہؓ کے دلوں کا امتحان اور ان کی کامیابیوں پر ڈگریاں:

مکی دور کے تیرہ (۱۳) سالوں میں صحابہؓ کو ایسی سخت اذیتیں اور تکلیفیں پہنچائی گئیں اور ایسے مصائب کا سامنا کرنا پڑا، جن کو چشم فلک نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا، اور مدینہ منورہ کی زندگی میں بھی امتحان ہوتا رہا، کفار قریش نے ان کو دین اسلام سے برگشتہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی، وہ نو مسلم صحابہؓ کو تکلیف پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے، مسلمان ہونے والے صحابہؓ ان کے ڈر سے دن میں نہیں نکلتے تھے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان تھا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

«أولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى لهم مغفرة وأجر عظيم»<sup>[۱]</sup>  
 ”خدا نے ان کے دل تقویٰ کے لیے آزما لیے ہیں، ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔“

یہ آیت مدنی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ تک ان کا امتحان جاری رہا اور وہ اس میں کامیاب رہے اور بہت سے صحابہؓ تو ان ڈگریوں کو سن بھی نہ سکے اور پہلے ہی وفات پا گئے اور ڈگریاں وقتاً فوقتاً ملتی رہیں اور امتحان زندگی بھر رہا۔  
 دوسری جگہ ارشاد ہے:

«والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا»<sup>[۲]</sup>  
 ”اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم ان کو ضرور اپنے رستے دکھا دیں گے۔“  
 ہمارے شیخ و مرشد شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی فرماتے تھے:

[۱] سورہ حجرات (آیت: ۳)۔

[۲] سورہ مائدہ (آیت: ۱۱۹)، سورہ توبہ (آیت: ۱۰۰)، سورہ مجادلہ (آیت: ۲۲)، سورہ ہٰنہ (آیت: ۸)۔

”اس آیت میں کئی تاکیدیں جمع ہیں: لام تاکید کا ہے، جمع کا صیغہ ہے، نون ثقیلہ تاکید کا ہے، پھر سُبُل جمع کا صیغہ لائے ہیں، تو وعدہ ہے کہ ایک نہیں بہت سے راستے کھولیں گے۔“

صحابہؓ یہاں مکہ مکرمہ میں آزمائش و امتحان سے گزرتے رہے، یہ امتحان بھی درجہ بدرجہ اور منزل بمنزل ہوتا رہا اور اس امتحان و آزمائش میں ایسے کامیاب و کامران ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے راستے کھولے اور مدینہ منورہ میں ان کو انعامات اور ڈگریوں سے نوازا گیا۔

## امتحان اور ڈگری:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا ان کی مختلف ڈگریوں اور سندوں کا ذکر کیا ہے:

(۱) اپنی رضا اور خوشنودی کا پروانہ عطا کیا، چنانچہ فرمایا:

”رضي الله عنهم ورضوا عنه“۔<sup>[۱]</sup>  
”خدا اُن سے خوش اور وہ اُس سے خوش ہیں۔“

اس آیت مبارکہ میں جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش اور راضی ہے، وہاں صحابہؓ کی اللہ تعالیٰ سے خوش ہونے اور رضا مندی کا بھی ذکر ہے کہ وہ بھی اللہ سے خوش اور راضی ہیں، بقول شاعر (میر محبوب علی خان):

الفت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہوں بے قرار  
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

(۲) صحابہؓ کی جماعت کو اپنی جماعت قرار دیا:

”أولئك حزب الله ألا إن حزب الله هم المفلحون“۔<sup>[۲]</sup>

[۱] سورہ مائدہ (آیت: ۱۱۹)، سورہ توبہ (آیت: ۱۰۰)، سورہ مجادلہ (آیت: ۲۲)، سورہ ہزیمہ (آیت: ۸)۔

[۲] سورہ مجادلہ (آیت: ۲۲)۔

”یہی گروہ خدا کا لشکر ہے، (اور) سن رکھو کہ خدا ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔“

(۳) ان کے سچے مومن ہونے کی گواہی دی:

«وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَا  
وَنَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ»<sup>[۱]</sup>  
”اور جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں لڑائیاں کرتے  
رہے اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ان کی مدد کی، یہی لوگ سچے  
مسلمان ہیں، ان کے لئے (خدا کے ہاں) بخشش اور عزت کی روزی ہے۔“  
اس آیت مبارکہ میں صحابہؓ کی درج ذیل صفات بیان کی گئیں ہیں:

۱۔ ایمان لائے۔

۲۔ ہجرت کی۔

۳۔ اللہ کے راستے میں جہاد کیا۔

۴۔ انصار صحابہؓ نے مہاجرین صحابہؓ کو ٹھکانہ اور رہائش دی۔

۵۔ مہاجرین کی مدد کی۔

۶۔ صحابہؓ کی یہ دونوں جماعتیں خواہ مہاجرین ہوں یا انصار، سچے مومن ہیں۔

۷۔ ان کی مغفرت کر دی گئی ہے۔

۸۔ ان کے لیے اجر عظیم ہے۔

(۴) ان کو ”صادقون“ کے لقب سے نوازا:

«أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ»<sup>[۲]</sup>

[۱] سورہ انفال (آیت: ۷۴)۔

[۲] سورہ حجرات (آیت: ۱۵)، سورہ حشر (آیت: ۸)۔

”یہی لوگ سچے (ایماندار) ہیں۔“

(۵) ان کی کامیابی و کامرانی اور فلاح پانے کا اعلان کیا:

«ألا إن حزب الله هم المفلحون»۔<sup>[۱]</sup>  
 ”(اور) سن رکھو کہ خدا ہی کا لشکر مراد حاصل کرنے والا ہے۔“

دوسری آیت میں ہے:

«وأولئك هم المفلحون»۔<sup>[۲]</sup>  
 ”اور یہی نجات پانے والے ہیں۔“

(۶) ان کے ہدایت یافتہ ہونے کی تصدیق فرمائی:

«وأولئك على هدى من ربهم»۔<sup>[۳]</sup>  
 ”یہی لوگ اپنے پروردگار (کی طرف سے) ہدایت پر ہیں۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے:

«وأولئك هم الراشدون»۔<sup>[۴]</sup>  
 ”یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں۔“

(۷) روح القدس (جبریل امین) کے ذریعے ان کی تائید و نصرت فرمائی:

«وأيدهم بروح منه»۔<sup>[۵]</sup>  
 ”اور فیض غیبی سے اُن کی مدد کی ہے۔“

[۱] سورہ مجادلہ (آیت: ۲۲)۔

[۲] سورہ بقرہ (آیت: ۵)۔

[۳] سورہ بقرہ (آیت: ۵)۔

[۴] سورہ حجرات (آیت: ۷)۔

[۵] سورہ مجادلہ (آیت: ۲۲)۔



(۸) ان کے دل میں دین اسلام، ایمان اور اہل ایمان کی محبت جب کہ کفر، اہل کفر اور گناہوں کے کاموں کی نفرت پیدا فرمادی:

«ولكن الله حبيب إليكم الإيمان وزينه في قلوبكم وكره إليكم الكفر والفسوق والعصيان»۔<sup>[۱]</sup>

”لیکن خدا نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔“

یہ آیت صحابہؓ کے سلسلے میں درج ذیل باتوں کی طرف رہنمائی کرتی ہے:

۱۔ صحابہ کے دل میں ایمان پر کشش و مرغوب تھا۔

۲۔ کفر سے ان کو نفرت تھی۔

۳۔ گناہ کے کاموں سے نفرت تھی اور وہ ان سے بچتے تھے۔

۴۔ اللہ کی نافرمانی ان کے ہاں ناپسندیدہ چیز تھی۔

دوسری آیت مبارکہ میں ہے:

«والذين معه أشداء على الكفار رحماء بينهم»۔<sup>[۲]</sup>

اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں تو سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں۔“

آیت مبارکہ کا یہ حصہ دو باتوں پر مشتمل ہے:

۱۔ صحابہ کافروں کے مقابلے میں سخت تھے۔

۲۔ ایک دوسرے کے لیے رحم دل تھے۔

[۱] سورہ حجرات (آیت: ۷)۔

[۲] سورہ فتح (آیت: ۲۹)۔

(۹) ان سے جنت میں داخل ہونے اور اس کی دائمی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کا

وعدہ کیا:

«أولئك كتب في قلوبهم الإيمان وأيدهم بروح منه ويدخلهم جنات تجري من تحتها الأنهار خالدين فيها أبدا»۔<sup>[۱]</sup>  
 ”یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان (پتھر پر لکیر کی طرح) تحریر کر دیا ہے اور فیض غیبی سے ان کی مدد کی ہے اور وہ ان کو بہشتوں میں جن کے تلے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا، ہمیشہ ان میں رہیں گے۔“

آیت شریفہ درج ذیل امور پر نص (قطعی حکم) ہے:

- ۱۔ صحابہؓ کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا گیا تھا۔
- ۲۔ روح الامین کے ذریعہ ان کی مدد و نصرت فرمائی۔
- ۳۔ صحابہ جنتی ہیں اور جنت میں داخل ہوں گے۔
- ۴۔ دائمی طور پر جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

(۱۰) ان کو اپنے کلام قرآن مجید کا وارث بنایا:

«ثم أورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات بإذن الله ذلك هو الفضل الكبير»۔<sup>[۲]</sup>

”پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا، تو کچھ ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور کچھ میانہ رو ہیں اور کچھ خدا کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں، یہی بڑا فضل ہے۔“

[۱] سورہ مجادلہ (آیت: ۲۲)۔

[۲] سورہ فاطر (آیت: ۳۲)۔

(۱۱) صحابہ کرامؓ خواہ مہاجرین ہوں یا انصار، ان کے اخلاص و للہیت اور عبادت گزاری پر مہر ثبت کی:

«للفقراء المهاجرين الذين أخرجوا من ديارهم وأموالهم يبتغون فضلا من الله ورضوانا وينصرون الله ورسوله أولئك هم الصادقون والذين تبوءوا الدار والإيمان من قبلهم يحبون من هاجر إليهم ولا يجدون في صدورهم حاجة مما أوتوا ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فأولئك هم المفلحون»۔<sup>[۱]</sup>

”(اور) ان مفلسانِ تارک الوطن کے لئے بھی جو اپنے گھروں اور مالوں سے خارج (اور جدا) کر دیئے گئے ہیں (اور) خدا کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار اور خدا اور اس کے پیغمبر کے مددگار ہیں، یہی لوگ سچے (ایماندار) ہیں اور (ان لوگوں کے لئے بھی) جو مہاجرین سے پہلے (ہجرت کے) گھر (یعنی مدینے) میں مقیم اور ایمان میں (مستقل) رہے (اور) جو لوگ ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملا اس سے اپنے دل میں کچھ خواہش (اور خلش) نہیں پاتے اور ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں خواہ ان کو خود احتیاج ہی ہو اور جنہیں حرص نفس سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔“

اس آیت سے درج ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے:

- ۱۔ صحابہؓ نے ہجرت کی۔
- ۲۔ ان کو دین کی خاطر اپنے گھروں سے نکالا گیا۔
- ۳۔ اپنے مالوں سے بے دخل کیا گیا۔

- ۴۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے طلب گار ہیں۔
  - ۵۔ ہر کام میں اللہ کی خوشنودی ان کا مطلوب اور سچ نظر ہوتی ہے۔
  - ۶۔ اللہ اور اس کے دین کی حمایت کرتے ہیں۔
  - ۷۔ پیغمبر خدا ﷺ کی مدد و نصرت میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے ہیں۔
  - ۸۔ وہ سچے اور راست باز لوگ ہیں۔
  - ۹۔ انصار صحابہ ایمان لائے۔
  - ۱۰۔ وہ اپنے گھروں سے بے دخل کیے گئے، مہاجرین صحابہؓ سے دلی محبت کرتے ہیں۔
  - ۱۱۔ مہاجرین صحابہؓ کو جو کچھ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دیا جاتا ہے، یہ انصار صحابہؓ اس کی خواہش تک دل میں محسوس نہیں کرتے۔
  - ۱۲۔ مہاجرین کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔
  - ۱۳۔ یہ ترجیح والی حالت ان کی ہر حال میں رہتی ہے، خواہ وہ خود خوش حال اور وسیع المال ہوں یا تنگ دست ہوں۔
  - ۱۴۔ اپنے نفس اور طبیعت کے بخل سے محفوظ ہیں۔
  - ۱۵۔ یہ فلاح پانے والے اور کامیاب لوگ ہیں۔
- دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

«تراهم ركعاً سجداً يبتغون فضلاً من الله ورضواناً سيماهم في وجوههم من أثر السجود»۔<sup>[۱]</sup>

”اے دیکھنے والے! تو ان کو دیکھتا ہے کہ (خدا کے آگے) جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں، (کثرت) سجود کے اثر سے ان

کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔“

یہ آیت چند باتوں کی نشاندہی کرتی ہے:

۱۔ صحابہؓ کثرت سے رکوع کیا کرتے تھے (یعنی کثرت سے نماز پڑھتے تھے)۔

۲۔ رکوع کی طرح ان کے سجدے بھی دیکھنے کے لائق ہوتے تھے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے خواستگار و امیدوار ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے طلب گار ہیں۔

۵۔ ان کی پیشانیوں پر سجدے کے آثار واضح نظر آتے تھے۔

(۱۲) ان کے لیے آخرت میں رسوائی کرنے کا وعدہ فرمایا گیا:

«يوم لا يخزي الله النبي والذين آمنوا معه نورهم يسعى بين ايديهم  
وبأيمانهم» [۱]

”اُس دن خدا پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوائی نہیں کرے  
گا، (بلکہ) ان کا نور ایمان ان کے آگے اور داہنی طرف (روشنی کرتا ہوا) چل رہا ہو  
گا۔“

آیت مبارکہ کا یہ ٹکڑا مندرجہ ذیل امور پر دلالت کرتا ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ آخرت میں اپنے لاڈلے نبی کو رسوائی نہیں کرے گا۔

۲۔ اپنے نبی کے صحابہؓ کو رسوائی سے دوچار نہیں کرے گا۔

۳۔ ان کے آگے پیچھے، دائیں بائیں ہر طرف نور ہوگا۔

(۱۳) مغفرت اور اجر عظیم کا پروانہ اور سرٹیفکیٹ عطا فرمایا:

«وعد الله الذين آمنوا وعملوا الصالحات منهم مغفرة وأجرا

عظیماء۔<sup>[۱]</sup>

”جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔“

آیت کا یہ حصہ درج ذیل چار باتوں پر مشتمل ہے:

۱۔ صحابہؓ ایمان کی دولت سے مالا مال تھے۔

۲۔ اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے نیک اعمال بجالاتے تھے اور ان سے سرمو

انحراف نہیں کرتے تھے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے مغفرت کا وعدہ ہے۔

۴۔ ان کے لیے اجر عظیم ہے۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

«أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ»<sup>[۲]</sup>  
 ”خدا نے ان کے دل تقویٰ کے لیے آزمائے ہیں، ان کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔“

اس آیت کے سلسلے میں درج ذیل نکات ملاحظہ ہوں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کا امتحان لیا کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوف ہے کہ

نہیں۔

۲۔ صحابہؓ اس امتحان میں پاس اور کامیاب ہوئے۔

۳۔ آخرت میں ان کی مغفرت ہوگی۔

۴۔ ان کے لیے اجر عظیم کا وعدہ ہے، لہذا سابقین اولین کے لیے بدرجہ اولیٰ ہوگا۔

[۱] سورہ فتح (آیت: ۲۹)۔

[۲] سورہ حجرات (آیت: ۳)۔

(۱۴) مہاجرین صحابہ ہوں یا انصار، ان کی پیروی اور اتباع کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا و خوشنودی، جنت کی دائمی نعمتوں اور فوزِ عظیم کے حاصل ہونے کا ذریعہ اور وسیلہ بنایا:

«وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ»۔<sup>[۱]</sup>

”جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکو کاری کے ساتھ ان کی پیروی کی، خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں اور اس نے ان کے لئے باغات تیار کیے ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔“

ملاحظہ ہو:

- ۱۔ مہاجرین صحابہؓ میں سے بعض پہلے ایمان لائے۔
- ۲۔ ایسے ہی انصار صحابہؓ میں سے بعض نے ایمان لانے میں سبقت کی۔
- ۳۔ ان کو اللہ کی خوشنودی اور رضا حاصل تھی۔
- ۴۔ یہ بھی اللہ سے خوش اور راضی تھے۔
- ۵۔ ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے گئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔
- ۶۔ ان باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔
- ۷۔ ان کو بڑی زبردست کامیابی حاصل ہوگی۔
- ۸۔ جو لوگ ان صحابہؓ کی پیروی کریں گے ان سے بھی اللہ تعالیٰ خوش اور راضی ہیں۔
- ۹۔ وہ اللہ سے راضی ہیں۔
- ۱۰۔ ان صحابہؓ کی اتباع کرنے والوں کو بھی ایسے باغات ملیں گے جن کے نیچے نہریں

بہتی ہوں گی۔

۱۱۔ وہ ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے اور ان میں موجود نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔

۱۲۔ ان کو فوز عظیم اور بڑی کامیابی حاصل ہوگی۔

(۱۵) ان کے ایمان کو معیار قرار دیا:

«وَإِذَا قِيلَ لَهُم آمَنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنْتُمُنَا كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ»<sup>[۱]</sup>

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح اور لوگ ایمان لائے تم بھی ایمان لے آؤ، تو کہتے ہیں: بھلا جس طرح بے وقوف ایمان لے آئے اسی طرح ہم بھی ایمان لے آئیں؟ سن لو! یہی بے وقوف ہیں، لیکن نہیں جانتے۔“

(۱۶) ان کے راستے سے انحراف کو موجب جہنم ٹھہرایا:

«وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا»<sup>[۲]</sup>

”اور جو مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔“

سورہ انعام کی مذکورہ بالا آیت کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جو ان کے راستے سے انحراف کرے گا اور ان کی مخالفت کرے گا اور ان کے نقش قدم پر نہیں چلے گا، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، اللہ تعالیٰ صحابہ کے مخالفین کو جہنم کے عذاب سے دوچار کرے گا۔

[۱] سورہ بقرہ (آیت: ۱۳)۔

[۲] سورہ نساء (آیت: ۱۱۵)۔



## سابقین اوّلین:

رسول اللہ ﷺ کی دعوت سے جو لوگ ابتداء میں اسلام لائے، ان کو سابقین اوّلین کہا جاتا ہے، صحابہؓ میں ان کا مقام درجہ بدرجہ سب سے بلند ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

«وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ  
بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا  
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ»۔<sup>[۱]</sup>

”جن لوگوں نے سبقت کی، (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے) مہاجرین میں سے  
بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکو کاری کے ساتھ ان کی پیروی کی، خدا ان  
سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں اور اس نے ان کے لئے باغات تیار کیے ہیں جن  
کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہ بڑی کامیابی ہے۔“

علامہ ذہبیؒ نے سابقین اوّلین کے عنوان کے تحت ۵۳ نام ذکر کیے ہیں،<sup>[۲]</sup> ان کے  
علاوہ چند اور صحابہ و صحابیات کے نام ایسے ملتے ہیں جو سابقین اوّلین میں سے ہیں، لیکن علامہ  
ذہبیؒ سے رہ گئے ہیں، ذیل میں ان سب کے نام اور مختصر حالات حروفِ تہجی کی ترتیب پر پیش  
خدمت ہیں:

[۱] سورہ توبہ (آیت: ۱۰۰)۔

[۲] سیر أعلام النبلاء: (۱/ ۱۴۴، ۱۴۵)، مؤسسة الرسالة، بیروت۔

## (۱) حضرت ابواحمد بن جحشؓ:

حضرت ابواحمد بن جحش بن ریاب اسدی، ان کا نام عبد بن جحش ہے، ان کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب ہیں، نابینا اور شاعر تھے، رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے، ان کے بھائی عبد اللہ بن جحشؓ نے اپنے گھر والوں اور ان کو لے کر سب سے پہلے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی، ان کی وفات اپنی بہن اور ام المومنین زینب بنت جحشؓ کی وفات کے بعد ہوئی اور حضرت زینبؓ نے ۲۰ھ میں وفات پائی۔ [۱]

## (۲) حضرت ارقم بن ابی ارقم بن اسد مخزومیؓ:

ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، ان کے والد ابوارقم کا نام عبد مناف اور والدہ کا نام امیمہ بنت حارث ہے، ساتویں نمبر پر اسلام قبول کیا، کوہِ صفا پر ان کا ایک مکان تھا جسے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی رہائش کے لیے مختص کر دیا تھا، اسے دارِ ارقم اور دارِ اسلام کہا جاتا تھا اور یہ اسلام میں سب سے پہلی عمارت تھی جو وقف کی گئی تھی، اسلام میں سب سے پہلا شب و روز (DAY AND NIGHT) کا لُج انہی کا مکان بنا تھا، مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد ابو طلحہ زید بن سہل کے ساتھ ان کا بھائی چارہ قائم کیا گیا، غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئے، ۵۵ھ/۶۷۵ء میں انتقال ہوا، اس وقت ان کی عمر اسی (۸۰) برس سے کچھ اوپر تھی۔ [۲]

[۱] الاستیعاب: کتاب الکئی، باب الالف، رقم (۳)، ص (۷۶۶)۔

[۲] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، (۳/۲۴۲)۔

### (۳) حضرت ایاس بن ابی بکیر بن عبد یالیل لیشیؓ:

بنو عدی کے حلیف تھے، سابقینِ اوّلین میں سے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اپنے بھائیوں کے ہمراہ مسلمان ہوئے، مہاجرینِ اوّلین میں سے ہیں، یہ اور ان کے دو بھائی عاقل اور خالد رفاعہ بن منذر کے ہاں ٹھہرے، غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں اپنے تینوں بھائیوں کے ہمراہ شرکت کی سعادت حاصل کی، ۳۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔<sup>[۱]</sup>

### (۴) حضرت بلال بن رباحؓ:

ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، اس کے علاوہ ان کی کنیت ابو عبد الکریم، ابو عبد الرحمن اور ابو عمرو بھی ذکر کی گئی ہے، رسول اللہ ﷺ کے مؤذن اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے آزاد کردہ غلام تھے، ان کو اسلام لانے کی بناء پر سخت سے سخت اذیتیں دی گئیں، ان کی گردن میں سی ڈال کر مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں میں گھمایا جاتا اور یہ زبان سے اُحد اُحد کہتے جاتے تھے، ابو جہل ملعون ان کو دھوپ کی تپش میں اوندھے منہ لٹاتا اور ان کی پشت پر چکی رکھتا، دھوپ کی وجہ سے وہ چکی گرم ہو کر ان کو جھلساتی، پھر وہ ان سے کہتا کہ رب محمد ﷺ کا انکار کرو، ان کا جواب اُحد اُحد ہوتا تھا، اسی طرح امیہ بن خلف بھی ان کو سزا دیتا تھا جو غزوہ بدر میں حضرت بلالؓ کے ہاتھوں واصلِ جہنم ہوا، مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، سعد بن خثیمہؓ کے ہاں مہمان بنے، وہاں عبیدہ بن حارثؓ یا ابو رویحہ خثعمیؓ کے ساتھ بھائی چارہ قائم کیا گیا، بدر، اُحد اور اس کے علاوہ تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی سعادت حاصل کی، ۲۰ھ/۶۴۱ء کو دمشق

[۱] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المہاجرین، (۳۸۹/۳)۔

میں انتقال ہوا اور وہیں باب صغیر کے نزدیک دفن کیے گئے۔<sup>[۱]</sup>

## (۵) حضرت ابوبکر صدیقؓ:

ان کا نام عبد اللہ بن ابی قحافہ ہے، والدہ کا نام امّ الخیر سلمیٰ بنت صخرؓ ہے، عام الفیل کے ڈھائی سال بعد ولادت ہوئی، رسول اللہ ﷺ ان سے دو سال بڑے تھے، قریش کے بڑے سرداروں میں سے ایک اور انساب عرب کے جلیل القدر عالم تھے، یہ کپڑے کے مشہور و معروف تاجر تھے، لوگ ان کے علم اور اخلاقِ حسنہ کی وجہ سے ان سے مانوس تھے، آزاد مردوں میں سب سے پہلے انہوں نے اسلام قبول کیا، ان کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو انہوں نے اللہ کے راستے میں خرچ کر دیئے، اسلام قبول کرنے کے بعد خفیہ طور پر اسلام کی دعوت کا سلسلہ شروع کیا، ان کے ہاتھ پر عشرہ مبشرہ میں سے پانچ افراد حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیر بن عوامؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اسلام قبول کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے دارِ ارقم کو اپنا مسکن بنایا ہوا تھا اور اس میں خفیہ طور پر عبادت اور تعلیم و تبلیغ کا سلسلہ جاری تھا، جب مسلمانوں کی تعداد ۳۸ کو پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اب ہمیں اعلانیہ اسلام کا اظہار کرنا چاہیے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہماری تعداد ابھی کم ہے، ان کے اصرار پر رسول اللہ ﷺ اس وقت موجود صحابہ کرامؓ کو لے کر مسجد حرام میں آئے، مشرکین وہاں موجود تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر اسلام کی دعوت دی، مشرکین مکہ آپ سے باہر ہو گئے اور مسلمانوں پر ٹوٹ

[۱] طبقات ابن سعد: طبقات البدرین من المهاجرین، بلال بن رباح، (۲۳۴/۳)، دار صادر، بیروت۔

الاستیعاب لابن عبد البر: حرف الباء، بلال بن رباح، رقم (۲۱۳)، ص (۱۲۰)، دار المعرفہ، بیروت۔

پڑے، عتبہ بن ربیعہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور ان کے چہرے کو لہو لہان کر دیا، اتنے میں ان کے قبیلے بنو تیم کے لوگ آگئے اور ان کو ان کے گھر پہنچایا، ان کی حالت غیر ہو چکی تھی اور قبیلے والوں کو ان کے مرنے میں شک نہیں رہا، وہ مسجد حرام گئے اور مشرکین سے کہا کہ اگر ابوبکرؓ کو کچھ ہو گیا تو ہم عتبہ کو زندہ نہیں چھوڑیں گے، حضرت ابوبکرؓ جب بولنے کے قابل ہوئے تو اپنی والدہ سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا، والدہ نے کہا کہ مجھے ان کے بارے میں علم نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ ام جمیل فاطمہ بنت خطاب سے جا کر پوچھ لیں، ان کی والدہ نے ام جمیل سے جا کر پوچھا، وہ چونکہ چھپ کر اسلام لائی تھیں، اس وجہ سے انہوں نے کہا کہ مجھے نہ ابوبکر کا پتہ ہے اور نہ محمد بن عبد اللہ کا، البتہ وہ ان کی والدہ کے ہمراہ آئیں، ان کی حالت دیکھی تو کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کافروں سے آپ کا انتقام لیں گے، حضرت ابوبکرؓ نے ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا تو ام جمیل نے کہا کہ آپ کی والدہ سن رہی ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ ان کے سامنے کہنے میں کوئی حرج نہیں، اس پر ام جمیل نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خیر و عافیت کے ساتھ دار ارقم میں تشریف فرما ہیں، ابوبکرؓ نے قسم کھائی کہ میں اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کی زیارت نہ کر لوں، ان کو سہارا دے کر دار ارقم میں لے جایا گیا، وہاں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ میری والدہ ہیں، ان کے لیے دعا فرمائیے، شاید آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کی جہنم کی آگ سے حفاظت فرمائے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی والدہ کے لیے دعا فرمائی اور اسلام کی دعوت دی، چنانچہ انہوں نے یہیں دار ارقم میں اسلام قبول کیا۔<sup>[۱]</sup>

یہ غریب مسلمانوں کی کفالت کرتے، جن نو مسلم غلاموں اور باندیوں کو ان کے کافر

[۱] تاریخ مدینہ دمشق: (۳۹/۳۰)، دار الفکر، بیروت۔

مالکان اسلام قبول کرنے کی بناء پر تکلیفیں اور اذیتیں دیتے تھے، یہ ان کو خرید کر آزاد کرتے تھے، ذیل میں ایسے حضرات کے نام درج کیے جاتے ہیں جنہیں حضرت ابو بکرؓ نے خرید کر آزاد فرمایا:

- ۱۔ حضرت بلالؓ۔
- ۲۔ حضرت عامر بن فہیرہؓ۔
- ۳۔ حضرت زنیرہؓ۔
- ۴۔ حضرت نہدیہؓ۔
- ۵۔ حضرت نہدیہ کی بیٹیؓ۔
- ۶۔ حضرت جاریہ بنت مؤملؓ۔
- ۷۔ حضرت ام عیسٰیؓ۔

سفر و حضر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ہی مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، انہوں نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں دیا، غزوہ بدر، احد اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے رفیق سفر اور پابرجا رہے، رسول اللہ ﷺ کی حیات اور موجودگی میں فتوے دیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی علالت اور مرض الوفا میں ان کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور خود ان کے پیچھے نماز ادا کی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد انہوں نے لوگوں کو سنبھالا دیا اور خلیفہ مقرر ہوئے، انہوں نے حارث بن کلدہؓ کے ہمراہ زہر ملا ہوا ہدیہ کا حلوہ کھایا، جس کی وجہ سے دونوں ایک سال تک بیمار رہے اور پیر کے دن جمادی الاولیٰ ۱۳ھ بمطابق جولائی ۶۳۴ء کو دونوں کا

وصال ہوا، اس وقت ان کی عمر ۶۳ برس تھی۔<sup>[۱]</sup>

## (۶) حضرت جعفر بن ابی طالبؓ:

جعفر بن ابی طالب بن عبدالمطلب قریشی ہاشمی، اپنے بیٹے عبد اللہ کے نام سے ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں، رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، یہ اپنے بھائی حضرت علی بن ابی طالبؓ سے عمر میں دس سال بڑے تھے، قدیم الاسلام صحابی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام قبول کیا، حبشہ کی ہجرتِ ثانیہ میں شریک ہوئے اور دس برس سے زیادہ عرصہ وہیں حبشہ میں قیام پذیر رہے، ۷ھ کو غزوہ خیبر کی فتح کے موقع پر مدینہ منورہ تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں جعفر کے آنے سے زیادہ خوش ہوں یا خیبر کی فتح سے، صورت و سیرت دونوں میں رسول اللہ ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے، غریبوں اور مسکینوں کی خبر گیری کیا کرتے تھے، اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ ان کو ”ابو مسکین“ کہا کرتے تھے، ۸ھ کو غزوہ موتہ میں دیوانہ وار لڑتے رہے، نیزوں اور تلواروں کے ستر (۷۰) سے زائد زخم ان کو لگے، سب کے سب سینے اور سینے کے اطراف میں لگے تھے، یہاں تک کہ ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے اور شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے ہاتھوں کے عوض دو پر لگا دیئے ہیں کہ جن کے ذریعے یہ جنت میں جہاں چاہیں اڑتے پھریں، اسی وجہ سے ان کو ”ذوالجناحین“ کہا جاتا ہے، شہادت کے وقت ان کی عمر اکتالیس (۴۱) برس تھی، ان کو زندگی ہی میں شہادت کی خبر دے دی گئی تھی، اس کے باوجود

[۱] طبقات ابن سعد: طبقات البدرین من المهاجرین، (۱۶۹/۳)۔ أسد الغابہ: باب العین والباء، (۲۳۴/۳)۔

کسی معرکے سے نہیں ہچکچائے، یہ سچے ایمان کی علامت ہے۔<sup>[۱]</sup>

## (۷) حضرت جندب بن جنادہ ابو ذر غفاریؓ:

قدیم الاسلام صحابی ہیں، پانچویں نمبر پر اسلام قبول کیا، عبادت گزار اور نہایت پارسا انسان تھے، ان کا فقہاء میں شمار ہے، امام ترمذیؒ نے ان کا مذہب اپنی کتاب جامع ترمذی میں نقل کیا ہے، غزوہ بدر کے علاوہ دیگر غزوات میں شریک ہوئے، حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ربذہ کے مقام پر ۳۲ھ کو وفات پائی۔<sup>[۲]</sup>

## (۸) حضرت حاطب بن حارثؓ:

حاطب بن حارث بن معمرؓ، ان کی والدہ کا نام قتیلہ بنت مظعون بن حبیب ہے، قدیم الاسلام صحابہ میں سے ہیں، حبشہ کی دوسری ہجرت میں اپنی بیوی فاطمہ بنت مجملؓ اور دو بیٹیوں حارث بن حاطب اور محمد بن حاطب کے ہمراہ شریک ہوئے، ان کا انتقال حبشہ ہی میں ہوا۔<sup>[۳]</sup>

## (۹) حضرت حاطب بن عمرو عامریؓ:

حاطب بن عمرو بن عبد شمسؓ، ان کی والدہ کا نام اسماء بنت حارث ہے، رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے، یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے حبشہ ہجرت کی اور اس کے بعد حبشہ کی دوسری ہجرت میں بھی شریک ہوئے، حبشہ سے مدینہ منورہ واپس آئے اور غزوہ بدر اور احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی سعادت

[۱] طبقات ابن سعد: الطبقة الثانية من المهاجرين والانصار، (۳/۳۴) والاستيعاب: حرف العين، ص (۳۳۵)۔

[۲] الاستيعاب: حرف الحيم، باب جندب، رقم (۳۳۹)، ص (۱۵۲)۔

[۳] أسد الغابة: حرف الحاء، رقم (۱۰۱۲)، (۱/۴۱۰)۔



حاصل کی۔ [۱]

### (۱۰) حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ عثمیؓ:

ان کا نام ہشیم ہے، والدہ ام صفوان فاطمہ بنت صفوان کنانیہ ہیں، رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے، اپنی بیوی سہلہ بنت سہیلؓ کے ہمراہ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئے، وہاں ان کے ایک بیٹے محمد بن ابی حذیفہ کی ولادت ہوئی، حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس آئے، اپنے غلام سالمؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کی اور دونوں عباد بن بشر کے ہاں ٹھہرے، عباد بن بشر کے ساتھ ہی ان کا بھائی چارہ قائم کیا گیا، غزوہ بدر میں شرکت کی سعادت حاصل کی، اس کے علاوہ دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پابرجا رہے، خلافت صدیقی میں ۱۲ھ/۶۳۳ء کو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، شہادت کے وقت ان کی عمر ۵۳ یا ۵۴ برس تھی۔ [۲]

### (۱۱) حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب:

حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب بن ہاشم، ان کی دو کنیتیں ابوعمارہ اور ابو یعلیٰ ہیں، ”أسد اللہ و أسد رسولہ“ کے لقب سے مشہور ہیں، رسول اللہ ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی ہیں، کیونکہ دونوں کو ابولہب کی باندی ثویبہ نے دودھ پلایا تھا، رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں داخل ہونے کے بعد ۶ نبوی کو اسلام قبول کیا، ان کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ مؤرخین اور سیرت نگاروں نے ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ ابو جہل نے رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا، عبد اللہ بن جدعان تیبی کی باندی نے یہ ماجرا دیکھا، کچھ دیر بعد حضرت حمزہؓ کا اس باندی پر

[۱] طبقات ابن سعد: طبقات البدرین من المهاجرین، (۴۰۵/۳)۔

[۲] الاستیعاب: کتاب الکنى، باب الحاء، رقم (۸۶)، ص (۷۸۵)۔

گزر ہوا تو ان کو ابو جہل کی کارستانی سنائی، حضرت حمزہؓ یہ سن کر غصے میں آ گئے اور ابو جہل (جو کعبۃ اللہ کے قریب قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا) کے سر پر اپنی کمان کے ذریعے وار کیا، جس سے ابو جہل کا سر زخمی ہو گیا، اس پر قریش کے کچھ لوگ کہنے لگے: ہمارے خیال میں تو صابی ہو چکا ہے، انہوں نے جواب دیا: جب مجھ پر حق واضح ہو چکا تو پھر مانع کیا ہے، اُشہد اَنہ رسول اللہ، مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، زید بن حارثہؓ کے ساتھ بھائی چارہ قائم ہوا، غزوہ بدر میں شریک ہوئے، غزوہ احد میں شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے، ان کو جبیر بن عدی کے غلام وحشی بن حربؓ حبشی نے قتل کیا، غزوہ احد میں ان کا مثلہ کیا گیا اور ہند بنت عتبہ نے ان کا کلیجہ نکال کر چبایا مگر حلق سے نیچے نہیں اترا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو ”سید الشہداء“ کے لقب سے نوازا، بوقت شہادت ان کی عمر انسٹھ (۵۹) برس تھی، اپنے بھانجے عبداللہ بن جحشؓ کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے۔<sup>[۱]</sup>

## (۱۲) حضرت خالد بن ابی بکیر بن عبدیاللیل لیثیؓ:

بنو عدی کے حلیف تھے، یہ اور ان کے تینوں بھائی عامر بن ابی بکیرؓ، عاقل بن ابی بکیرؓ اور ایاس بن ابی بکیرؓ سابقین اولین میں سے ہیں، رسول اللہ ﷺ جب دار ارقم میں تھے اس وقت یہ چاروں اسلام لائے، مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، غزوہ بدر میں بھی چاروں بھائی شریک ہوئے جو صرف انہیں کی خصوصیت تھی، اس کے علاوہ تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے، یوم رجب صفر ۳۴ھ کو شہادت سے سرفراز ہوئے۔<sup>[۲]</sup>

[۱] اُسد الغابۃ: باب الحاء والمیم، (۳۹/۲)۔

[۲] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، (۳۸۹/۳)۔

### (۱۳) حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ:

خالد بن سعید بن عاص بن امیہ، ان کی والدہ کا نام ام خباب بنت عبد یلیل ہے، چوتھے یا پانچویں نمبر پر اسلام قبول کیا، ان کے اسلام کا سبب یہ بنا کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑے بزرگ آگ کے کنارے کھڑے ہیں، ان کے والد سعید بن عاص ان کو دھکا دے کر اس میں گرا رہے ہیں، جب کہ وہ بزرگ ان کو پکڑ کر آگ میں گرنے سے بچا رہے ہیں، بیدار ہونے کے بعد حضرت ابو بکرؓ سے ملاقات کی اور اپنا خواب سنایا، انہوں نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ خیر کا ارادہ کیا گیا ہے، رسول اللہ ﷺ کی اتباع کر لو تو آگ میں گرنے سے محفوظ رہو گے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر اسلام قبول کیا، رسول اللہ ﷺ ان کے اسلام لانے کی وجہ سے بہت خوش ہوئے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھپ کر اسلام کی دعوت دیتے اور مکہ مکرمہ کے خالی اطراف میں جا کر نماز پڑھتے تھے، اسلام قبول کرنے کے بعد یہ گھر نہیں گئے، ان کے والد سعید بن عاص نے اپنے دوسرے بیٹوں کو ان کی تلاش میں بھیجا، وہ ان کو اپنے والد کے پاس لائے، والد نے ان کو مارا پیٹا اور ان کو قید کر کے مکہ مکرمہ کی سخت گرمی میں تین دن تک بھوکا پیاسا رکھا، یہ موقع پا کر بھاگ نکلے اور اپنی بیوی امیمہ یا ہمینہ یا امینہ کے ساتھ حبشہ چلے گئے، وہاں ان کے ایک بیٹے سعید اور ایک بیٹی امہ کی ولادت ہوئی، حبشہ میں دس سال سے زیادہ عرصہ رہے، خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو مال غنیمت سے حصہ دیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ القضاء، فتح مکہ اور غزوہ تبوک میں شریک ہوئے، ان کا شمار رسول اللہ ﷺ کے کاتبین میں ہوتا ہے، وفد ثقیف اہل طائف کا خط انہوں نے لکھا اور ان کے ساتھ صلح میں شریک ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کے قبیلہ مذحج کے صدقات پر عامل مقرر کیا، چنانچہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اس وقت یہ یمن میں تھے، حضرت عمرؓ کی

خلافت میں محرم ۱۴ھ فروری ۶۳۵ء کو مرج الصفر نامی جنگ میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے، جنگ میں جانے سے پہلے ام حکیم بنت حارث سے شادی کی اور رات گزارنے کے بعد ولیمہ کھلایا اور پھر جا کر شہید ہوئے، ان کی بیوی ام حکیم بھی اس خیمہ کی لکڑی سے لڑیں جس میں رات گزاری تھی اور سات آدمیوں کو قتل کیا۔<sup>[۱]</sup>

## (۱۴) حضرت خباب بن ارت خزاعیؓ:

حضرت خباب بن ارت تمیمی خزاعی، یہ بنو زہرہ کے حلیف تھے، مہاجرین اولین اور اسلام کی خاطر مصائب و تکالیف اٹھانے والوں میں سے ہیں، چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان سے ان تکلیفوں کے بارے میں پوچھا جو ان کو مشرکین نے اسلام لانے کی بناء پر پہنچائی تھیں، حضرت خبابؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! میری پشت دیکھیے اور اپنی کمر سے کپڑا ہٹایا، حضرت عمرؓ نے دیکھ کر فرمایا کہ آج تک میں نے ایسی کمر کی نہیں دیکھی، انہوں نے کہا کہ آگ جلا کر مجھے اس پر لٹا دیا جاتا تھا، میری کمر کی چربی اور خون سے وہ آگ بجھتی تھی، یہ اسلام کے جانثاروں کی داستان ہے، غزوہ بدر اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل کی، ۳۹/۳۷ھ کو کوفہ میں ان کا انتقال ہوا، حضرت علیؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔<sup>[۲]</sup>

## (۱۵) حضرت خطاب بن حارثؓ:

قریشی سہمی صحابی ہیں، انہوں نے اپنے بھائی حاطب بن حارث اور اپنی زوجہ فکیہہ بنت یسارؓ کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کی، حبشہ پہنچنے سے پہلے راستے میں ان کا انتقال ہو گیا، ایک

[۱] طبقات ابن سعد: الطبقة الثانية من المهاجرين، (۹۴/۴)۔ اسد الغابہ: باب الحاء والالف، (۸۹/۲)۔

[۲] الاستیعاب علی ہامش الاصابہ: (۴۲۴، ۴۲۳)، مکتبہ المثنیٰ بغداد۔

قول کے مطابق حبشہ سے واپس آتے ہوئے راستے میں انتقال ہوا۔<sup>[۱]</sup>

## (۱۶) حضرت خنیس بن حذافہ سہمیؓ:

حنیس بن حذافہ بن قیس قریشی سہمی، ان کی والدہ کا نام ضعیفہ بنت حذیم بن سعید ہے، قدیم الاسلام صحابی ہیں، حبشہ کی دوسری ہجرت میں شامل تھے، بعد میں مدینہ منورہ لوٹ آئے، غزوہ احد میں شرکت کی اور زخم لگا، اسی زخم کی وجہ سے ۳ھ/۶۲۴ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔<sup>[۲]</sup>

## (۱۷) حضرت زبیر بن عوامؓ:

زبیر بن عوام بن خویلد، حضور ﷺ کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے ہیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد چوتھے یا پانچویں نمبر پر مسلمان ہوئے، اس وقت ان کی عمر سولہ (۱۶) برس تھی، حبشہ کی پہلی اور دوسری دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئے اور اس کے بعد مدینہ منورہ ہجرت کی، یہ سب سے پہلے صحابی ہیں جنہوں نے اللہ کے راستے میں تلوار سونپی، تمام غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل کی، ۶۸ برس کی عمر پا کر ۶۳ھ/۶۸۲ء کو جنگ جمل کے موقع پر شہید ہوئے۔<sup>[۳]</sup>

## (۱۸) حضرت زید بن حارثہ بن شراحیل کلبیؓ:

ان کی کنیت ابواسامہ ہے، والدہ کا نام سعدی بنت ثعلبہ ہے، یہ غلام تھے، حکیم بن حزام نے چار سو (۴۰۰) درہم کے عوض حضرت خدیجہؓ کے لیے خریدا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو

[۱] طبقات ابن سعد: الطبقة الثانية من المهاجرين، (۳/۲۰۲)۔

[۲] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرين، (۳/۳۹۴)۔ أسد الغابة: باب الخاء والنون، (۲/۱۳۵)۔

[۳] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرين، (۳/۱۰۰)۔ أسد الغابة: باب الزاء والباء، (۲/۲۱۹)۔

آٹھ سال کی عمر میں منہ بولا بیٹا بنایا، ان کے قبیلے کے کچھ لوگ جب حج کے لیے آئے اور یہاں زید کو دیکھا تو انہوں نے جا کر ان کے والد کو خبر دی، ان کے والد اور چچا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، رسول اللہ ﷺ نے زیدؓ کو اختیار دے دیا کہ اگر وہ اپنے والد کے ساتھ جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں، لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی، رسول اللہ ﷺ نے ان کو چونکہ منہ بولا بیٹا بنایا تھا اس وجہ سے ان کو زید بن محمد کہا جاتا تھا، جب آیت:

﴿ادعُوهم لآبائهم﴾ [۱]

”مومنو! لے پاؤں کو ان کے (اصلی) باپوں کے نام سے پکارا کرو“۔

نازل ہوئی تو ان کو زید بن حارثہ کہا جانے لگا، غلاموں میں سب سے پہلے یہی اسلام لائے، ان کا نکاح ام ایمنؓ سے ہوا، جن سے ان کے بیٹے اسامہ بن زیدؓ پیدا ہوئے، ۸ھ میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو غزوہ موتہ کا امیر بنا کر بھیجا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر طیارؓ امیر ہوں گے، وہ شہید ہو جائیں تو پھر امارت عبداللہ بن رواحہؓ کے سپرد ہوگی، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق اس غزوہ میں شہید ہوئے۔ [۲]

### (۱۹) حضرت سائب بن عثمان بن مظعونؓ:

سائب بن عثمان بن مظعونؓ ججی، ان کی والدہ کا نام خولہ بنت حکیم بن امیہ سلمیہ ہے، حبشہ کی دوسری ہجرت میں شرکت کی، تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے، حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دورِ خلافت میں ۱۳ھ/۶۳۴ء کو جنگ یمامہ میں انہیں تیر لگا، یہی

[۱] سورہ احزاب (آیت: ۵)۔

[۲] الاستیعاب علی ہامش الاصابہ: (۱/۵۴۴)۔

زخم جان لیوا ثابت ہوا، وفات کے وقت ان کی عمر تیس (۳۰) سال سے کچھ اوپر تھی۔<sup>[۱]</sup>

## (۲۰) حضرت ابوسبرہ بن ابی رہمؓ:

ابوسبرہ بن ابورہم بن عبد العزی قریشی عامری، ان کی والدہ برہ بنت عبد المطلب ہیں، اس طرح یہ ابوسلمہ بن عبدالاسد کے ماں شریک بھائی ہیں، حبشہ کی ہجرت اولیٰ اور ہجرت ثانیہ دونوں میں شریک تھے، ابن اسحاقؒ اور واقدیؒ کے قول کے مطابق حبشہ کی دوسری ہجرت میں ان کی بیوی ام کلثوم بنت سہیل بن عمرو بھی ان کے ہمراہ تھیں، مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور سلمہ بن سلامہ بن وقش کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، بدر واحد اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے، حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ ہماری معلومات کے مطابق اہل بدر میں سے ابوسبرہؓ کے علاوہ اور کوئی بھی ایسا صحابی نہیں ہے جو مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ لوٹ آئے ہوں، یہ رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد مکہ مکرمہ لوٹ آئے تھے، لیکن ان کے بیٹے اس بات کا انکار کرتے تھے، حضرت عثمانؓ (۶۳۵ھ/۶۵۶ء) کی خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔<sup>[۲]</sup>

## (۲۱) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ:

ان کی کنیت ابواسحاق ہے، والد کا نام مالک بن اہیب ہے، ساتویں نمبر پر اسلام قبول کیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ دعا دی تھی:

«اللَّهُمَّ سَدِّدْ سَهْمَهُ وَأَجِبْ دَعْوَتَهُ»  
 ”اے اللہ ان کے تیر کو سیدھا رکھ اور ان کی دعا قبول فرما۔“

[۱] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، (۳۰۱/۳)۔

[۲] الاستیعاب: کتاب الکئی، باب الالف، رقم (۱۵۵)، ص (۸۰۲)۔

اس وجہ سے ان کی دعا قبول ہوتی تھی اور یہ مستجاب الدعوات مشہور تھے، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سریہ عبیدہ بن حارث میں تیر چلایا، ان کے لیے اور حضرت زبیر بن عوامؓ کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے والدین کو جمع کر کے ”ارم فداك أبي وامي“ فرمایا، حضرت عمرؓ نے خلافت کے سلسلے میں جو شوریٰ بنائی تھی اس میں ان کا بھی نام تھا، انتہائی بہادر اور نڈر صحابی تھے، قادیسیہ اور اس کے علاوہ فارس کا بیشتر حصہ انہیں کے ہاتھوں فتح ہوا، مدینہ منورہ سے دس میل دور مقام عقیق میں ۵۴، ۵۵ یا ۵۸ھ کو ان کا انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔<sup>[۱]</sup>

## (۲۲) حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیلؓ:

ان کی کنیت ابواور ہے، والدہ فاطمہ بنت نجہ بن ملیح ہیں، یہ حضرت عمرؓ کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی تھے، ان کی بہن عاتکہ بنت زید حضرت عمرؓ کے نکاح میں تھیں، قدیم الاسلام صحابی ہیں، انہی کے گھر میں حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ پیش آیا، حبشہ کی دوسری ہجرت کے شرکاء میں سے ہیں، غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے، کیونکہ یہ اس وقت شام میں تھے، بدر کے بعد مدینہ منورہ پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے مالِ غنیمت میں سے ان کو بھی حصہ عطا کیا، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، ان کے تین بیٹے اسود، عبدالرحمن اور زید تھے، حضرت امیر معاویہؓ کے دور خلافت میں ۵۰ھ/۵۱ھ کو عقیق میں انتقال ہوا اور مدینہ منورہ میں دفن کیے گئے، وفات کے وقت ان کی عمر ستر (۷۰) برس سے زیادہ تھی۔<sup>[۲]</sup>

[۱] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، (۱۳۷/۱۳)۔ أسد الغابہ: باب السین والھین، (۳۲۵/۲)۔

[۲] استیعاب علی ہاشم الاصابہ: (۸۰۲/۲)۔



### (۲۳) حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومیؓ:

ان کا نام عبد اللہ ہے، ابوسلمہ کنیت ہے، والدہ کا نام برہ بنت عبد المطلب ہے، رسول اللہ ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، رسول اللہ ﷺ سے پہلے اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ ہند بنت ابی امیہ ان کے نکاح میں تھیں جس سے ان کے چار بچے سلمہ، عمر، زینب اور ذرہ پیدا ہوئے، ان میں سے زینب کی ولادت حبشہ میں ہوئی، ابوسلمہ رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے، اسلام قبول کرنے والوں میں ان کا گیارہواں نمبر ہے، حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں اپنی بیوی کے ساتھ شریک ہوئے، مدینہ منورہ کی طرف سب سے پہلے انہوں نے ہجرت کی، یہ دس (۱۰) محرم کو مدینہ منورہ پہنچے جب کہ رسول اللہ ﷺ ان کے دو (۲) ماہ بعد بارہ (۱۲) ربیع الاول کو پہنچے، یہ وہاں مبشر بن عبد المنذر کے ہاں قباء میں ٹھہرے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو انصاری صحابی سعد بن خیشمؓ کا بھائی بنایا، غزوہ بدر کے علاوہ غزوہ احد میں بھی شریک ہوئے، احد میں ان کو زخم لگا جس کی بناء پر ۳ جمادی الثانیہ ۳ھ بمطابق ۲۱ نومبر ۶۲۴ء کو انتقال فرمایا، جب ان کی روح پرواز کر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے ان کی آنکھیں بند فرمائیں۔<sup>[۱]</sup>

### (۲۴) حضرت سلیط بن عمرو بن عبد شمسؓ:

سلیط بن عمرو بن عبد شمس عامری، حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئے، ان کو رسول اللہ ﷺ نے ہوذہ بن علی حنفی اور شمامہ بن اثال حنفیؓ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا تھا، یہ دونوں اس وقت یمامہ کے رئیس تھے، ۱۲ھ/ ۶۳۳ء کو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔<sup>[۲]</sup>

[۱] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، (۲۳۹/۳)۔

[۲] طبقات ابن سعد: الطبقة الثانية من المهاجرین، (۲۰۳/۳)۔

## (۲۵) حضرت سہیل بن بیضاءؓ:

سہیل بن بیضاء فہری، بیضاء ان کی والدہ کا نام ہے، ان کے والد کا نام وہب بن ربیعہ ہے، حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شرکت کی، اس کے علاوہ مدینہ منورہ بھی ہجرت کی، بدری صحابی ہیں، غزوہ بدر میں شرکت کے وقت ان کی عمر چونتیس (۳۴) برس تھی، ۹ھ/۶۳۰ء کو مدینہ منورہ میں وفات پائی۔<sup>[۱]</sup>

## (۲۶) حضرت صہیب بن سنان بن مالک نمریؓ:

ان کی کنیت ابو یحییٰ ہے، بچپن میں رومی ان کو قید کر کے لے گئے تھے، وہاں انہوں نے رومی زبان سیکھی، پھر یہ بھاگ کر مکہ مکرمہ آ گئے، یہاں عبداللہ بن جدعان کے حلیف بن کر رہنے لگے، رسول اللہ ﷺ جب دار ارقم میں تھے تو یہ عمار بن یاسرؓ کے ساتھ ایک ہی دن مسلمان ہوئے، ان کو بھی اسلام کی خاطر ستایا گیا اور تکلیفیں دی گئیں، مدینہ منورہ ہجرت کے موقع پر قریش نے ان کا پیچھا کیا، انہوں نے اپنا مال دینے کی پیشکش کی، قریش نے ان کی پیشکش قبول کی، مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پورا واقعہ گوش گزار کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو یحییٰ تمہارا یہ سودا نفع بخش ہے۔“

ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

«ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله والله رءوف بالعباد»۔<sup>[۲]</sup>

”اور کوئی شخص ایسا ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے اور خدا بندوں پر بہت مہربان ہے۔“

[۱] الاستیعاب: حرف السین، باب من اسمہ سہیل، رقم (۱۰۹۹)، ص (۳۴۳)۔

[۲] سورہ بقرہ (آیت: ۲۰۷)۔

یہ کیسے خوش قسمت انسان ہیں کہ ان کے لیے آیت مبارکہ نازل ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے حارث بن صمہؓ کے ساتھ ان کا بھائی چارہ قائم کیا، غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئے، حضرت عمرؓ نے خلافت کے لیے شوری قائم کرنے کے بعد ان کو نماز پڑھانے کا حکم دیا، چنانچہ یہ تین دن تک نماز پڑھاتے رہے، ۸/۶۵۹ء یا ۳۹ھ/۶۶۰ء کو مدینہ منورہ میں انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔<sup>[۱]</sup>

## (۲۷) حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان قریشی تميمی، ان کی کنیت ابو محمد ہے اور طلحہ الفیاض کے لقب سے مشہور ہیں، طلحہ الخیر اور طلحہ الجود کے لقب سے بھی جانے جاتے ہیں، والدہ کا نام صعبہ بنت عبد اللہ حضرمیہ ہے، حضرت ابو بکر صدیقؓ کی دعوت سے مسلمان ہوئے، اسلام لانے کی وجہ سے خویلد بن نوفل اور ایک قول کے مطابق ان کے بھائی عثمان بن عبید اللہ نے ابو بکر صدیقؓ اور حضرت طلحہؓ کو رسی سے باندھا تا کہ وہ دین اسلام سے پھر جائیں، اس وجہ سے ان دونوں کو قرینین کہا جاتا ہے، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں جب مہاجرین کا آپس میں بھائی چارہ قائم کیا تو ان کا بھائی چارہ حضرت زبیر بن عوامؓ سے قائم کیا، مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، وہاں حضرت اسعد بن زرارہؓ کے ہاں ٹھہرے، ان کا بھائی چارہ کعب بن مالکؓ یا ابو ایوب انصاریؓ کے ساتھ قائم ہوا۔ حضرت سعید بن زیدؓ اور ان کو رسول اللہ ﷺ نے شام سے آنے والے قریش کے قافلے کی خبر لانے اور جاسوسی کے لیے بھیجا، ان کی واپسی غزوہ بدر کے اختتام پر ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے مال غنیمت اور اجرت میں سے حصہ مقرر کیا، غزوہ احد اور اس کے علاوہ دیگر غزوات میں شرکت کی

[۱] طبقات ابن سعد: (۲۲۶/۳-۲۳۰)۔

سعادت حاصل کی، غزوہ احد میں ان کی جانثاری اور کارکردگی دیدنی تھی، جس وقت جنگِ احد کا پانسہ پلٹا اور مسلمانوں کی ادنیٰ سی غلطی کی بناء پر ان کی فتح شکست میں تبدیل ہو گئی، ایسے میں جب رسول اللہ ﷺ دشمنوں کے زرعے میں آگئے تو حضرت طلحہؓ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آگئے، اپنے جسم کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرتے رہے اور اپنے ہاتھ سے کافروں کے نیزوں کو روکتے رہے، جس سے ان کا وہ ہاتھ شل ہو گیا، رسول اللہ ﷺ جب ایک چٹان پر چڑھنا چاہتے تھے، لیکن دو زریں پہننے کی وجہ سے نہ چڑھ سکے تو اس موقع پر حضرت طلحہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی پشت پر سوار کیا اور رسول اللہ ﷺ چٹان پر چڑھ گئے، ان کے اس احسان کے بدلے رسول اللہ ﷺ نے ان کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا:

«الیوم أوجب طلحة».

”آج طلحہ نے اپنے اوپر جنت واجب کر لی۔“

حضرت عمرؓ نے خلافت کے لیے جن چھ صحابہ کے نام پیش کیے تھے اور ان کے بارے میں یہ فرمایا تھا:

”رسول اللہ ﷺ کا اس حالت میں انتقال ہوا کہ وہ ان چھ صحابہ سے راضی تھے“، ان میں ان کا بھی نام تھا۔

جنگِ جمل میں حضرت علیؓ کے ہمراہ آئے، پھر دورانِ جنگ صفوں سے الگ ہو گئے، لیکن مروان بن حکم نے تیر مار کر ان پر حملہ کر دیا، جس سے بہت زیادہ خون بہنے کی وجہ سے شہید ہو گئے، جنگِ جمل جمادی الثانیہ ۳۶ھ / دسمبر ۶۵۶ء میں ہوئی۔<sup>[۱]</sup>

(۲۸) حضرت عاقل بن ابی بکیر بن عبد یالیل لیشیؓ:

بنو عدی کے حلیف تھے، رسول اللہ ﷺ جب دارِ ارقم میں تھے اس وقت یہ اسلام

[۱] الاستیعاب: حرف الطاء، باب من اسمه طلحہ، رقم (۱۲۸۱)، ص (۳۸۵)۔

لائے، مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی سعادت حاصل کی، ان کے تین بھائی خالدؓ، عامرؓ اور ایاسؓ بھی غزوہ بدر میں شریک ہوئے، اس طرح یہ چاروں بھائی بدری ہیں اور یہ خصوصیت صرف انہی کو حاصل ہے، ۳۴ھ کو ان کا انتقال ہوا۔<sup>[۱]</sup>

### (۲۹) حضرت عامر بن ابی بکیر بن عبد یاسیل لیشیؓ:

بنو عدی کے حلیف تھے، رسول اللہ ﷺ جب دار ارقم میں تھے اس وقت یہ اسلام لائے، مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس بن شماسؓ کے ساتھ ان کا بھائی چارہ قائم کیا، غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی سعادت حاصل کی، یمامہ کے دن شہادت سے سرفراز ہوئے۔<sup>[۲]</sup>

### (۳۰) حضرت عامر بن ابی وقاصؓ:

عامر بن ابی وقاص بن وہیب، یہ حمہ بنت سفیان بن امیہ کے بیٹے اور سعد بن ابی وقاصؓ کے بھائی ہیں، گیارہویں نمبر پر مسلمان ہوئے، اسلام قبول کرنے کی بناء پر ان کو اپنی والدہ کی طرف سے اتنی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچیں کہ اتنی کسی اور قریشی کو نہیں پہنچیں، یہاں تک کہ حبشہ ہجرت کی، یہ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔<sup>[۳]</sup>

### (۳۱) حضرت عامر بن ربیعہ عنزیؓ:

آل خطاب کے حلیف تھے، قدیم الاسلام صحابی ہیں، اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ عدویہؓ

[۱] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، (۳۸۸/۳)۔

[۲] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، (۳۸۹/۳)۔

[۳] الاستیعاب: حرف العین، باب عامر، رقم (۱۳۲۳)، ص (۳۹۵)۔

کے ہمراہ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شرکت کی، تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے، ۳۵ھ/۶۵۵ء کو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چند دن گزرنے کے بعد انتقال ہوا۔ [۱]

### (۳۲) حضرت عامر بن فہیرہؓ:

ان کی کنیت ابو عمرو ہے، حضرت عائشہؓ کے ماں شریک بھائی ہیں، طفیل بن عبد اللہ کے غلام تھے، رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے، اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ان کو سخت اذیتیں دی گئیں، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا، یہ بکریاں چرایا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ جب غارِ ثور میں تھے تو یہ ان کو بکریوں کا دودھ پلاتے تھے، ان کو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، وہاں حضرت سعد بن خنیسہؓ کے مہمان ہوئے اور حارث بن اوسؓ سے ان کا بھائی چارہ قائم کیا گیا، غزوہ بدر اور احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رفیق سفر رہے، چالیس سال کی عمر پا کر ۴ھ کو بیر معونہ کے موقع پر جبار بن سلمی یا عامر بن طفیل کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا، رسول اللہ ﷺ چالیس دن تک اصحاب بیر معونہ کے قاتلوں کے خلاف قنوت نازلہ پڑھتے رہے، اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو علمی تربیت یافتہ صحابہ کے قتل کیے جانے پر کیسا صدمہ تھا۔ [۲]

[۱] الاستیعاب لابن عبد البر: حرف العین، باب عامر، عامر بن ربیعہ الحضری، رقم (۱۳۳۴)، ص (۳۹۸)۔

[۲] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، عامر بن فہیرہ، (۲۳۰/۳)۔ الاستیعاب لابن عبد البر: حرف

العین، باب عامر، رقم (۱۳۳۶)، ص (۴۰۰)۔

### (۳۳) حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ:

اسلام لانے سے پہلے ان کا نام عبد عمرو یا عبد کعبہ تھا، اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن نام رکھا، ان کی کنیت ابو محمد ہے، والدہ کا نام شفاء بنت عوف بن عبد ہے، واقعہ فیل کے دس سال بعد پیدا ہوئے، دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام قبول کیا، حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شرکت کی، حضرت عبدالرحمنؓ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی، وہاں سعد بن ربیع کے ہاں ٹھہرے، سعد بن ربیع کے ساتھ آپ کا بھائی چارہ قائم کیا گیا، انہوں نے اپنا مال اور اپنی دونوں بیویاں تقسیم کرنے کی پیشکش کی کہ ان میں سے جسے آپ چاہیں لے لیں، حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے، مجھے بازار کا راستہ بتا دیجئے، چنانچہ بازار جا کر تجارت شروع کی، بدر واحد اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے، احد میں تیر اندازوں کی غلطی سے جب بھگدڑ مچ گئی تو یہ ثابت قدم رہے، غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے مغیرہ بن شعبہؓ کے ہمراہ گئے ہوئے تھے، جب واپس آئے تو عبدالرحمن بن عوفؓ ایک رکعت پڑھا چکے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے نماز ادا کی اور فارغ ہونے کے بعد فرمایا:

”ما قبض نبی قط حتی یصلي خلف رجل صالح من امتہ“.

”کسی نبی کی روح نہیں نکالی گئی یہاں تک کہ وہ اپنی امت کے کسی نیک آدمی کے پیچھے

نماز نہ پڑھے۔“

شعبان ۱۰ھ کو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعوتِ اسلام کے لیے سات سو آدمیوں کے ہمراہ دومۃ الجندل بھیجا، عبدالرحمن بن عوفؓ نے انہیں تین مرتبہ اسلام کی دعوت دی، لیکن انہوں نے ہر مرتبہ اسلام قبول کرنے سے انکار کیا، بالآخر ان کے سردار اصغ بن عمرو کلی مسلمان ہو گئے، رسول اللہ ﷺ کو اس کے مسلمان ہونے کی اطلاع دی گئی، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اصغ بن عمرو کلی کی ”تماضر“ نامی بیٹی سے نکاح کرنے کا لکھا، چنانچہ عبدالرحمنؓ نے اس

سے نکاح کیا (یہ پہلی کلبی عورت ہے جس سے ایک قریشی مرد نے نکاح کیا)، خارش یا جوئیں ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور زبیر بن عوامؓ کو ریشم پہننے کی اجازت دی تھی، مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے بعد جب مکہ مکرمہ آتے تو اپنے پرانے گھر میں نہیں ٹھہرتے تھے، اپنے سفید بالوں کو تبدیل نہیں کرتے تھے، حضرت عمرؓ نے خلافت کے سلسلے میں ان کو شوریٰ کا متولی بنایا، اپنے آخری حج میں ان کو لوگوں کی نگرانی کرنے کی ذمہ داری سونپی، اس حج میں ازواج مطہراتؓ کی حفاظت حضرت عبدالرحمنؓ اور حضرت عثمان بن عفانؓ کر رہے تھے، حضرت عثمانؓ نے بھی اپنے دور خلافت میں ان کو حج کا نگران بنا کر بھیجا تھا، ۳۲ھ کو پچھتر (۷۵) برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔<sup>[۱]</sup>

### (۳۴) حضرت عبداللہ بن جحشؓ:

عبداللہ بن جحش بن رباب، ان کی کنیت ابو محمد ہے، والدہ کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم ہے، انہوں نے اپنے دو بھائیوں عبید اللہ اور ابو احمد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام قبول کیا، انہوں نے اپنے بھائی عبید اللہ اور ان کی بیوی (اپنی بھابی) ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ کے ساتھ حبشہ کی دوسری ہجرت میں حصہ لیا، لیکن عبید اللہ وہاں جا کر مرتد ہوا اور وہیں مرا جب کہ یہ مکہ مکرمہ لوٹ آئے، مدینہ منورہ ہجرت کے موقع پر ان کے قبیلے بنو غنم بن دودان کے مرد و عورت سب گھروں کو تالے لگا کر نکلے اور مدینہ منورہ پہنچے، وہاں یہ سب مبشر بن عبدالمنذر کے ہاں ٹھہرے، عبداللہ بن جحش کی مواخات عاصم بن ثابت بن ابوالالحؓ کے ساتھ ہوئی، ان کو رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ کا امیر بنا کر بھیجا جس میں کوئی انصاری صحابی نہیں تھا، سب مہاجرین صحابہؓ تھے، اور ان کو ایک خط دے کر فرمایا کہ

[۱] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، (۱۲۶/۳)۔ الاستیعاب لابن عبد البر: حرف العین، باب عبد



جب تم دو دن سفر کر چکو تو یہ خط کھول کر پڑھنا اور اس پر عمل کرنا۔

انہوں نے اپنے لیے شہادت کی دعا مانگی تھی جو غزوہ احد میں قبول ہوئی، ابوالحکم بن اُخس بن شریف ثقفی نے ان کو شہید کیا، ان کو اور ان کے ماموں حضرت حمزہ بن عبدالمطلبؓ کو ایک قبر میں دفن کیا گیا، چالیس سال سے کچھ اوپر عمر پائی۔<sup>[۱]</sup>

### (۳۵) حضرت عبداللہ ابن مسعود ہذلیؓ:

ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے، سابقین اولین اور جلیل القدر کبار فقہاء صحابہ میں ان کا شمار ہے، اسی طرح قراءت میں بھی اپنا مقام رکھتے ہیں، ان کو رسول اللہ ﷺ کی خصوصی خدمت کا موقع ملا اور ”صاحب النعلین“ کے لقب سے مشہور ہوئے، یہ سیرت و صورت دونوں لحاظ سے رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے، غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں پابرجا رہے، امت محمدیہ کے فرعون ابو جہل کا کام انہوں نے ہی تمام کیا تھا، ان کو حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں کوفہ کا امیر مقرر کیا، ۳۲ یا ۳۳ھ / ۶۵۳ء کو مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔<sup>[۲]</sup>

### (۳۶) حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ:

ان کا نام عامر بن عبد اللہ بن جراح قریشی فہری ہے، کبار صحابہؓ میں ان کا شمار ہوتا ہے، ان دس خوش نصیب صحابہؓ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی مجلس میں جنتی ہونے کی بشارت دی، جن کو عشرہ مبشرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ان کے بارے میں ارشاد ہے:

«لکل أمة أمين وأمين هذه الأمة أبو عبيدة بن الجراح».

[۱] طبقات ابن سعد، طبقات البدریین من المهاجرین، (۸۹/۳)۔

[۲] طبقات ابن سعد، طبقات البدریین من المهاجرین، (۱۵۰/۳)۔

’ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں۔‘

اہل نجران نے جب رسول اللہ ﷺ سے اپنے لیے ایک معلم مانگا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے پاس ایک ایسا آدمی بھیجتا ہوں جو ایسا امین ہے کہ امانت کا حق ادا کرے گا اور پھر ابو عبیدہ بن جراحؓ کو ان کے پاس بھیجا، غزوہ بدر اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئے، غزوہ احد میں جب رسول اللہ ﷺ زخمی ہوئے اور چہرہ مبارک میں خود کی دو کڑیاں گھس گئیں تو ابو عبیدہ بن جراحؓ نے آپ کے چہرے سے وہ کڑیاں نکالیں، نکالتے ہوئے ان کے سامنے کے دو دانت بھی گر گئے جس کی وجہ سے یہ اثرم (جس کے سامنے کے دو دانت نہ ہوں) کہلاتے تھے، سقیفہ بنی ساعدہ میں جب خلیفہ مقرر کرنے کے سلسلے میں مہاجرین و انصار سب جمع تھے تو وہاں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ارشاد فرمایا:

«قد رضیت لکم أحد هذین الرجلین یعنی: عمر و أبو عبیدة».

”میں تمہارے لیے حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہ بن جراحؓ پر راضی ہوں۔“

ابن اسحاقؒ اور واقدیؒ کے قول کے مطابق یہ ہجرت حبشہ ثانیہ میں شریک تھے، جب کہ ابن عقبہ اور دیگر حضرات نے ان کی ہجرت کا ذکر نہیں کیا، ملک شام کے شہر اردن میں ۱۸ھ/۶۳۹ء کو طاعون عمواس میں جس کی وجہ سے چھبیس ہزار (۲۶۰۰۰) افراد کا انتقال ہوا، وفات پائی، اس وقت ان کی عمر اٹھاون (۵۸) برس تھی، حضرت معاذ بن جبلؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، وہیں شام میں دفن ہوئے۔<sup>[۱]</sup>

(۳۷) حضرت عبیدہ بن حارث بن مطلبؓ مطلبیؓ:

ان کی کنیت ابو حارث یا ابو معاویہ ہے، رسول اللہ ﷺ سے عمر میں دس برس بڑے تھے، رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے، اپنے دو

[۱] طبقات ابن سعد، طبقات البدریین من المهاجرین، (۴۰۹/۳)۔

بھائیوں طفیل اور حصین کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت کی، وہاں عبد اللہ بن سلمہ عجلانی کے ہاں اترے، سب سے پہلا فوجی دستہ جو ۲ھ میں روانہ کیا گیا تھا، اس میں یہ بھی شریک تھے، غزوہ بدر میں شرکت کی سعادت حاصل کی، غزوہ بدر میں سب سے زیادہ عمر انہی کی تھی، عتبہ بن ربیعہ یاشیبہ بن ربیعہ نے ان کا پاؤں کاٹا جس کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ [۱]

### (۳۸) حضرت عثمان بن عفانؓ:

عثمان بن عفان بن ابی العاص قریشی اموی، ان کی کنیت ابو عمرو ہے، تیسرے خلیفہ اور قدیم الاسلام صحابی ہیں، اپنی بیوی حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شرکت کی، حضرت لوط علیہ السلام کے بعد یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے خاندان سمیت اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہجرت کی، یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں ان کے نکاح میں آئیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، غزوہ بدر میں اپنی بیوی کی تیار داری کی بناء پر شریک نہ ہو سکے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں ان کا حصہ مقرر کیا، غزوہ بدر کے علاوہ دیگر تمام غزوات میں شرکت کی، بارہ (۱۲) دن کم بارہ (۱۲) برس کی خلافت کرنے کے بعد ۳۵ھ/۶۵۶ء کو شہید ہوئے، اس وقت ان کی عمر بیاسی (۸۲) برس تھی۔ [۲]

### (۳۹) حضرت عثمان بن مظعونؓ:

عثمان بن مظعون بن وہب قریشی جمحی، ان کی والدہ کا نام سخیلہ بنت عنبس ہے، قدیم الاسلام صحابی ہیں، حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئے، ۲ھ/۶۲۳ء کو مدینہ منورہ میں

[۱] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، (۵۱/۳)۔

[۲] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، (۵۳/۳)۔

انتقال ہوا، یہ مہاجرین مدینہ میں سے سب سے پہلے انتقال کرنے والے اور جنت البقیع میں دفن ہونے والے صحابی ہیں۔ [۱]

### (۴۰) حضرت علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہاشمیؓ:

ان کی کنیت ابوالحسن ہے اور حضور ﷺ نے ان کو ابوتراب کی کنیت سے نوازا تھا، والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے، ان کی والدہ پہلی عورت ہیں جنہوں نے ہاشمی بچہ جنا، (اس سے پہلے ہاشمی عورت نے ہاشمی مرد کے لیے بچہ نہیں جنا) رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی اور داماد ہیں اور بچپن سے حضور ﷺ ہی کے زیر تربیت رہے، بچوں میں سب سے پہلے انہوں نے اسلام قبول کیا، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، غزوہ بدر اور اس کے علاوہ دیگر تمام غزوات میں شریک ہوئے، بدر کے دن جھنڈا انہیں کے پاس تھا اور بھی کئی جنگوں میں حامل لواء رہے، غزوہ تبوک کے موقع پر حضور ﷺ نے گھریلو ضرورت کی بنا پر ان کو گھر میں ٹھہرایا، پھر تسلی دیتے ہوئے فرمایا: أَمَّا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَذً - لا نبی بعدی، کبار فقہاء صحابہ میں سے تھے اور حضور کے زمانہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے، لسان نبوت سے ان کو باب العلم کے لقب سے نوازا گیا اور أقضاهم علی کا تمغہ امتیاز بھی عنایت ہوا، ۴ سال ۹ مہینے خلافت کی، عبدالرحمن بن ملجم نے ان کو حالت نماز میں خنجر مارا، جس کی وجہ سے رمضان ۴۰ھ جنوری ۶۶۱ء کو ۶۳ برس کی عمر میں شہادت پائی۔ [۲]

[۱] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المہاجرین، (۳/۳۹۳)۔

[۲] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المہاجرین، (۳/۱۹)۔ الاستیعاب: باب العین، رقم: (۱۸۶۶)۔

## (۴۱) حضرت عمار بن یاسر بن عامر غنسیؓ:

بنو مخزوم کے حلیف تھے، ان کی کنیت ابو یقضان ہے، والدہ کا نام سمیہؓ ہے، قدیم الاسلام صحابی ہیں، یہ اور حضرت صہیب بن سنانؓ دونوں ایک ہی دن دار ارقم میں اسلام لائے، حضرت عمارؓ اور ان کے والدین کو اسلام قبول کرنے کی وجہ سے سخت سے سخت اذیتوں کا نشانہ بنایا گیا، ان کو ٹھیک دوپہر کے وقت تہتی ہوئی ریت میں لٹایا جاتا، دھکتے ہوئے انگاروں سے جلایا جاتا اور گھنٹوں پانی میں غوطے دیئے جاتے تھے، ایک دفعہ مشرکین نے ان کو اتنا ستایا کہ ان کی زبان سے رسول اللہ ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ اور اپنے بتوں کے بارے میں خیر کے کلمات نکلوا لیے، تب انہوں نے ان کو چھوڑا، اس کے بعد یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا قصہ سنایا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ اس وقت تمہارے دل کی کیفیت کیا تھی؟ کہا کہ میرا دل ایمان پر مطمئن تھا، آپ نے فرمایا کہ آئندہ اگر وہ تمہیں اس پر مجبور کریں تو تم دوبارہ ایسا کرنا، ان کی والدہ عالم اسلام کی سب سے پہلی شہید خاتون ہیں، حبشہ ہجرت کرنے کے سلسلے میں ان کے بارے میں مؤرخین اور سیرت نگاروں کا اختلاف ہے، مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے، تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک ایسا مکان بنانا چاہیے جس میں رسول اللہ ﷺ کا قیام بھی ہو اور نماز کی ادائیگی بھی اس میں فرمائیں، چنانچہ خود پتھر جمع کر کے مسجد قباء تعمیر فرمائی، اس طرح ان کو سب سے پہلی مسجد تعمیر کرنے کا شرف حاصل ہوا، وہاں مبشر بن عبد المنذر کے ہاں ٹھہرے اور حذیفہ بن یمانؓ کے ساتھ بھائی چارہ قائم ہوا، غزوہ بدر اور دیگر غزوات میں شرکت کی، ۳۷ھ/۶۵ء کو جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی

جانب سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔<sup>[۱]</sup>

## (۴۲) حضرت عمر فاروقؓ:

حضرت عمر بن خطاب بن نفیل قریشی عدوی، ان کی کنیت ابو حفص اور لقب فاروق ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو یہ لقب دیا تھا، والدہ کا نام حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ ہے، عام الفیل کے تیرہ برس بعد ان کی ولادت ہوئی، یہ قریش کے اشراف میں سے تھے اور زمانہ جاہلیت میں منصب سفارت ان کے سپرد تھی، قریش مکہ کی جب آپس میں یا دوسروں کے ساتھ جنگ وجدال کا معاملہ پیش آتا تو ان کو سفیر بنا کر بھیجتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تھی کہ عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے، چنانچہ ان کو اسلام کی دولت نصیب ہوئی، ۶ نبوی میں اکتالیس (۴۱) مرد اور گیارہ عورتوں کے بعد اسلام قبول کیا، اس سے پہلے مسلمان دار ارقم میں چھپ کر عبادت کرتے تھے، ان کے اسلام قبول کرنے کے بعد ان کے کہنے پر مسلمان علانیہ طور پر عبادت کرنے لگے اور دار ارقم کو چھوڑ دیا، مدینہ منورہ کے اولین مہاجرین میں ان کا شمار ہوتا ہے، غزوہ بدر، احد اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے، کبار فقہاء صحابہ میں سے تھے، رسول اللہ ﷺ کی حیات میں فتوے دیا کرتے تھے۔

چنانچہ قاسم بن محمدؓ (۱۰۶ھ / ۷۲۴ء) فرماتے ہیں:

”حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے“<sup>[۲]</sup>۔

[۱] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، عتار ابن یاسر، (۲۴۶/۳)۔ الاستیعاب: لابن عبد البر، حرف

الحین، باب عتار، رقم (۷۴۶)، ص (۹۳۵)۔

[۲] طبقات ابن سعد: ذکر من کان یفتی بالمدینۃ، (۲/۳۳۵)۔

عہدِ نبوی کے نامور فقیہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

”اگر تمام قبائلِ عرب کا علم ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور حضرت عمرؓ کا علم دوسرے پلڑے میں تو حضرت عمرؓ کے علم والا پلڑا جھک جائے گا۔“

اس سے ابن مسعودؓ کی فقہی بصیرت کا اندازہ کیجیے کہ فقہاء امت پر ان کی کیسی گہری نظر تھی۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«لو كان بعدي نبي لكان عمر».

”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے“ [۱]۔

انہوں نے ہجری تاریخ کی ابتداء کی، سب سے پہلے شخص ہیں جنہیں امیر المؤمنین کے لقب سے نوازا گیا، ۲۳ھ/ ۶۴۴ء کو مغیرہ بن شعبہؓ کے غلام ”ابولؤلؤ“ نے فجر کی نماز میں ان پر وار کیا جس کی بناء پر شہادت پائی، شہادت کے وقت ان کی عمر تریسٹھ برس تھی۔ [۲]

(۴۳) حضرت عمرو بن عبسہ سلمیٰ یحکیؓ:

عمرو بن عبسہ بن عامر سلمیٰ یحکیؓ، ان کی کنیت ابو نوح ہے، ایک قول کے مطابق ابو شعیب ان کی کنیت ہے، اسلام قبول کرنے سے پہلے ان کو بت پرستی سے نفرت تھی اور وہ اسے اچھا نہیں سمجھتے تھے، پھر ان کی ملاقات ایک اہل کتاب آدمی سے ہو گئی اور ان سے افضل دین کے بارے میں پوچھا، اس نے کہا کہ مکہ کا ایک شخص افضل دین لے کر آئے گا، چنانچہ یہ مکہ مکرمہ کے راستے میں بیٹھ جاتے اور جو قافلہ گزرتا اس سے مکہ مکرمہ کے حالات کے متعلق پوچھا کرتے، آخر کار ان کو ایک قافلے نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی اطلاع دی، یہ مکہ مکرمہ پہنچے اور

[۱] المسند رک اللہ الحاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، (۳۹۳/۳)۔

[۲] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، (۲۶۵/۳)۔

رسول اللہ ﷺ سے خفیہ طور پر ملے اور اسلام قبول کیا، اور عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ رہوں یا اپنی قوم بنو سلیم چلا جاؤں؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے گھر جا کر رہو اور جب تمہیں میرے مکہ مکرمہ سے نکلنے کی خبر پہنچے تو میرے پاس آ جانا، چنانچہ غزوہ خیبر کے بعد مدینہ منورہ آئے، رسول اللہ ﷺ نے جب مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو یہ بھی پہنچے اور پوچھا کہ کیا آپ نے مجھے پہچانا؟ فرمایا کہ ہاں تم مکہ مکرمہ آئے تھے اور ہماری یہ بات چیت ہوئی تھی، اس کے بعد شام چلے گئے تھے۔<sup>[۱]</sup>

### (۴۴) حضرت عمیر بن ابی وقاص قریشی زہریؓ:

ان کے والد ابو وقاص کا نام مالک بن اہیب ہے، والدہ حمہ بنت سفیان بن امیہ ہیں، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے بھائی ہیں، مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، عمرو بن معاذ اور ان کا بھائی چارہ سعد بن معاذؓ کے ساتھ قائم کیا گیا، غزوہ بدر کے موقع پر یہ رسول اللہ ﷺ سے اپنے آپ کو چھپا رہے تھے، اپنے بھائی سعد بن ابی وقاصؓ کے پوچھنے پر جواب دیا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں رسول اللہ ﷺ مجھے چھوٹا سمجھیں اور بدر میں شریک ہونے کی اجازت نہ دیں، جب کہ میری آرزو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت عطا فرمائے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو کم عمر ہونے کی بناء پر اجازت نہ دی تو یہ رونے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا یہ جذبہ دیکھا تو اجازت دے دی، چنانچہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے اور عمرو بن عبدود کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا، اس وقت ان کی عمر سولہ برس تھی۔<sup>[۲]</sup>

[۱] الاستیعاب: حرف العین، باب عمرو، رقم (۹۶۱)، ص (۵۷۳)۔

[۲] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المهاجرین، (۱۳۹/۳)۔



### (۴۵) حضرت عیاش بن ابی ربیعہ بن مغیرہ مخزومیؓ:

عیاش بن ابی ربیعہ بن مغیرہ مخزومی، ان کی والدہ کا نام اسماء بنت مخربہ ہے، قدیم الاسلام صحابی ہیں، مہاجرین ہجرت ثانیہ میں سے ہیں، وہاں ان کے ایک صاحبزادے عبد اللہ بن عیاش کی ولادت ہوئی، جب انہیں مدینہ منورہ ہجرت کرنے سے روک دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے قنوت نازلہ میں ان کا نام لے کر ان کے لیے دعا کی، ۱۳ھ / ۶۳۴ء کو جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔<sup>[۱]</sup>

### (۴۶) حضرت مسعود بن ربیعہ قاریؓ:

قارہ قبیلے سے تعلق ہے اور بنو زہرہ کے حلیف ہیں، ان کی کنیت ابو عمیر ہے، رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے، مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، عبید بن تیہان کے ساتھ ان کا بھائی چارہ قائم کیا گیا، غزوہ بدر اور اس کے علاوہ دیگر تمام غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل کی، ۳۰ھ کو ان کا انتقال ہوا، ساٹھ (۶۰) برس سے زائد عمر پائی۔<sup>[۲]</sup>

### (۴۷) حضرت مصعب بن عمیرؓ:

ابو عبد اللہ قرشی عبد ربی، جلیل القدر صحابی ہیں، رسول اللہ ﷺ جب دارِ ارقم میں تھے، اس وقت ایمان لائے تھے، لیکن اپنی والدہ اور قوم کے ڈر سے اسے چھپائے رکھا تھا، ایک دن عثمان بن طلحہ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھا اور جا کر ان کی قوم اور والدہ کو اطلاع دی، انہوں نے ان کو پکڑ کر گھر میں قید کر دیا، جب مسلمان حبشہ ہجرت کرنے لگے تو یہ بھی چھپ کر حبشہ چلے

[۱] الاستیعاب: حرف العین، باب من اسمہ عیاش، رقم (۱۰۲۷)، ص (۵۸۸)۔

[۲] طبقات ابن سعد: طبقات البدریین من المہاجرین، (۱۶۸/۳)۔

گئے۔

سر تھا مس آرٹلڈ مستشرق لکھتا ہے:

ان مہاجرین میں سے ایک شخص حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے جن کے حالات زندگی اس لحاظ سے بہت دلچسپ ہیں کہ انہیں دین اسلام قبول کرنے میں تلخ ترین آزمائش سے گزرنا پڑا، کیونکہ انہیں ان لوگوں کی نفرت کا سامنا کرنا پڑا جن سے وہ محبت کرتے تھے اور جو کسی زمانے میں ان سے محبت کرتے تھے، وہ حضرت ارقمؓ کے گھر میں اسلام کی تعلیمات سن کر مسلمان ہوئے تھے، لیکن وہ اپنے اسلام لانے کا اعلان کرنے سے اس لیے خوفزدہ تھے کہ ان کا قبیلہ اور ان کی والدہ جنہیں ان سے بڑی محبت تھی، نئے دین کی سخت مخالف تھی، واقعہ یہ ہے کہ جب ان لوگوں کو مصعبؓ کے تبدیل مذہب کا حال معلوم ہوا تو انہوں نے آپؐ کو پکڑ کر قید میں ڈال دیا، لیکن مصعبؓ بھاگ نکلے اور حبشہ کی طرف ہجرت کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ [۱]

انصارِ مدینہ جب موسم حج میں آ کر مسلمان ہوئے تو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے قاری و معلم مانگا، رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو روانہ کیا اور بعد میں خط لکھ کر ہدایات دیں، جن میں سے ایک ہدایت یہ بھی تھی:

«أن يقرئهم القرآن ويفقههم».

”تمہارا کام ان کو قرآن پڑھانا اور فقہی احکام بتانا اور فقیہ بنانا ہے۔“

مدینہ منورہ میں ان کو قاری اور مقرر کے لقب سے پکارا جاتا تھا، غزوہ احد میں شہید ہوئے، کفن و دفن کے لیے صرف ایک چادر تھی جو نا کافی تھی، سر کو ڈھانپتے تو پیر ظاہر ہو جاتے اور پیر ڈھانپتے تو سر ظاہر ہو جاتا، نبی کریم ﷺ کے حکم سے ان کا سر ڈھانپ کر پیروں پر اذخر

[۱] دعوتِ اسلام: ٹی ڈبلیو آرٹلڈ، ترجمہ: نعیم اللہ ملک، (ص ۲۹)، نشریات اردو بازار، لاہور۔

کے پتے ڈال دیئے گئے۔<sup>[۱۱]</sup>

### (۴۸) حضرت مطلب بن ازہر بن عبدعوف زہریؓ:

ان کی والدہ بکیرہ بنت عبد یزید بن ہاشم ہیں، قدیم الاسلام صحابی ہیں، اپنی بیوی رملہ بنت ابی عوف اور بھائی طلیب بن ازہر کے ہمراہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئے، وہاں ان کے بیٹے عبد اللہ کی ولادت ہوئی، ابن کلبی کے بقول ان کے بیٹے عبد اللہ نے بھی ان کے ساتھ ہجرت کی، مطلب بن ازہر اور ان کی بیوی رملہ دونوں کا انتقال حبشہ میں ہوا، کہا جاتا ہے کہ یہ اسلام میں سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے وارث چھوڑا۔<sup>[۱۲]</sup>

### (۴۹) حضرت معمر بن حارثؓ:

معمر بن حارث بن قیس قریشی سہمی، حاطب بن حارث کے بھائی ہیں، اپنے بھائی بشر بن حارثؓ کے ہمراہ حبشہ ہجرت کی، ان کی والدہ حرثان بن حبیب بن سواۃ کی بیٹی تھیں، ان کے والد اسلام کے مخالف اور اسلام کا مذاق اڑانے والوں میں سے تھے، جن کے بارے میں قرآن کریم کی آیت:

«الذین جعلوا القرآن عضین»۔<sup>[۱۳]</sup>

”جنہوں نے یعنی قرآن کو (کچھ ماننے اور کچھ نہ ماننے سے) ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا“

نازل ہوئی، ان کے والد کوماں کی طرف نسبت کر کے ”ابن الغیطلہ“ کہا جاتا تھا۔<sup>[۱۴]</sup>

[۱۱] طبقات ابن سعد، (۱۱۶/۳-۱۲۲)، دار صادر، بیروت۔

[۱۲] الاستیعاب: حرف المیم، باب من اسمہ مطلب، رقم (۱۳۳۱)، ص (۶۸۰)۔

[۱۳] سورہ حجر (آیت: ۹۱)۔

[۱۴] الاستیعاب: حرف المیم، باب معمر، رقم (۱۳۸۳)، ص (۶۸۶)۔

## (۵۰) حضرت نعیم بن عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ:

ان کو حنظلہ اس لیے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا، وہاں میں نے نعیم کے کھانسنے کی آواز سنی، قدیم الاسلام صحابی ہیں، یہ اپنی قوم میں کافی معزز اور صاحب ثروت اور اپنے قبیلے بنو عدی کے یتیموں اور بیواؤں کی کفالت کرتے تھے، اس لیے ان کے قبیلے نے انہیں ہجرت نہ کرنے دی، سن ۶ھ میں صلح حدیبیہ کے موقع پر انہوں نے اپنے خاندان کے چالیس افراد کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی، حضور ﷺ نے فرمایا:

”اے نعیم! تمہارا قبیلہ میرے قبیلے کی بہ نسبت تمہارے لیے بہتر ہے، میرے قبیلے نے تو مجھے اپنے وطن سے نکال باہر کیا تھا، جب کہ تمہارے قبیلے نے تمہیں اپنے پاس ٹھہرائے رکھا۔“

۱۳/۱۵ھ میں شہید ہوئے۔ [۱]

## (۵۱) حضرت واقد بن عبد اللہ بن عبد مناف تمیمی یربوعی:

بنو عدی کے حلیف تھے، رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے، مدینہ منورہ میں بشر بن براء بن معرورؓ کے ساتھ ان کا بھائی چارہ قائم کیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو فوجی دستہ عبد اللہ بن جحشؓ کے ہمراہ بھیجا، یہ سب سے پہلے صحابی ہیں جنہوں نے کسی کافر کو قتل کیا، غزوہ بدر اور دیگر تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔ [۲]

[۱] الاستیعاب علی ہاشم الاصابہ: (۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸)، مکتبہ المثنیٰ بغداد۔

[۲] الاستیعاب: حرف الواو، باب من اسعدوا قد، رقم (۱۷۱۹)، ص (۷۴۲)۔

## سابقینِ اوّلین صحابیات:

ابتدائے اسلام میں (جب حلقہ بگوش اسلام ہونا گویا ظلم و ستم اور مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جانا تھا) جن لوگوں نے اسلام قبول کیا، قرآن مجید نے انہیں سابقینِ اوّلین کے خطاب سے نوازا، یہ خطاب خاص ہے ان لوگوں کے لئے جنہوں نے دین اسلام کو اس وقت سینے سے لگایا جب لوگ اسے اوپر سمجھتے تھے، ایسے میں جہاں مردوں نے قربانی دی، وہاں عورتوں نے بھی دلیری اور بہادری کے جوہر دکھلائے اور باوجود صنفِ نازک ہونے کے ان تمام مصائب کو برداشت کیا، جن کے تصور سے ہی آج کے مرد کانپتے ہیں، ذیل میں ان عورتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو سابقینِ اوّلین میں داخل ہیں۔

### (۱) حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ:

ان کی والدہ کا نام قیلہ اور ایک قول کے مطابق قتیلہ بنت عبد العزیٰ ہے، حضرت عائشہؓ کی باپ شریک بہن اور عمر میں ان سے بڑی تھیں، عبد اللہ بن ابوبکرؓ ان کے حقیقی بھائی تھے، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، ان سے پہلے سترہ آدمی اسلام قبول کر چکے تھے، رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جب مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا ارادہ ہوا تو انہوں نے ان دونوں کے لیے کھانا تیار کیا، لیکن باندھنے کے لیے کوئی چیز نہ ملی، انہوں نے اپنے دوپٹے کے دو ٹکڑے کر کے اسے باندھا، اس وجہ سے ان کا لقب ”ذات النطاقین“ مشہور ہوا، یہ حضرت زبیر بن عوامؓ کے نکاح میں تھیں، مدینہ منورہ ہجرت کرنے کے وقت یہ حاملہ تھیں، قبائلیہ پہنچنے پر حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کی ولادت ہوئی، آخری عمر میں بینائی چلی گئی تھی، اپنے بیٹے عبد اللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے کچھ دن بعد سو برس کی عمر پا کر جمادی الاولیٰ ۷۳ھ / ستمبر ۶۹۲ء کو مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ [۱]

[۱] طبقات ابن سعد: نساء المسلمات السابحات، (۸/۲۴۹)۔

## (۲) حضرت اسماء بنت سلامہ تمیمیہؓ:

ان کی والدہ کا نام سلمہ بنت زہیر ہے، رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، اپنے شوہر عیاش بن ابی ربیعہؓ کے ہمراہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئیں، حبشہ میں ان کے ایک بیٹے عبد اللہ بن عیاش کی ولادت ہوئی۔ [۱]

## (۳) اسماء بنت عمیسؓ:

اسماء بنت عمیس بن معد، ان کی والدہ کا نام ہند بنت عوف کنانیہ ہے، قبیلہ خثعم سے ان کا تعلق ہے، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام قبول کیا، اپنے شوہر جعفر بن ابی طالبؓ کے ہمراہ ہجرت حبشہ میں شرکت کی۔ [۲]

## (۴) حضرت امیمہ بنت خلف خزاعیہؓ:

ان کا نام ہمینہ اور امینہ بھی آیا ہے، یہ مشہور صحابیہ طلحہ بن عبد اللہؓ (جن کا لقب طلحہ الطلحات ہے) کی پھوپھی ہیں، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر خالد بن سعید کے ہمراہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئیں، وہاں ان کے ایک بیٹے سعید اور ایک بیٹی امہ کی ولادت ہوئی۔ [۳]

## (۵) حضرت جاریہ بنت عمرو بن مؤملؓ:

قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، ان کو بھی اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اذیتیں دی گئیں، حضرت عمر بن خطابؓ اسلام سے پہلے ان کو سزا دیتے تاکہ یہ اسلام سے پھر جائیں اور ان کو

[۱] طبقات ابن سعد: نساء المسلمات البایعات، (۲۴۹/۸)۔

[۲] طبقات ابن سعد: غرائب نساء العرب المسلمات المهاجرات البایعات، (۲۸۰/۸)۔

[۳] الاستیعاب: کتاب النساء وکناھن، باب الألف، رقم (۴۰۸)، ص (۸۶۲)۔

اتنا مارتے کہ خود تھک جاتے۔<sup>[۱]</sup>

## (۶) حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ:

ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد قریشیہ اسدیہ، والدہ فاطمہ بنت زائدہ بن عاصم ہیں، بہت بڑی تاجرہ تھیں اور دوسرے ممالک میں بھی اپنا سامان تجارت بھیجا کرتی تھیں، پہلے ابو ہالہ کے نکاح میں تھیں، پھر عتیق بن عائد اور آخر میں رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں، نکاح کے وقت ان کی عمر چالیس (۴۰) سال اور رسول اللہ ﷺ کی عمر پچیس (۲۵) سال تھی، سوائے ابراہیم کے رسول اللہ ﷺ کی تمام اولاد انہیں سے ہوئی، سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں، ابوطالب کی وفات کے تین دن بعد رمضان ۱۰ نبوی میں ان کا انتقال ہوا، رسول اللہ ﷺ نے اس سال کو عام الحزن قرار دیا، رسول اللہ ﷺ اپنی آخری عمر تک کثرت سے ان کا تذکرہ کرتے تھے اور ان کے متعلقین کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے۔<sup>[۲]</sup>

مستشرق سر تھامس آرنلڈ ان کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

حضرت خدیجہؓ پچیس سال کی ازدواجی زندگی کے بعد ۶۱۹ء میں انتقال کر گئیں، جب کبھی دشمنوں نے آنحضرت ﷺ کو ستایا یا شک و شبہ نے حضور ﷺ کے دل میں راہ پائی تو حضرت خدیجہؓ نے ہمیشہ آپ کے ساتھ ہمدردی کا ثبوت دیا اور ہمت بڑھائی، حضور ﷺ کو تسلی بخشی دی اور حضور ﷺ کی حوصلہ افزائی کی، رسول خدا ﷺ کا ایک سیرت نگار لکھتا ہے: حضرت خدیجہؓ رسول کریم ﷺ پر ایمان لائیں اور خدا کی طرف سے جو پیغام حضور ﷺ لائے تھے، اس کی تصدیق کی اور

[۱] اسد الغابہ: امراء من اہل مکہ، جاریہ بنت مؤمل، رقم (۷۷۰۸)، (۷۷۰۹)، مکتبہ الصفاء۔

[۲] طبقات ابن سعد: تسمیۃ النساء المسلمات والمہاجرۃ من قریش والانصار، ص (۸۶۲)۔

حضور ﷺ کے کام میں ہاتھ بٹایا، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے میں انہوں نے سبقت کی اور انہیں کے ذریعے خدا نے اپنے رسول ﷺ کا بوجھ ہلکا کیا، رسول کریم ﷺ جب بھی لوگوں کی تردید اور تکذیب سے غمگین ہو جاتے اور حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لاتے تو اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے حضور ﷺ کا رنج و غم دور کرتا اور سکون پہنچاتا، حضرت خدیجہؓ حضور ﷺ کی ڈھارس بندھاتیں، حضور ﷺ کے غم و اندوہ کو ہلکا کرتیں اور حضور ﷺ کی تصدیق کرتیں، جس سے حضور ﷺ کے لیے لوگوں کی نفرت اور استہزاء کو برداشت کرنا آسان ہو جاتا تھا۔ [۱]

## (۷) حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ:

رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ہیں، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر حضرت عثمان بن عفانؓ کے ہمراہ حبشہ کی پہلی اور دوسری دونوں ہجرتوں میں شریک تھیں، غزوہ بدر کے دنوں میں وفات پائی۔ [۲]

## (۸) حضرت رملہ بنت ابی عوفؓ:

ان کی والدہ ام عبد اللہ ہیں، رسول اللہ ﷺ کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام لائیں، اپنے شوہر مطلب بن ازہرؓ کے ہمراہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شرکت کی۔ [۳]

## (۹) حضرت زنیہ رومیہؓ:

بنو عبد الدار یا بنو مخزوم کی باندی تھیں، اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا، رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں، اسلام قبول کرنے کے بعد اتفاقی طور پر ان کی آنکھوں کی

[۱] دعوت اسلام: ٹی وی لیو آرٹلز، ترجمہ: نعیم اللہ ملک، (ص ۲۵، ۲۶)، نشریات، اردو بازار، لاہور۔

[۲] الاستیعاب: کتاب النساء وکناہن، باب الرام، رقم (۵۰۸)، ص (۸۸۳)۔

[۳] الاستیعاب: کتاب النساء وکناہن، رملہ بنت ابی عوف، رقم (۵۱۲)، ص (۸۸۶)۔



بینائی چلی گئی، یہ دیکھ کر مشرکین مکہ کہنے لگے کہ لات اور عزیٰ کا انکار کرنے کی وجہ سے اور اسلام لانے کی وجہ سے لات اور عزیٰ نے اس سے بینائی چھین لی ہے، انہوں نے ان کے جواب میں فرمایا کہ لات اور عزیٰ کو کیا معلوم کہ کون ان کی عبادت کر رہا ہے، یہ بینائی کا جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور وہ اس بات پر قادر ہے کہ میری بینائی لوٹا دے، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی لوٹا دی، یہ ان سچے ایمان کی علامت ہے۔ «فاعتبروا یا اولی الأبصار»۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسے سرخرو فرمایا، مشرکین نے کہا کہ (نعوذ باللہ) یہ محمد ﷺ کے جادو کا اثر ہے، انہوں نے اسلام کی خاطر سخت تکلیفیں جھیلیں، حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو خرید کر آزاد کیا۔ [۱]

## (۱۰) حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہؓ:

ان کا نام ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ ہے، والدہ عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ ہیں، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر حضرت ابوسلمہؓ کے ہمراہ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئیں، مدینہ منورہ ہجرت کی سعادت حاصل کی، ابوسلمہؓ کی وفات کے بعد ۲ھ میں رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں، یزید بن معاویہ کے دور حکومت کی ابتداء میں ۵۹/۶۰ھ کو ان کا انتقال ہوا۔ [۲]

## (۱۱) حضرت سمیہ بنت خیاطؓ:

یہ ابوحنظفہ بن مغیرہ کی باندی تھیں، یا سر بن عامر بن سے آکر ابوحنظفہ کے حلیف بنے تو ابوحنظفہ نے ان کا نکاح حضرت سمیہؓ سے کر دیا، جب رسول اللہ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا

[۱] معرفۃ الصحابہ: باب الزای، زنیہ رومیہ، رقم (۷۷۰۴)، (۲۴۴/۵)، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

[۲] أسد الغابۃ: کتاب النساء، حرف الباء، رقم (۷۳۴۴)، (۳۳۷/۶)۔

تو دونوں میاں بیوی اور ان کے دو بیٹے عمار بن یاسرؓ اور عبداللہ بن یاسرؓ اسلام کے حلقہ نشینوں میں داخل ہوئے، حضرت سمیہؓ اور ان کے پورے خاندان نے اسلام کی خاطر سخت سے سخت مصائب برداشت کیے، رسول اللہ ﷺ کا ان پر گزر ہوتا تو ان کو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کی بشارت سناتے، ابو جہل ملعون نے حضرت سمیہؓ کی ران میں نیزہ مارا جس سے وہ شہید ہو گئیں، اس طرح ان کو اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلی شہید خاتون ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔<sup>[۱]</sup>

## (۱۲) حضرت سہلہ بنت سہیلؓ:

ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عبد العزیٰ ہے، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر ابو حذیفہ بن عتبہؓ کے ہمراہ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شرکت کی، وہاں ان کے ایک بیٹے محمد بن ابو حذیفہ کی ولادت ہوئی۔<sup>[۲]</sup>

## (۱۳) حضرت امّ عیسٰیؓ:

اپنے بیٹے عیسٰی بن کریم کے نام سے امّ عیسٰی کنیت پڑی، بنو تیم کی باندی تھیں، ابتداء میں رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں، مشرکین مکہ نے ان کو اسلام کی خاطر تکلیفوں سے دوچار کیا، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خرید کر آزاد کیا۔<sup>[۳]</sup>

## (۱۴) حضرت فاطمہ بنت خطابؓ:

حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ ہیں، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، ایک قول کے مطابق اپنے شوہر

[۱] الاستیعاب: باب السنین، سمیہ ام عمار، رقم (۵۵۴)، ص (۸۹۵)۔

[۲] الاستیعاب: کتاب النساء وکناہن، باب السنین، رقم (۵۵۶)، ص (۸۹۶)۔

[۳] أسد الغابۃ: حرف العین، امّ عیسٰی، رقم (۷۵۳۵)، (۳۹۶/۶)۔

حضرت سعید بن زیدؓ کے ساتھ اسلام لائیں، حضرت عمر کے اسلام لانے کا سبب بھی یہی بنیں، جیسا کہ تفصیلی قصہ پہلے گزر چکا ہے۔<sup>[۱]</sup>

### (۱۵) حضرت فاطمہ بنت مجللؓ عامریہؓ:

ان کی والدہ کا نام ام حبیب بنت عاص ہے، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر حاطب بن حارثؓ کے ہمراہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئیں۔<sup>[۲]</sup>

### (۱۶) حضرت فکیہہ بنت یسارؓ:

قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر خطاب بن حارثؓ کے ہمراہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئیں۔<sup>[۳]</sup>

### (۱۷) حضرت لیلیٰ بنت ابی حثمہؓ:

قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر عامر بن ربیعہ کے ہمراہ حبشہ کی دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئیں۔<sup>[۴]</sup>

### تربیت کا نمونہ، ہجرت حبشہ:

کفارِ قریش کو جب کسی کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ اسلام قبول کر چکا ہے تو اسے طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں دیتے تھے، جس کی وجہ سے کوئی مسلمان مکہ مکرمہ میں رہ کر فرائض اسلام کو آزادی سے نہیں بجالا سکتا تھا اور نہ ہی کھل کر قرآن کی تلاوت کر سکتا تھا، اس

[۱] أسد الغابۃ: کتاب النساء، حرف الفاء، رقم (۷۱۸۳)، (۲۹۹/۶)۔

[۲] أسد الغابۃ: کتاب النساء، حرف الفاء، رقم (۷۱۹۵)، (۳۰۷/۶)۔

[۳] أسد الغابۃ: کتاب النساء، حرف الفاء، رقم (۷۲۱۵)، ص (۳۱۳/۶)۔

[۴] الاستیعاب: کتاب النساء وکناہن، باب اللام، رقم (۶۴۸)، ص (۹۱۷)۔

لیے حضور اکرم ﷺ نے صحابہؓ کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی ہدایت کی، (قصی نے قافلے کے لیے حبشہ سے معاہدہ کیا تھا کہ ہمارے قافلے ادھر سے گزرا کریں گے) بادشاہ نجاشی (۹ھ/۶۳۰ء) رحم دلی اور عدل و انصاف میں شہرت رکھتا تھا۔

### حبشہ کی پہلی ہجرت:

چنانچہ سب سے پہلے رجب ۵ نبوی ۶۱۶ عیسوی میں مندرجہ ذیل چار عورتیں اور بارہ مرد چھپ کر حبشہ ہجرت کرنے کے لیے نکلے، بندرگاہ پر پہنچے تو تاجروں کی دو کشتیاں حبشہ جا رہی تھیں، ان تاجروں نے ان میں سے ہر ایک کو پانچ درہم کی اجرت پر سوار کر کے حبشہ پہنچا دیا، ان سب کے حالات ماقبل میں سابقین اولین کے عنوان کے تحت گزر گئے ہیں، اس لیے یہاں صرف ان کے نام ذکر کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

۱۔ حضرت حاطب بن عمرو عامریؓ۔

۲۔ حضرت ابو حذیفہ بن عتبہؓ۔

۳۔ حضرت ذبیر بن عوامؓ۔

۴۔ حضرت ابوسبرہ بن ابی رہمؓ۔

۵۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسدؓ۔

۶۔ حضرت سہیل بن بیضاءؓ۔

۷۔ حضرت عامر بن ربیعہؓ۔

۸۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ۔

۹۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ۔

۱۰۔ حضرت عثمان بن عفانؓ۔

۱۱۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ۔

۱۲۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ۔

۱۳۔ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ ﷺ۔

۱۴۔ حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ۔

۱۵۔ حضرت سہلہؓ بنت سہیلؓ۔

۱۶۔ حضرت لیلیٰ بنت ابی حمثہؓ۔

### حبشہ سے لوٹنے کا سبب:

حبشہ میں صحابہؓ کے ساتھ شاہ حبشہ نجاشی حسن سلوک سے پیش آیا، وہاں ان کو خوب پذیرائی ملی اور وہ لوگ امن و امان کی زندگی گزارنے لگے، ابھی ان کو تقریباً دو ماہ کا عرصہ ہوا تھا کہ ان کو مشرکین مکہ کے بارے میں یہ خبر پہنچی کہ وہ سب مسلمان ہو چکے ہیں، حتیٰ کہ ولید بن مغیرہ اور ابواحیہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا ہے، صحابہؓ یہ سن کر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے، مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو پتہ چلا کہ مشرکین مکہ کے اسلام کی خبر غلط تھی، اب ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی کی پناہ لے کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوا، سوائے ابن مسعودؓ کے کہ وہ بغیر پناہ لیے داخل ہوئے اور تھوڑی دیر قیام کرنے کے بعد حبشہ روانہ ہو گئے۔ [۱]

### حبشہ کی دوسری ہجرت:

قریش مکہ جو مسلمانوں کی حبشہ ہجرت سے خار کھائے بیٹھے تھے اور نجاشی کے پناہ دینے کی وجہ سے سخت غم و غصے میں تھے، جب صحابہؓ حبشہ سے مکہ مکرمہ آ گئے تو ان کو اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کا موقع ہاتھ آیا، انہوں نے پہلے سے زیادہ صحابہؓ کو تنگ کرنا شروع کر دیا، اور ان کا رویہ ان

[۱] طبقات ابن سعد: (۲۰۶/۱)۔

کے ساتھ سخت سے سخت تر ہو گیا، مسلمانوں کے لیے مکہ مکرمہ میں رہنا مشکل ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو دوسری دفعہ حبشہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔<sup>[۱]</sup>

چنانچہ دوسری دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے تراسی (۸۳) مرد اور اٹھارہ (۱۸) عورتیں، جن میں سے گیارہ (۱۱) عورتیں قریشی جب کہ سات (۷) غیر قریشی شامل تھیں، وہاں یہ لوگ قیام پذیر رہے، جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ کی خبر پہنچی تو ان میں سے تینتیس (۳۳) مرد اور آٹھ (۸) عورتیں مکہ مکرمہ واپس آئے، ان میں سے دو کا انتقال مکہ مکرمہ میں ہوا، سات افراد کو مشرکین نے روکے رکھا اور ہجرت نہیں کرنے دی، باقی چوبیس (۲۴) حضرات نے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے، ربیع الاول ۷ھ کو رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن امیہؓ کو ایک خط دے کر نجاشی شاہ حبشہ کے پاس بھیجا، اس خط میں رسول اللہ ﷺ نے اس سے چند امور کی انجام دہی کا مطالبہ کیا۔

۱۔ اسے دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، (شاہان عجم میں سب سے پہلے نجاشی کو دعوت اسلام دی گئی)۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے لیے ام حبیبہ بنت ابی سفیانؓ سے (جنہوں نے اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کے ہمراہ حبشہ ہجرت کی تھی، لیکن ان کا شوہر عبید اللہ وہاں جا کر نصرانی ہو گیا اور کفر ہی کی حالت میں انتقال ہوا) نکاح کروانے کو کہا۔

۳۔ جو صحابہؓ یہاں حبشہ سے ہجرت مدینہ کے موقع پر مکہ مکرمہ نہیں گئے، بلکہ ابھی تک وہیں قیام پذیر تھے ان کو مدینہ منورہ روانہ کرنے کو کہا۔

نجاشی نے ان تینوں مطالبوں کو پورا کیا اور اسلام قبول کیا، ام حبیبہؓ سے خالد بن سعیدؓ کی ولایت میں رسول اللہ ﷺ کا نکاح کروایا اور ان کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا، اور

[۱] مختصر سیرۃ الرسول: محمد بن عبد الوہاب النجدی، ص (۹۳)۔

تیسرا مطالبہ پورا کرتے ہوئے عمرو بن امیہؓ کے ہمراہ وہاں قیام پذیر صحابہؓ کو دو کشتیوں میں سوار کر کے مدینہ منورہ بھیجا، یہ مدینہ منورہ اس وقت پہنچے جس وقت رسول اللہ ﷺ خیبر کی فتح سے لوٹ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے دوسرے مسلمانوں سے رائے لے کر ان کو بھی غنیمت میں سے حصہ دیا۔ [۱]

مہاجرین حبشہ میں سے درج ذیل افراد کا تذکرہ ماقبل میں ہو چکا ہے، لہذا ان کے صرف نام ذکر کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے، ملاحظہ فرمائیں۔

- ۱۔ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ۔
- ۲۔ حضرت حاطب بن حارث بن معمرؓ۔
- ۳۔ حضرت حاطب بن عمرو عامریؓ۔
- ۴۔ حضرت خالد بن سعید بن عاصؓ۔
- ۵۔ حضرت خنیس بن حذافہؓ۔
- ۶۔ حضرت زبیر بن عوامؓ۔
- ۷۔ حضرت سائب بن عثمان بن مظعونؓ۔
- ۸۔ حضرت ابوسبرہ بن ابی رہمؓ۔
- ۹۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومیؓ۔
- ۱۰۔ حضرت سلیط بن عمرو بن عبد شمسؓ۔
- ۱۱۔ حضرت سہیل بن بیضاءؓ۔
- ۱۲۔ حضرت عامر بن ربیعہ عنزیؓ۔

- ۱۳۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ۔
- ۱۴۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ۔
- ۱۵۔ حضرت عثمان بن عفانؓ۔
- ۱۶۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ۔
- ۱۷۔ حضرت عمار بن یاسر بن عامر غسیؓ۔
- ۱۸۔ حضرت عیاش بن ابی ربیعہ بن مغیرہ مخزومیؓ۔
- ۱۹۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ۔
- ۲۰۔ حضرت مطلب بن ازہر بن عبدعوف زہریؓ۔
- ۲۱۔ حضرت معمر بن حارثؓ۔
- ۲۲۔ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ۔
- ۲۳۔ حضرت رملہ بنت ابی عوفؓ۔
- ۲۴۔ حضرت سہلہ بنت سہیلؓ۔
- ۲۵۔ حضرت فاطمہ بنت مجلل عامریہؓ۔
- ۲۶۔ حضرت فکیہہ بنت یسارؓ۔
- ۲۷۔ حضرت لیلیٰ بنت ابی حثمہؓ۔
- ۲۸۔ حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہؓ۔

باقی ماندہ مہاجرین حبشہ کے نام اور مختصر حالات حروفِ تہجی کی ترتیب پر درج ذیل ہیں:

### (۱) اسود بن نوفلؓ:

اسود بن نوفل بن خویلد قریشی اسدی، ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلدؓ کے بھتیجے



ہیں، ان کی والدہ کا نام فریجہ بنت علی بن نوفل ہے، قدیم الاسلام صحابی ہیں اور حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک تھے، ان کی اولاد زندہ نہیں رہی۔<sup>[۱]</sup>

## (۲) بشر بن حارثؓ:

بشر بن حارث بن قیس قریشی سہمی، یہ خود بھی ہجرت حبشہ ثانیہ کے شرکاء میں سے ہیں اور ان کے والد حارث بن قیس اور دو بھائی حارث بن حارث اور معمر بن حارث کو بھی ہجرت میں شرکت کی سعادت حاصل رہی ہے، یہ حبشہ میں مقیم رہے اور غزوہ بدر کے بعد مدینہ منورہ تشریف لائے۔<sup>[۲]</sup>

## (۳) جابر بن سفیانؓ:

جابر بن سفیان بن معمر انصاری زرقی، ان کے والد سفیان انصاری زرقی تھے اور مکہ مکرمہ آئے جہاں ان کو معمر نے اپنا حلیف اور متبنی بنایا، اس وجہ سے ان کو سفیان بن معمر کہا جاتا ہے، معمر سفیان کے حقیقی والد نہیں ہیں، حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک تھے، ان کے والد سفیان، والدہ حسنہ، ایک حقیقی بھائی جنادہ اور باپ شریک بھائی شرحبیل بن حسنہ نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر یہ ۷ھ میں حبشہ سے مدینہ منورہ ان دو کشتیوں میں سوار ہو کر آئے جس کا انتظام نجاشی شاہ حبشہ نے کیا تھا، ان کا انتقال حضرت عمرؓ کی خلافت میں ہوا<sup>[۳]</sup>

## (۴) جنادہ بن سفیانؓ:

جنادہ بن سفیان بن معمر انصاری زرقی، جابر بن سفیان کے بھائی ہیں، ان کا انتقال بھی

[۱] الاستیعاب: حرف الالف، باب اسود، رقم (۵۰)، ص (۸۳)۔

[۲] الاستیعاب: حرف الباء، رقم (۱۸۰)، ص (۱۱۶)۔

[۳] الاستیعاب: حرف الجیم، رقم (۲۸۹)، ص (۱۳۸)۔

حضرت عمرؓ کے ایام خلافت میں ہوا۔ [۱]

## (۵) جہم بن قیسؓ:

جہم بن قیس بن عبد، ان کی کنیت ابو خزیمہ ہے، ان کو جہیم بھی کہا جاتا ہے، ان کی والدہ کا نام رہیمہ ہے، قدیم الاسلام صحابی ہیں، اپنی بیوی امّ حرملہ بنت عبد اسود خزاعیہؓ اور اپنے دو بیٹوں عمرو بن جہم اور خزیمہ بن جہم کے ہمراہ حبشہ کی ہجرت ثانیہ کی، ان کے ایک بیٹے خزیمہ کو نجاشی نے عمرو بن امیہ کے ساتھ کشتی میں سوار کر کے مدینہ منورہ بھیج دیا تھا، جبکہ ان کی بیوی اور خود ان کی وفات حبشہ میں ہوئی، ان کی ایک بیٹی بھی خزیمہ کے نام سے تھیں، وہ بھی حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک تھیں۔ [۲]

## (۶) حارث بن خالدؓ:

حارث بن خالد قریشی تہمی، مکہ مکرمہ میں ابتدائے اسلام میں مسلمان ہوئے، حبشہ کی دوسری ہجرت میں اپنی بیوی ریطہ بنت حارثؓ کے ہمراہ شریک ہوئے، وہیں حبشہ میں ان کے دو بیٹوں (موسیٰ، ابراہیم) اور دو بیٹیوں (زینب، عائشہ) کی ولادت ہوئی، ایک قول کے مطابق ان چاروں بچوں کا وہیں حبشہ میں انتقال ہوا، جب کہ اہل نسب کا قول یہ ہے کہ حبشہ سے مدینہ منورہ واپس آتے ہوئے راستے میں ان کو پانی نظر آیا، ان کے بچوں نے وہ پانی پیا جس سے وہ مر گئے اور اس طرح یہ اکیلے مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے، رسول اللہ ﷺ نے یزید بن ہاشم کی بیٹی سے ان کا نکاح کر دیا۔ [۳]

[۱] الاستیعاب: حرف الجیم، رقم (۲۸۹)، ص (۱۳۸)۔

[۲] الاصابہ: حرف الجیم، القسم الاول، (۲۵۴)۔

[۳] الاستیعاب: حرف الحاء، رقم (۴۰۵)، ص (۱۶۷)۔

## (۷) حارث بن قیسؓ:

حارث بن قیس بن لقیط، یہ اوران کے بھائی سعید بن قیس مہاجرین حبشہ میں سے ہیں۔<sup>[۱]</sup>

## (۸) حاطب بن حارث بن عدیؓ:

حاطب بن حارث بن عدیؓ، آپ کا تعلق قبیلہ سہم سے تھا، اسلام لانے کے بعد حبشہ ہجرت کی، علامہ ابن عبدالبر اور ان سے پہلے ابو عبیدہ، مصعب اور طبری نے آپ کو صحابہ میں شمار کیا ہے، حافظ ابن حجرؒ کی رائے بھی یہی ہے کہ آپ صحابی تھے۔<sup>[۲]</sup>

## (۹) حجاج بن حارثؓ:

حجاج بن حارث بن قیس قریشی سہمی، غزوہ احد کے بعد حبشہ سے مدینہ منورہ واپس آئے، ابن اسحاق کے قول کے مطابق ۱۳ھ ۶۳۴ء کو واقعہ اجنادین میں شہید ہوئے، جب کہ ابن سعد کے قول کے مطابق ۱۵ھ ۶۳ء کو جنگ یرموک میں جام شہادت نوش کیا، ان کی اولاد نہیں تھی۔<sup>[۳]</sup>

## (۱۰) خالد بن سفیانؓ:

خالد بن سفیان بن معمر جمحی، علامہ ابن اسحاق اور علامہ واقدی کی ترجیح یہی ہے کہ آپ نے خالد بن سعید العاص کے ساتھ حبشہ ہجرت کی۔<sup>[۴]</sup>

[۱] الاستیعاب: حرف الحاء، رقم (۴۲۰) ص (۱۶۹)۔

[۲] سبل الہدی والرشاد: (۳۹۸/۲)، دارالکتب العلمیہ۔

[۳] الاستیعاب، حرف الباء، رقم (۴۹۵) ص (۱۸۲)۔

[۴] مطلق فہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ والسیر: ص (۲۹۹)، دارالآل رقم بن ابی الا رقم۔

### (۱۱) خزیمہ بن جہمؓ:

خزیمہ بن جہم بن عبد قیس قریشی عبد ریی، اپنے والد جہم بن عبد قیس اور بھائی عمرو کے ہمراہ حبشہ ہجرت کی، یہ ان لوگوں میں سے ہیں جو حبشہ سے لوٹے۔<sup>[۱]</sup>

### (۱۲) سائب بن حارثؓ:

سائب بن حارث بن قیس قریشی سہمی، دوسری ہجرت کے مہاجرین میں ان کا شمار ہوتا ہے، حضرت عمرؓ کے ابتدائی دورِ خلافت میں ۱۳ھ / ۶۳۴ء کو معرکہ یومِ فحل میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔<sup>[۲]</sup>

### (۱۳) سعد بن خولہؓ:

سعد بن خولہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک تھے، حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس آئے اور مدینہ منورہ ہجرت کی، پچیس (۲۵) برس کی عمر میں غزوہ بدر میں شرکت کی، بدر کے علاوہ احد، خندق اور حدیبیہ میں بھی شریک ہوئے، ۱۰ھ / ۶۳۱ء کو حجۃ الوداع کے سفر میں مکہ مکرمہ میں انتقال ہوا۔<sup>[۳]</sup>

### (۱۴) سعید بن حارثؓ:

سعید بن حارث بن قیس قریشی سہمی، اپنے بھائیوں کے ہمراہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شرکت کی، ۱۵ھ / ۶۳۶ء کو جنگ یرموک میں شہادت پائی۔<sup>[۴]</sup>

[۱] الاستیعاب: حرف الحاء، رقم (۶۶۳)، ص (۲۴۰)۔

[۲] الاستیعاب: حرف السین، رقم (۸۹۲)، ص (۳۰۰)۔

[۳] الاستیعاب: حرف السین، رقم (۹۳۰)، ص (۳۰۸)۔

[۴] الاستیعاب: حرف السین، رقم (۹۷۷)، ص (۳۱۹)۔

### (۱۵) سعید بن عبد قیسؓ:

سعید بن عبد قیس یا سعید بن عبید بن قیس بن لقیط قریشی، قدیم الاسلام صحابی ہیں اور حبشہ کی دوسری ہجرت کے مہاجرین میں سے ہیں۔<sup>[۱]</sup>

### (۱۶) سعید بن عمروؓ:

یہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک تھے، ۱۳ھ / ۶۳۴ء کو اجنادین کے معرکہ میں شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئے۔<sup>[۲]</sup>

### (۱۷) سفیان بن معمرؓ:

سفیان بن معمر بن حبیب حجازی قریشی، قدیم الاسلام صحابی ہیں اور اپنے بیٹوں اور بیوی حسنہ کے ہمراہ حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک ہوئے، حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں انتقال فرمایا۔<sup>[۳]</sup>

### (۱۸) سکران بن عمروؓ:

سکران بن عمرو بن عبد شمس قریشی عامری، یہ قدیم الاسلام صحابی ہیں، اپنی بیوی سودہ بنت زمعہؓ کے ساتھ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئے، موسیٰ بن عقبہ کے قول کے مطابق ان کا انتقال حبشہ میں ہوا جب کہ محمد بن اسحاق کے قول کے مطابق یہ مکہ مکرمہ واپس آئے اور یہیں مدینہ منورہ کی ہجرت سے پہلے انتقال ہوا، ان کے انتقال کے بعد ان کی بیوی حضرت سودہ بنت زمعہؓ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں، حضرت خدیجہ (۱۰ نبوی) کے بعد

[۱] الاستیعاب: حرف السین، رقم (۹۸۹)، ص (۳۲۴)۔

[۲] الاستیعاب: حرف السین، رقم (۹۹۰)، ص (۳۲۴)۔

[۳] الاستیعاب: حرف السین، رقم (۱۰۰۵)، ص (۳۲۶)۔

رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آنے والی یہ پہلی خاتون تھیں۔ [۱]

### (۱۹) سلمہ بن ہشامؓ:

سلمہ بن ہشام بن مغیرہ مخزومی، ان کی والدہ کا نام ضباعہ بنت عمر ہے، ابتدائی اسلام لانے والوں میں ان کا شمار ہوتا ہے، حبشہ سے جب واپس مکہ مکرمہ آئے تو ابو جہل (۲ھ/۶۲۴ء) نے انہیں قید کر کے سخت اذیتیں پہنچائیں، غزوہ خندق کے بعد ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور اس کے بعد مسلسل رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے، ۱۴ھ/۶۳۵ء کو مرج الصفر کے معرکے میں شہادت پائی۔ [۲]

### (۲۰) سویبط بن سعد بن حرمہؓ:

سویبط بن سعد بن حرمہ، ان کی والدہ کا نام ہنیدہ بنت خباب ہے، اس کے علاوہ مدینہ منورہ بھی ہجرت فرمائی، مدینہ منورہ میں عبد اللہ بن سلمہ عجلانی کے ہاں ٹھہرے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو عائذ بن ماعص زرقی انصاری صحابی کا بھائی بنایا، غزوہ بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ [۳]

### (۲۱) شرحبیل بن حسنہؓ:

شرحبیل بن حسنہ کنڈی، حسنہ ان کی والدہ کا نام ہے، ان کے والد کا نام عبد اللہ بن مطاع بن عبد اللہ ہے، یہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئے، ۱۱ھ/۶۳۲ء کو حضرت عمرؓ کے ایام

[۱] اسد الغابہ: حرف السین، رقم (۲۱۳۴)، (۲/۳۶۲)

[۲] الاستیعاب: حرف السین، رقم (۱۰۳۳)، ص (۳۳۲)۔

[۳] اسد الغابہ: باب السین، رقم (۲۳۴۲)، (۲/۴۲۳)۔

خلافت میں طاعون عمواس میں انتقال ہوا، وفات کے وقت ان کی عمر ۶۷ سال تھی۔<sup>[۱]</sup>

## (۲۲) شماس بن عثمانؓ:

شماس بن عثمان بن شریذ مخزومی، ان کا اصل نام عثمان تھا، لیکن حسن و جمال کی وجہ سے شماس کے نام سے مشہور ہوئے، ان کی والدہ کا نام صفیہ بنت ربیعہ بن عبد شمس ہے، ۳ھ/۶۲۴ء کو غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے، شہادت کے وقت ان کی عمر چونتیس (۳۴) برس تھی۔<sup>[۲]</sup>

## (۲۳) طلیب بن عمیرؓ:

طلیب بن عمیر بن وہب، ان کی کنیت ابو عدی ہے، والدہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی اروئی بنت عبد المطلب ہیں، دار ارقم میں مسلمان ہوئے، اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی والدہ کو آ کر خبر دی، والدہ نے کہا کہ سب سے زیادہ تیری مدد و نصرت کے حق دار تیرے ماموں زاد رسول اللہ ﷺ ہیں، اگر ہم عورتیں مردوں کی طرح طاقت رکھتیں تو ہم ان کا دفاع کرتیں، اس پر طلیب نے پوچھا کہ آپ اسلام قبول کیوں نہیں کرتیں، جب کہ آپ کے بھائی حمزہ بن عبد المطلب مسلمان ہو چکے ہیں، کہا کہ میں دیکھتی ہوں کہ میرے بھائی کیا کرتے ہیں، پھر اسی وقت مسلمان ہو گئیں، اس کے بعد یہ زبانی طور پر رسول اللہ ﷺ کی مدد و نصرت کرتیں اور اپنے بیٹوں کو بھی اس کی ترغیب دیتی تھیں، طلیب بن عمیر حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک تھے، جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو وہاں عبد اللہ بن سلمہ عجلانی کے ہاں ٹھہرے، ان کو منذر بن عمرو ساعدی انصاری کا بھائی بنایا گیا، محمد بن عمر کی روایت کے مطابق غزوہ بدر میں شریک ہوئے، ۱۳ھ کو یوم اجنادین میں شہید ہوئے، اس وقت ان کی عمر پینتیس ۳۵ برس تھی،

[۱] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۱۶۵)، ص (۳۵۶)۔

[۲] أسد الغابۃ: باب العین، رقم (۲۳۵)، (۲/۴۵۲)۔

ان کی اولاد نہیں تھی۔<sup>[۱]</sup>

## (۲۴) عامر بن ابی وقاصؓ:

عامر بن ابی وقاصؓ، ان کے والد ابو وقاصؓ کا نام مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ قرشی ہے، حبشہ کی ہجرت میں شریک تھے جب کہ آپ کے بھائی سعد بن ابی وقاصؓ نے حبشہ ہجرت نہیں کی۔<sup>[۲]</sup>

## (۲۵) عامر بن عبد اللہؓ:

عامر بن عبد اللہ بن جراح فہری، اپنی کنیت ابو عبیدہ بن جراح کے ساتھ مشہور ہیں، ان کی والدہ کا نام امیمہ بنت غنم بن جابر ہے، قدیم الاسلام صحابی ہیں، حبشہ سے واپس مکہ مکرمہ آئے اور پھر مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، تمام غزوات میں پابرجا رہے، رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ان کو امین الامۃ کا لقب ملا، ۱۸ھ/۶۳۹ء کو طاعون عمواس میں انتقال ہوا۔<sup>[۳]</sup>

## (۲۶) عبد اللہ بن حذافہؓ:

عبد اللہ بن حذافہ بن قیس قریشی سہمی، ان کی والدہ کا نام تمیمہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو کسریٰ کے پاس اپنا قاصد بنا کر بھیجا تھا، حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں مصر میں ان کا انتقال ہوا۔<sup>[۴]</sup>

[۱] الاستیعاب: حرف الطاء، رقم (۱۲۹۰)، ص (۳۸۸)۔

[۲] الاستیعاب: حرف الیمین، رقم (۱۳۲۳)، ص (۳۹۵)۔

[۳] الاستیعاب: حرف الیمین، رقم (۱۳۴۰)، ص (۳۹۸)۔

[۴] الاستیعاب: حرف الیمین، رقم (۱۵۳۸)، ص (۴۴۵)۔



## (۲۷) عبد اللہ بن حارثؓ:

عبد اللہ بن حارث بن قیس قریشی سہمی، انہیں شعرو سخن میں کمال حاصل تھا، اپنے ایک شعر کی وجہ سے ”مبرق“ کے نام سے مشہور تھے، حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے ایام میں ۱۲ھ/۶۳۳ء کو جنگ یمامہ میں شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے۔<sup>[۱]</sup>

## (۲۸) عبد اللہ بن سفیانؓ:

عبد اللہ بن سفیان بن عبد الاسد قریشی مخزومی، حضرت ابوسلمہ بن عبد الاسد ان کے چچا ہیں، ۱۳ھ/۶۳۴ء کو جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔<sup>[۲]</sup>

## (۲۹) عبد اللہ بن سہیلؓ:

عبد اللہ بن سہیل بن عمرو عامری، حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس آ گئے تھے، یہاں ان کے والد نے انہیں قید کر لیا، جب غزوہ بدر کا موقع آیا تو والد کے مجبور کرنے پر کفار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے، بدر پہنچ کر مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو گئے، ۱۲ھ/۶۳۳ء کو جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔<sup>[۳]</sup>

## (۳۰) عبد اللہ بن شہابؓ:

عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ اصغر، ان کی والدہ بنت مسعود بن رباب ہیں، ان کا نام عبد الجان تھا، اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ رکھا، قدیم الاسلام صحابی ہیں، محمد بن عمرو اور ہشام بن محمد بن سائب کلبی کی روایت کے مطابق حبشہ ہجرت کی، حبشہ

[۱] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۵۲۱)، ص (۴۴۴)۔

[۲] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۵۸۴)، ص (۴۶۰)۔

[۳] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۵۹۱)، ص (۴۶۱)۔

سے واپس مکہ مکرمہ آئے اور یہیں مکہ مکرمہ میں ان کا انتقال ہوا۔ [۱]

### (۳۱) عبد اللہ بن عرفطہؓ:

عبد اللہ بن عرفطہ بن عدی انصاری خدری، یہ بدری صحابی ہیں۔ [۲]

### (۳۲) عبد اللہ بن مخرمہؓ:

عبد اللہ بن مخرمہ بن عبد العزی قریشی عامری، ان کی والدہ کا نام بہنانہ بنت صفوان ہے، قدیم الاسلام صحابی ہیں، تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے، خلافت صدیقی میں ۱۲ھ/۶۳۳ء کو جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ [۳]

### (۳۳) عبد اللہ بن مظعونؓ:

عبد اللہ بن مظعون بن حبیب قریشی نجفی، ان کی والدہ کا نام سخیلہ بنت عنیس ہے، قدیم الاسلام صحابی ہیں، تمام غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل کی، حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ۳۰ھ/۶۵۱ء میں انتقال ہوا۔ [۴]

### (۳۴) عتبہ بن غزوٰانؓ:

عتبہ بن غزوٰان بن جابر، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، ایک قول ابو غزوٰان کا بھی ہے، یہ بڑے خوبصورت اور دراز قد تھے، قدیم الاسلام ہیں، اپنے غلام حضرت خباب بن ارتؓ کے ہمراہ چالیس سال کی عمر میں مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور عبد اللہ بن سلمہ عجلانی کے ہاں ٹھہرے،

[۱] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۵۹۹)، ص (۴۶۲)۔

[۲] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۶۳۱)، ص (۴۷۳)۔

[۳] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۶۷۴)، ص (۷۸۲)۔

[۴] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۶۸۰)، ص (۴۸۷)۔

ان کا بھائی چارہ حضرت ابو دجانہؓ کے ساتھ قائم کیا گیا، حضرت عمرؓ نے ان کو ابلہ بھیجا اور ان کو وہاں کا گورنر بنایا، انہوں نے وہاں خط کھینچا اور وہاں مسجد بنائی اور اسے آباد کیا اور اس کا نام بصرہ رکھا، خلافت فاروقی میں ۱۷ھ/ ۶۳۸ء کو بصرہ میں ان کا انتقال ہوا، اس وقت ان کی عمر ستاون ۵۷ برس تھی۔ [۱]

### (۳۵) عتبہ بن مسعودؓ:

عتبہ بن مسعود بن غافل ہذلی، ان کی والدہ کا نام ام عبد بنت عبدود بن سوی ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے بھائی اور قدیم الاسلام صحابی ہیں، امام ابن شہاب زہری (۵۸-۱۲۴ھ/ ۶۷۸-۷۴۲ء) فرماتے ہیں:

”حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اپنے بھائی عتبہ بن مسعودؓ سے زیادہ فقیہ نہ تھے، لیکن عتبہؓ کا جلد انتقال ہو گیا۔“

حبشہ سے مدینہ منورہ آئے، احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے، ان کا انتقال مدینہ منورہ میں حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ہوا۔ [۲]

### (۳۶) عثمان بن عبد غنمؓ:

عثمان بن عبد غنم بن زہیر قریشی فہری، قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ [۳]

### (۳۷) عدی بن نضلہؓ:

عدی بن نضلہ بن عبد العزی قریشی عدوی، قدیم الاسلام صحابی ہیں، ان کا انتقال حبشہ میں

[۱] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۷۷۷)، ص (۵۰۰)۔

[۲] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۷۷۹)، ص (۵۰۱)۔

[۳] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۷۸۷)، ص (۵۰۳)۔

ہوا، یہ مہاجرین حبشہ میں سب سے پہلے وفات پانے والے صحابی ہیں۔<sup>[۱]</sup>

(۳۸) عروہ بن ابی اثاثہؓ:

عروہ بن ابی اثاثہ قریشی عدوی، ان کی والدہ کا نام نابنہ بنت خزیمہ ہے۔<sup>[۲]</sup>

(۳۹) عمرو بن ربابؓ:

عمرو بن رباب بن مہشم قریشی سہمی، عین التمر کے معرکہ میں شہید ہوئے۔<sup>[۳]</sup>

(۴۰) عمرو بن امیہؓ:

عمرو بن امیہ بن حارث، والدہ عاتکہ بنت خالد بن عبد مناف ہیں، قدیم الاسلام صحابی ہیں، حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئے اور بالاتفاق حبشہ میں انتقال ہوا، ان کی اولاد زندہ نہیں رہی۔<sup>[۴]</sup>

(۴۱) عمرو بن جہمؓ:

عمرو بن جہم بن عبد، انہوں نے اپنے بھائی خزیمہ بن جہم اور والد جہم بن عبد کے ہمراہ حبشہ ہجرت کی اور وہاں سے مدینہ منورہ آئے۔<sup>[۵]</sup>

(۴۲) عمرو بن حارثؓ:

عمرو بن حارث بن زہیر قریشی فہری، ان کی والدہ کا نام ہند بنت مضر ہے، قدیم

[۱] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۸۰۲)، ص (۵۱۵)۔

[۲] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۸۱۳)، ص (۵۱۶)۔

[۳] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۹۳۹)، ص (۵۶۷)۔

[۴] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۹۱۸)، ص (۵۶۲)۔

[۵] أسد الغابہ: حرف العین، رقم (۳۸۹۴)، (۱۳۷/۴)۔

الاسلام صحابی ہیں۔<sup>[۱]</sup>

### (۴۳) عمرو بن سعیدؓ:

عمرو بن سعید بن عاص، ان کی والدہ کا نام صفیہ بنت مغیرہ بن عبد اللہ ہے، یہ اپنے بھائی خالد بن سعید کے اسلام قبول کرنے کے کچھ عرصہ بعد مسلمان ہوئے اور خالد بن سعید کی ہجرت کے دو سال بعد اپنی بیوی فاطمہ بنت صفوان بن امیہ کے ہمراہ حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شریک ہوئے، دس سال تک وہیں رہے اور ۷ھ کو خیبر کے موقع پر کشتیوں میں سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے، فتح مکہ، غزوہ حنین، طائف اور تبوک میں شریک ہوئے، خلافت صدیقی میں ۱۳ھ/۶۳۴ء کو واقعہ اجنادین میں شہید ہوئے۔<sup>[۲]</sup>

### (۴۴) عمرو بن ابی سرحؓ:

عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ قریشی فہری، ۳۰ھ/۶۵۰ء کو مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔<sup>[۳]</sup>

### (۴۵) عمرو بن عثمانؓ:

عمرو بن عثمان بن سعد قریشی تمیمی، ان کی والدہ کا نام ہند بنت بیاع ہے، ۱۵ھ/۶۳۶ء کو حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے۔<sup>[۴]</sup>

### (۴۶) عمیر بن ربابؓ:

عمیر بن رباب بن حذیفہ قریشی سہمی، قدیم الاسلام صحابی ہیں، حضرت ابوبکرؓ کے دورِ

[۱] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۹۳۰)، ص (۵۶۶)۔

[۲] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۹۴۳)، ص (۸۶۸)۔

[۳] الاستیعاب: حرف العین، من اسمہ عمرو، رقم (۹۰۹)، ص (۵۶۱)۔

[۴] الاستیعاب: حرف العین، من اسمہ عمرو، رقم (۹۶۲)، ص (۵۷۶)۔

خلافت میں ۱۲ھ/۶۳۳ء کو عین التمر کے مقام پر شہید ہوئے۔<sup>[۱]</sup>

### (۴۷) عیاض بن زہیرؓ:

عیاض بن زہیر بن ابی شداد قریشی فہری، ان کی والدہ کا نام سلمی بنت عامر ہے، تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی، حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں ۳۰ھ/۶۵۰ء کو ان کا انتقال ہوا۔<sup>[۲]</sup>

### (۴۸) فراس بن نصرؓ:

فراس بن نصر بن حارث، ان کی والدہ زینب بنت نباش بن زرارہ ہیں، قدیم الاسلام اور دوسری ہجرت کے مہاجرین میں ان کا شمار ہے، ان کی اولاد نہیں تھی، جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔<sup>[۳]</sup>

### (۴۹) قدامہ بن مظعونؓ:

قدامہ بن مظعون بن وہب قریشی نجفی، ان کی والدہ کا نام غزیہ بنت حویرث ہے، تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک رہے، ۳۶ھ/۶۵۶ء کو انتقال ہوا۔<sup>[۴]</sup>

### (۵۰) ابوقیس بن حارثؓ:

ابوقیس بن حارث بن قیس قریشی سہمی، یہ سعد بن سہم کی اولاد میں سے ہیں نہ کہ سعید بن سہم کی اولاد میں سے، ابن اسحاق نے ان کا نام عبد اللہ ذکر کیا ہے اور ابن اسحاق سے یہ بھی مروی ہے کہ عبد اللہ ان کے بھائی کا نام تھا، یہ حبشہ سے واپس آ گئے تھے اور غزوہ احد اور اس

[۱] اُسد الغابہ: حرف العین، رقم (۴۰۷۲)، (۴۰۷۳)۔

[۲] الاستیعاب: حرف العین، من اسمہ عیاض، رقم (۱۰۳۱)، ص (۵۸۹)۔

[۳] الاستیعاب: باب الافراد فی الفاء، رقم (۱۱۰۸)، ص (۶۰۵)۔

[۴] الاستیعاب: باب من اسمہ قدامہ، رقم (۱۱۲۵)، ص (۶۰۹)۔

کے بعد کے تمام غزوات میں شریک کار رہے، ان کا باپ اسلام کا مخالف اور ہنسی اڑانے والوں میں سے تھا جس کے بارے میں قرآن کریم کی آیت: «الذین جعلوا القرآن عضین» نازل ہوئی، ان سے کوئی حدیث مروی نہیں ہے، جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔<sup>[۱]</sup>

### (۵۱) قیس بن حذافہؓ:

قیس بن حذافہ بن قیس قریشی سہمی، ان کی والدہ کا نام تمیمہ بنت حرثان ہے۔ قدیم الاسلام اور حبشہ کی ہجرت ثانیہ کے مہاجرین میں سے ہیں۔<sup>[۲]</sup>

### (۵۲) قیس بن عبد اللہؓ:

قدیم الاسلام صحابی ہیں، اپنی بیوی برکہ بنت یسار ازدیؓ اور عبید اللہ بن جحش کے ساتھ حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شرکت کی۔<sup>[۳]</sup>

### (۵۳) مالک بن زمعہؓ:

مالک بن زمعہ بن عبد شمس عامری، ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ کے بھائی ہیں، قدیم الاسلام صحابی ہیں، اپنی اہلیہ عمیرہ بنت سعدی بن وقدان کے ہمراہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئے، وہیں مقیم رہے اور خیبر کے موقع پر حضرت جعفر طیارؓ کے ساتھ لوٹے، ابن اسحاق اور عقبہ وغیرہ نے انہیں مالک بن ربیعہ قرار دیا ہے، لیکن راجح یہ ہے کہ مالک بن زمعہ دوسرے صحابی ہیں۔<sup>[۴]</sup>

[۱] سورہ حجر (آیت: ۹۱)۔

[۲] الاستیعاب: من اسمہ قیس، رقم (۱۱۵۰)، ص (۶۰۳)۔

[۳] الاستیعاب: من اسمہ قیس، رقم (۱۱۶۵)، ص (۶۱۸)۔

[۴] الاستیعاب: باب مالک، رقم (۱۲۸۸)، ص (۶۴۵)۔

### (۵۴) محمد بن حاطبؓ:

محمد بن حاطب بن حارث بن معمر قریشی نجفی، یہ پہلے صحابی ہیں جن کا نام اسلام میں محمد رکھا گیا، ان کی کنیت ابوالقاسم ہے، ان کی کنیت کے سلسلے میں ابوالبراء جیم اور ابو وہب کا قول بھی ہے، ان کی والدہ کا نام امّ جمیل فاطمہ بنت مجلل عامریہؓ ہے، حبشہ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ان کی ولادت ہوئی، ان کے والد حاطب بن حارثؓ کا حبشہ میں انتقال ہوا، ان کی والدہ ان کو ساتھ لے کر دیگر مہاجرین حبشہ کے ہمراہ کشتیوں میں سوار ہو کر مدینہ منورہ جانے کے لیے نکلیں، راستے میں ہانڈی گرنے سے محمد بن حاطب کا ہاتھ جل گیا، مدینہ منورہ پہنچ کر ان کی والدہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی، یہ عبد اللہ بن جعفر کے رضاعی بھائی تھے، کیونکہ ان کو عبد اللہ کی والدہ اسماء بنت عمیس نے دودھ پلایا اور عبد اللہ کو ان کی والدہ نے دودھ پلایا، عراق پر بشر کی ولایت میں ان کا انتقال ہوا، ایک قول یہ ہے کہ عبد الملک بن مروان کے دور میں مکہ مکرمہ میں ۷۴ھ / ۶۹۳ء کو وفات پائی اور ایک قول ۸۶ھ / ۷۰۵ء کا بھی ہے۔ [۱]

### (۵۵) محمیہ بن جزءؓ:

محمیہ بن جزء بن عبد یغوث بن زبیدی، بنو سہم بن عمر کے حلیف تھے، ان کی واپسی حبشہ سے دیر میں ہوئی اور سب سے پہلے جنگ یرسبع میں شریک ہوئے، رسول اللہ ﷺ سے جب عبد المطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس نے اپنے لیے اخماس پر عامل مقرر کرنے کی درخواست کی تو رسول اللہ ﷺ نے محمیہ بن جزءؓ کو بلا کر اخماس پر عامل مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ اپنی بیٹی کا فضل بن عباسؓ سے نکاح کر کے فضل بن عباسؓ اور بنو ہاشم کے کچھ لوگوں کی طرف سے ان کی بیویوں کے مہروں کی ادائیگی میں صدقات خرچ کریں، ابن کلبی کے بقول یہ

[۱] الاستیعاب: باب من اسمہ محمد، رقم (۱۳۴۳)، ص (۶۵۴)۔



غزوہ بدر میں شریک ہوئے، جب کہ واقدی کے بقول سب سے پہلا غزوہ جس میں انہوں نے شرکت کی غزوہ مرتسیع ہے۔<sup>[۱]</sup>

## (۵۶) معتب بن عوفؓ:

معتب بن عوف بن عمر سلولی یا خزاعی، ان کی کنیت ابو عوف ہے، یہ بنو مخزوم کے حلیف تھے، ابن حراء سے مشہور تھے، مدینہ منورہ میں ان کی مواخات ثعلبہ بن حاطب انصاریؓ صحابی سے ہوئی، غزوہ بدر میں شرکت کی، ایک قول کے مطابق ان کی وفات ۵۷ھ/۶۷ء کو ہوئی، لیکن علامہ طبرئیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بات محل نظر ہے، وفات کے وقت ان کی عمر اٹھتر (۷۸) برس تھی۔<sup>[۲]</sup>

## (۵۷) معمر بن عبد اللہؓ:

معمر بن عبد اللہ بن نافع قریشی عدوی، ان کو معمر بن ابو معمر بھی کہا جاتا ہے، قدیم الاسلام صحابی ہیں، حبشہ سے مدینہ منورہ لے کر عرصے بعد آئے، چونکہ انہوں نے لمبی عمر پائی اس لیے اہل مدینہ میں شمار کیے جاتے ہیں، ابن سعدؒ کے بقول دونوں ہجرتوں میں شرکت کی اور پھر مکہ مکرمہ آ کر مقیم ہوئے، اس کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔<sup>[۳]</sup>

## (۵۸) مقداد بن اسودؓ:

یہ مقداد بن عمرو بن ثعلبہ ہیں، زمانہ جاہلیت میں اسود بن عبد یغوث کے حلیف تھے، اس لیے ان کو مقداد بن اسود کہا جاتا تھا، لیکن جب آیت:

[۱] الاستیعاب: باب الافراد فی المسم، رقم (۱۵۳۶)، ص (۶۹۸)۔

[۲] الاستیعاب: حرف المسم، باب من اسمہ معتب، رقم (۱۳۷۴)، ص (۶۸۵)۔

[۳] الاستیعاب: حرف المسم، باب من اسمہ معمر، رقم (۱۳۸۵)، ص (۶۸۷)۔

﴿ادعوهم لآبائهم﴾<sup>[۱]</sup>

”مومنو! لے پا لکوں کو ان کے (اصلی) باپوں کے نام سے پکارا کرو“۔

نازل ہوئی تو ان کو مقداد بن اسود کہا جانے لگا، حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئے، وہاں سے مکہ مکرمہ واپس آئے اور مدینہ منورہ ہجرت کی، مدینہ منورہ میں کلثوم بن ہدم کے پاس ٹھہرے، جبار بن صخر کے ساتھ ان کی مواخات قائم ہوئی، بدری صحابی ہیں، بدر میں صرف ان کے پاس سبحہ نامی گھوڑا تھا، اس طرح ان کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے راستے میں گھوڑا دوڑانے کا شرف حاصل ہوا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا کہ ہم وہ نہیں جو بنی اسرائیل کی طرح یہ کہہ دیں:

«فاذهب أنت وربك فقاتلا إنا ههنا قاعدون»۔

بلکہ ہم آپ کے دائیں سے، بائیں سے، آگے سے، پیچھے سے غرض چاروں طرف سے لڑیں گے، یہ سن کر رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے، بدر کے علاوہ دیگر تمام غزوات میں شریک رہے، ضباعت بنت زبیر بن عبدالمطلب سے رسول اللہ ﷺ نے ان کا نکاح فرمایا، انہوں نے دُہن خروج پیا جس کی وجہ سے ۳۳ھ/۶۵۳ء کو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام جرف میں انتقال فرمایا، اس وقت ان کی عمر تقریباً ستر (۷۰) برس تھی۔<sup>[۲]</sup>

## (۵۹) نعمان بن عدیؓ:

نعمان بن عدی بن نضلہ یا نضیلہ قریشی عدوی، انہوں نے اپنے والد کے ہمراہ حبشہ ہجرت کی، ان کے والد عدی کا انتقال حبشہ میں ہوا، یہ ان کے وارث بنے، اس طرح یہ اسلام میں پہلے وارث اور ان کے والد پہلے مورث بنے، عبد اللہ بن عمرؓ نے نعیم بن عبد اللہؓ کو ان کی بیٹی کے سلسلے میں پیغام نکاح دیا، لیکن انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح نعمان بن عدیؓ سے کر دیا، یہ

[۱] سورہ احزاب (آیت: ۵)۔

[۲] الاستیعاب: باب الافراد فی المیم، رقم (۱۵۶۷)، ص (۷۰۶)۔

بڑے فصیح اللسان تھے، چنانچہ اہل لغت ان کے قول ندمان سے ندیم کے معنی میں استشہاد کرتے ہیں، حضرت عمرؓ نے ان کو ميسان علاقے کا والی مقرر کیا، بعد میں حضرت عمرؓ نے ان کو اس عہدے سے معزول کیا تو یہ بصرہ چلے گئے، وہاں جہاد کرتے رہے اور بصرہ ہی میں ان انتقال ہوا۔ [۱]

## (۶۰) ہبار بن سفیانؓ :

ہبار بن سفیان بن عبد الاسد قریشی مخزومی، ابو سلمہ بن عبد الاسد کے بھتیجے ہیں، حبشہ ہجرت کی، جنگ موتہ میں شہادت پائی، واقدی نے ذکر کیا ہے کہ یوم اجنادین میں شہید ہوئے اور اس کو علامہ ابن عبد البرؒ نے استیعاب میں ترجیح دی ہے، کیونکہ موسیٰ بن عقبہ نے ان کو جنگ موتہ میں شہید ہونے والوں میں ذکر نہیں کیا، ایک قول یرموک میں شہید ہونے کا بھی ہے۔ [۲]

## (۶۱) ہشام بن عاصؓ :

ہشام بن عاص بن وائل قریشی سہمی، ان کی کنیت ابو العاص تھی، رسول اللہ ﷺ نے ابو مطیع رکھی، ان کی والدہ ام حرمہ بنت ہشام بن مغیرہ ہیں، قدیم الاسلام صحابی اور عمرو بن عاصؓ کے چھوٹے بھائی ہیں، ہجرت مدینہ کے موقع پر جب ان کو رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کی خبر پہنچی تو یہ مکہ مکرمہ آگئے، یہاں ان کے والد اور ان کی قوم نے روکے رکھا، غزوہ خندق کے موقع پر مدینہ منورہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے، حضرت عمرو بن عاصؓ سے پوچھا گیا کہ آپ افضل ہیں یا آپ کے بھائی ہشام؟ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ان کی ماں میری ماں سے افضل تھیں اور یہ ہمارے والد کو زیادہ محبوب تھے، حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں

[۱] الاستیعاب: من اسمہ نعمان، رقم (۱۶۲۶)، ص (۷۱۷)۔

[۲] الاستیعاب: من اسمہ ہبار، رقم (۱۶۷۸)، ص (۷۳۴)۔

۱۳ھ کو واقعہ اجنادین میں شہید ہوئے، ایک قول کے مطابق یرموک میں شہید ہوئے، ان کی شہادت کا واقعہ یوں ہے کہ رومی جب شکست سے دوچار ہوئے اور مسلمان ان کا پیچھا کر رہے تھے تو ایک انتہائی تنگ راستہ آگیا جس کو ایک ایک کر کے پار کیا جاسکتا تھا، رومی اس راستے کو پار کر چکے تھے، جب مسلمان گزرنے لگے تو انہوں نے حملے شروع کر دیئے، اس وقت ہشام بن عاص آگے بڑھے اور دلیری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے، اب مسلمانوں کے راستے میں ان کی لاش پڑی ہوئی تھی، ان کو روندے بغیر مسلمان آگے نہیں بڑھ سکتے تھے، دریں اثناء ان کے بھائی حضرت عمرو بن عاص نے مسلمانوں سے کہا کہ یہ تو ہشام کا جشہ ہے، ان کی روح اللہ تعالیٰ نے اٹھالی ہے، لہذا بے دھڑک آگے بڑھتے جاؤ، چنانچہ ان کو روندتے ہوئے مسلمانوں کا لشکر گزرا جس سے ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، واپسی پر حضرت عمرؓ نے ان کے ٹکڑوں کو اکٹھا کر کے دفن کر دیا۔ [۱]

## (۶۲) یزید بن زمعہؓ:

یزید بن زمعہ بن اسود، والدہ قریبہ الکبریٰ بنت ابوامیہ بن مغیرہ ہیں، یہ بھی قدیم الاسلام صحابی ہیں، واقعہ طائف میں ان کا گھوڑا ان کو قلعہ کی طرف لے گیا، انہوں نے طائف والوں سے بات چیت کے لیے پناہ مانگی، انہوں نے پناہ دے دی، لیکن پھر تیر مار کر شہید کر دیا۔ [۲]

[۱] الاستیعاب: من اسمہ ہشام، رقم (۱۶۹۰)، ص (۷۳۶)۔

[۲] الاستیعاب: من اسمہ یزید، رقم (۱۷۷۸)، ص (۷۵۵)۔

## مہاجراتِ حبشہ (صحابیات)

(۱) امینہ یا ہمینہؓ:

امینہ یا ہمینہ بنت خالد، ایک قول کے مطابق آپ کا نام امیمہ بھی ہے، لیکن ہمینہ بنت خلف اصح ہے، عبداللہ بن خلف کی بہن ہیں، اپنے خاوند خالد بن سعید کے ہمراہ حبشہ کی ہجرت کی، وہاں ان کا ایک بیٹا سعید اور ایک بیٹی امہ پیدا ہوئی۔<sup>[۱]</sup>

(۲) برکہ بنت یسارؓ:

یہ ابوسفیان بن حرب کی باندی تھیں، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر قیس بن عبداللہ اسدیؓ کے ہمراہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئیں۔<sup>[۲]</sup>

(۳) حرملہ یا حریملہ بنت عبدالاسودؓ:

طبری نے ذکر کیا ہے کہ آپ کا سرزمین حبشہ میں انتقال ہوا۔<sup>[۳]</sup>

(۴) حسنہ امّ شرحبیلؓ:

قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے بیٹے شرحبیل کے ہمراہ حبشہ ہجرت کی، بعض کے بقول اپنے والد یا شوہر کے ہمراہ ہجرت کی۔<sup>[۴]</sup>

[۱] أسد الغابۃ: کتاب النساء، باب البہاء، رقم (۷۳۴)، (۳۴۵/۶)۔

[۲] أسد الغابۃ: کتاب النساء، رقم (۶۷۷)، (۱۷۱/۶)۔

[۳] الاستیعاب: کتاب النساء وکناہن، باب الحاء، رقم (۴۶۱)، ص (۸۷۰)۔

[۴] الاستیعاب: باب الحاء، رقم (۴۶۳)، ص (۸۷۱)۔

(۵) خنزیمہ بنت جہم بن قیس عبد رییہؓ:

موصوفہ نے اپنے والدین کے ہمراہ ہجرت کی۔<sup>[۱]</sup>

(۶) ریطہ بنت حارث بن حبیلہؓ:

ان کی والدہ کا نام زینب بنت عبد اللہ ہے، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر کے ہمراہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئیں، حبشہ سے واپس آتے ہوئے راستے میں وفات پائی۔<sup>[۲]</sup>

(۷) سودہ بنت زمعہ بن قیسؓ:

ان کی والدہ کا نام شموش بنت قیس ہے، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر سکران بن عمرو کے ہمراہ حبشہ ہجرت کی، حبشہ سے مکہ مکرمہ واپس لوٹیں، یہاں ان کے شوہر کا انتقال ہوا، رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا، شوال ۵۴ھ کو مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔<sup>[۳]</sup>

(۸) عمیرہ یا عمرہ بنت السعدیؓ:

عمرہ بنت السعدی بن وقدان بن عبد شمس، ان کے شوہر کا نام مالک بن زمعہ ہے، حبشہ کی ہجرت میں شریک ہوئیں۔<sup>[۴]</sup>

(۹) فاطمہ بنت صفوانؓ:

فاطمہ بنت صفوان بن امیہ کنانیہ، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر عمرو بن سعید کے

[۱] الاستیعاب: باب الخاء، رقم (۴۸۱)، ص (۸۷۸)۔

[۲] الاستیعاب: باب الراء، رقم (۵۱۹)، ص (۸۸۸)۔

[۳] الاستیعاب: باب السین، رقم (۵۶۱)، ص (۸۹۷)۔

[۴] اسد الغابۃ: کتاب النساء، حرف العین، رقم (۷۱۲۹)، (۲۸۷/۶)۔

ساتھ حبشہ ہجرت کی۔<sup>[۱]</sup>

(۱۰) فاطمہ بنت علقمہ بن عبد اللہؓ:

ان کی والدہ کا نام عاتکہ بنت اسعد ہے، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر سلیط بن عمرو کے ہمراہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئیں۔<sup>[۲]</sup>

(۱۱) امّ حرمہ بنت عبد الاسود بن جذیمہؓ:

قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر کے ہمراہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئیں۔<sup>[۳]</sup>

[۱] اُسد الغابۃ: کتاب النساء، حرف الفاء، رقم (۷۱۸۷)، (۳۰۵/۶)۔

[۲] الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، رقم: (۱۱۶۰۵)، (۳۴/۴)۔

[۳] الاستیعاب: باب من لا تعرف النساء الا بکنیتہا، باب الحاء، رقم (۷۰۳)، ص (۹۲۷)۔

## وہ صحابہؓ جن کی ہجرت حبشہ میں اختلاف ہے

### (۱) ابان بن سعیدؓ:

ابان بن سعید بن عاص قریشی اموی، یہ اپنے دو بھائیوں خالد بن سعید اور عمرو بن سعید کے بعد اسلام لائے، ان کے حبشہ ہجرت کرنے میں اختلاف ہے، صرف ابن اسحاقؒ نے ان کو اور ان کی بیوی فاطمہ بنت صفوان کنانہ کو مہاجرین حبشہ میں شمار کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضرت عثمان بن عفانؓ کو مشرکین کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ مکہ مکرمہ ہم لڑنے کے لیے نہیں آئے، بلکہ صرف عمرہ کرنے کے لیے آئے ہیں تو حضرت عثمان بن عفانؓ کو راستے میں ابان بن سعید ملے، ابان بن سعید نے ان کو پناہ دی اور اپنے گھوڑے پر سوار کر کے ان کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور مشرکین کے سامنے حضرت عثمان سے کہا کہ آپ نہ ڈریئے، بنو سعید حرم کے معزز لوگ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کو بعض فوجی دستوں میں امیر بنا کر بھیجا، اس کے علاوہ علاء بن حضرمیؓ کو معزول کر کے ان کو بحرین کا عامل مقرر کیا اور رسول اللہ ﷺ کی وفات تک اس عہدے پر رہے، ان کے والد سعید بن عاص ابو احیہ کے آٹھ بیٹے تھے جن میں سے تین (۳) احیہ، عاص اور عبیدہ حالت کفر میں مرے، احیہ یوم الفجار میں جب کہ عاص اور عبیدہ غزوہ بدر میں حضرت علیؓ اور زبیر بن عوامؓ کے ہاتھوں قتل ہوئے، ان کے علاوہ پانچ (۵) بھائی عمرو، خالد، ابان، سعید اور حکم مسلمان ہوئے، یہ غزوہ بدر میں مشرکین کے لشکر کے ساتھ حالت شرک میں شریک ہوئے، پھر ایام خیبر میں اپنے دو بھائیوں خالد اور عمرو کی ترغیب سے مسلمان ہوئے، ان کی وفات میں شدید اختلاف ہے،



۱۳، ۱۴، ۱۵ھ وغیرہ کے مختلف اقوال منقول ہیں۔<sup>[۱]</sup>

## (۲) تمیم بن حارثؓ:

تمیم بن حارث بن قیس بن عدی، حبشہ کے مہاجرین میں سے ہیں، ان کے دو بھائی سعید بن حارث اور ابو قیس بن حارث بھی مہاجرین حبشہ میں سے ہیں، ان کا والد اسلام کا مذاق اڑانے والوں میں سے تھا، جسے ”ابن الغیطلہ“ کہا جاتا تھا، ابن اسحاق نے آپ کو مہاجرین حبشہ میں ذکر نہیں کیا ہے، یوم اجنادین میں شہادت پائی۔<sup>[۲]</sup>

## (۳) حارث بن حارث بن قیسؓ:

حارث بن حارث بن قیس قریشی سہمی، انہوں نے اپنے دو بھائیوں معمر بن حارثؓ اور بشر بن حارثؓ کے ہمراہ حبشہ ہجرت کی، البتہ بعض ان کی ہجرت حبشہ کا انکار کرتے ہیں، انہوں نے معرکہ اجنادین (۱۳ھ/۶۳۴ء) کے موقع پر شہادت پائی۔<sup>[۳]</sup>

## (۴) حارث بن حاطبؓ:

حارث بن حاطب بن معمر قریشی نجفی، ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت مجبلؓ ہے، ان کی پیدائش حبشہ میں ہوئی، البتہ ابن اسحاق کے قول کے مطابق یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حبشہ ہجرت کی، حضرت زبیر بن عوامؓ نے ۶۶ھ/۶۸۶ء میں مکہ مکرمہ کا عامل مقرر کیا تھا۔<sup>[۴]</sup>

## (۵) خالد بن حزامؓ:

خالد بن حزام بن خویلد، ان کی والدہ کا نام ام حکیم فاختہ بنت زہیرہ ہے، قدیم الاسلام

[۱] الاستیعاب: باب أبان، رقم (۴)، ص (۷۰)۔

[۲] الاستیعاب: باب تمیم، رقم (۲۳۳)، ص (۱۲۶)۔

[۳] أسد الغابۃ: حرف الحاء، رقم (۸۶۳)، ص (۳۶۳)۔

[۴] الاستیعاب: حرف الحاء، رقم (۴۰۶)، ص (۱۶۶)۔

صحابی ہیں، راستے میں کسی جانور نے ڈس لیا اسی سے انتقال ہو گیا، ان کے بارے میں سورنساء کی یہ آیت:

”وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ“ [۱]

”اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے نکل جائے پھر اس کو موت آ پکڑے تو اس کا ثواب خدا کے ذمے ہو چکا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔“

نازل ہوئی، اس لیے بہت سے حضرات نے ان کو مہاجر بن حبشہ میں شمار نہیں کیا۔ [۲]

## (۶) خطاب بن حارث بن معمرؓ:

خطاب بن حارث بن معمر بن حبیب قرشی جمحی، حاطب بن حارثؓ کے بھائی ہیں، اپنی بیوی فکیہہ بنت یسار کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں حبشہ میں انتقال ہوا، ان کی بیوی فکیہہ بنت یسار ان دو کشتیوں میں واپس آئیں جن کا انتظام نجاشی نے کیا تھا۔ [۳]

## (۷) ابوالروم بن عمیر بن ہاشمؓ:

یہ حضرت مصعب بن عمیرؓ کے باپ شریک بھائی ہیں، ان کی والدہ رومیہ تھیں، قدیم الاسلام صحابی ہیں، غزوہ احد میں شرکت کی اور اسی غزوہ میں وفات پائی، عبدالرحمن بن ابوالزناد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ابوالروم مہاجر بن حبشہ میں سے نہیں تھے، اگر یہ ان میں سے ہوتے تو غزوہ بدر میں ان لوگوں کے ساتھ شریک ہوتے جو غزوہ بدر سے پہلے حبشہ سے واپس آ گئے تھے۔ [۴]

[۱] سورہ نساء (آیت: ۱۰)۔

[۲] الاستیعاب: حرف الخاء، رقم (۶۱۶)، ص (۲۲۷)۔

[۳] أسد الغابہ: حرف الخاء، رقم (۱۴۶۰)، (۱۲۷/۲)۔

[۴] الاستیعاب: کتاب الکئی، باب الراء، رقم (۱۳۲)، ص (۷۹۹)۔

## (۸) طلیب بن ازہرؓ:

طلیب بن ازہر بن عبدعوف، یہ بکیرہ بنت عبدیزید کے بیٹے اور مطلب بن ازہر کے بھائی ہیں، قدیم الاسلام صحابی ہیں، محمد بن اسحاق اور محمد بن عمر کی روایت کے مطابق انہوں نے حبشہ ہجرت کی، جب کہ بعض نے ان کو مہاجرین حبشہ میں ذکر نہیں کیا، انہوں نے اپنی بھابھی رملہ بنت ابی عوفؓ سے شادی کی جس سے ان کا ایک بیٹا محمد پیدا ہوا۔<sup>[۱]</sup>

## (۹) عبد اللہ بن قیسؓ:

عبد اللہ بن قیس بن سلیم اشعری، یہ اپنی کنیت اور نسبت ابو موسیٰ اشعری سے مشہور ہیں، ان کی والدہ کا نام ظبیہ بنت وہب ہے، اسلام قبول کرنے کے بعد مکہ مکرمہ سے واپس آبائی علاقے چلے گئے، پھر پچاس (۵۰) آدمیوں کے ہمراہ سمندری سفر کے ذریعے مکہ مکرمہ آ رہے تھے کہ ناموافق ہوا کی وجہ سے حبشہ پہنچ گئے، پھر جب رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے یہ اس وقت مدینہ منورہ پہنچے، یہ بہت خوش آواز تھے، ۵۲ھ/۶۷۲ء کو کوفہ میں انتقال ہوا، ان کی سن وفات کے بارے میں ۴۲، ۴۴، ۴۹، اور ۵۰ھ کے مختلف اقوال منقول ہیں۔<sup>[۲]</sup>

## (۱۰) ابو عبیدہ بن جراحؓ:

ابن اسحاق اور واقدی کے قول کے مطابق یہ ہجرت حبشہ ثانیہ میں شریک تھے، جب کہ ابن عقبہ اور دیگر حضرات نے ان کی ہجرت کا تذکرہ نہیں کیا، جیسا کہ تفصیلی تذکرہ سابقین اولین کے تحت گزر چکا ہے۔

[۱] الاستیعاب: من اسمہ طلیب، رقم (۱۲۸۸)، ص (۳۸۸)۔

[۲] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۶۵۹)، ص (۴۸۰)۔

## (۱۱) عثمان بن ربیعہؓ:

عثمان بن ربیعہ بن ابہان قریشی نجفی، یہ بھی حبشہ کی دوسری ہجرت کے شرکاء میں سے ہیں۔<sup>[۱]</sup>

## (۱۲) معقیب بن ابی فاطمہؓ:

معقیب بن ابی فاطمہ دوسی ازدی، قدیم الاسلام صحابی ہیں، حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک تھے، اسلام قبول کرنے کے بعد مکہ مکرمہ چھوڑ کر حبشہ چلے گئے، اور بعض لوگوں کے بقول اپنی قوم کے علاقے یمن چلے گئے، پھر خیبر کے موقع پر ابو موسیٰ اشعریؓ کے ہمراہ واپسی ہوئی، یہ حضرت عمرؓ کے خواص میں سے تھے، انہیں کوڑھ کی بیماری تھی جو مسلسل تیزی سے بڑھ رہی تھی، حضرت عمرؓ نے دویمینی آدمیوں سے علاج کرایا جس سے وہ بیماری ختم تو نہیں ہوئی، البتہ رک گئی، حضرت عثمان بن عفانؓ کے دورِ خلافت تک زندہ رہے۔<sup>[۲]</sup>

## (۱۳) نبیہ بن عثمانؓ:

نبیہ بن عثمان بن ربیعہ، قدیم الاسلام صحابی ہیں، حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک تھے، یہ وادی کا قول ہے، ابن اسحاقؒ کے بقول ان کے والدؓ مہاجر بن حبشہ میں تھے نہ کہ یہ خود، جب کہ موسیٰ بن عقبہ اور ابو مسعر نے دونوں باپ بیٹے میں سے کسی کو بھی مہاجر بن حبشہ میں شمار نہیں کیا، علامہ بلاذریؒ نے ذکر کیا ہے کہ نبیہ بن عثمان جعفر بن ابی طالبؓ کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے۔<sup>[۳]</sup>

[۱] الاستیعاب: حرف العین، رقم (۱۷۸۳)، ص (۵۰۳)۔

[۲] الاستیعاب: باب الافراد فی المیم، رقم (۱۵۶۵)، ص (۷۰۵)۔

[۳] الاستیعاب: حرف النون، رقم (۱۶۰۷)، ص (۷۱۳)۔

## (۱۴) ہشام بن ابی حذیفہؓ:

ہشام بن ابی حذیفہ بن مغیرہ قریشی مخزومی، ابن اسحاق اور واقدی کے قول کے مطابق انہوں نے حبشہ ہجرت کی، مگر واقدی نے ان کا نام ہاشم ذکر کیا ہے جو کہ وہم ہے، جب کہ موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے ان کو مہاجرین حبشہ میں ذکر نہیں کیا۔<sup>[۱]</sup>

## (۱۵) یسار ابو فکیہہؓ:

ان کا نام ایلح بھی آیا ہے، یہ صفوان بن امیہ کے غلام ہیں، ایک قول کے مطابق بنو عبد الدار کے غلام تھے، جب کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ قبیلہ ازد سے تھے، یہ اپنی کنیت ابو فکیہہ سے مشہور ہیں، قدیم الاسلام صحابی ہیں، ابن اسحاق نے ان کو مغازی میں مہاجرین حبشہ میں شمار کیا ہے، امیہ بن خلف ان کو رسی سے باندھ کر گھسیٹا، رمضان میں لا کر ان کا گلا دباتا، امیہ بن خلف کا بھائی آتا اور کہتا کہ اور سخت سزا دو، اس طرح وہ سزا دیتا رہتا، یہاں تک کہ وہ یہ سمجھ کر چھوڑ دیتا کہ مر گیا ہے، حضرت ابو بکرؓ کا ان پر گزر ہوا تو انہیں خرید کر آزاد کر دیا،<sup>[۲]</sup> ابن اسحاق نے ان کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جن کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

«ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغداة والعشي يريدون وجهه ما عليك من حسابهم من شيء وما من حسابك عليهم من شيء فتطردهم فتكون من الظالمين»۔<sup>[۳]</sup>

”اور جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں (اور) اس کی ذات کے طالب ہیں ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالو، ان کے حساب (اعمال) کی جواب دہی تم پر کچھ نہیں اور تمہارے حساب کی جواب دہی ان پر کچھ نہیں (پس ایسا نہ کرنا) اگر ان

[۱] الاستیعاب: حرف الباء، رقم (۱۶۸۶)، ص (۷۳۵)۔

[۲] الاستیعاب: حرف الباء، رقم (۱۸۰۹)، ص (۷۵۷)۔

[۳] سورہ أنعام (آیت: ۵۲)۔

کو نکالو گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے۔“

## (۱۶) امّ کلثوم بنت سہیل بن عمروؓ:

ان کی والدہ کا نام فاختہ بنت عامر ہے، قدیم الاسلام صحابیہ ہیں، اپنے شوہر ابو سہرہ بن ابو رہمؓ کے ہمراہ حبشہ کی دوسری ہجرت میں شریک ہوئیں۔<sup>[۱]</sup>

## مشرکین مکہ کی بے چینی و بے تابی:

کفار مکہ نے جب دیکھا کہ مسلمان حبشہ جا کر امن و امان کی زندگی گزار رہے ہیں تو ان سے نہ رہا گیا اور انہوں نے تحفے تحائف دے کر اپنے دو سفیر عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ربیعہ کو شاہ نجاشی کے پاس بھیجا، انہوں نے نجاشی سے کہا کہ ہمارے کچھ لوگوں نے اپنا دین چھوڑ کر ایسا دین اختیار کیا ہے جو نصرانیت اور بت پرستی دونوں کے مخالف ہے اور اب وہ آپ کے ملک میں پناہ لیے ہوئے ہیں، آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیں، نجاشی نے مسلمانوں کو بلایا، حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نے نجاشی کے سامنے تقریر کی، جس میں انہوں نے زمانہ جاہلیت کے مذموم افعال اور ظلم و ستم بیان کیے اور اسلام کی حقانیت، محاسن اور خوبیاں اس انداز سے پیش کیں کہ نجاشی اور اس کے درباری اسلام سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، تقریر سننے کے بعد نجاشی نے کہا کہ جو کلام الہی تمہارے پیغمبر پر اترا ہے وہ سناؤ، حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی ابتدائی چند آیتیں پڑھیں، جسے سن کر نجاشی پر رقت طاری ہوئی اور روتے روتے اس کی داڑھی تر ہو گئی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اس کے دل میں گھر کر گیا تھا، پھر قریش کے سفیروں سے کہا کہ تم واپس چلے جاؤ، میں ان مظلوموں کو ہرگز تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔

دوسرے دن قریش کے سفیر عمرو بن عاص نے نجاشی تک رسائی حاصل کر کے یہ کہا کہ آپ ان سے عیسیٰ کے بارے میں پوچھیں کہ یہ ان کی نسبت کیا اعتقاد رکھتے ہیں؟ کیسے کانٹے کا سوال کیا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ ان سے برگشتہ ہو جائے، چنانچہ نجاشی نے ان سے یہی

[۱] أسد الغابۃ: لکنی من النساء، رقم (۷۵۸۴)، (۴۱۱/۶)۔

سوال کیا، حضرت جعفرؓ نے بڑی حکمت کے ساتھ جواب میں کہا کہ ہمارے پیغمبر ﷺ نے ہمیں ان کے متعلق یہ تعلیم دی ہے کہ عیسیٰ خدا کے بندے اور پیغمبر، روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں، اس طرح قریش کے سفیرنا کام ہو کر مکہ مکرمہ واپس آئے۔<sup>[۱]</sup>

یہ دارِ ارقم میں حضور ﷺ کی صبح و شام (DAY AND NIGHT) تعلیم و تربیت کا اثر تھا، جس کی بدولت وہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا اور بعد میں مسلمان ہوا۔<sup>[۲]</sup>

## ایشیا سے افریقہ میں اسلام کی رسائی:

اس طرح ۵ نبوی ۶۱۶ عیسوی میں اسلام حضور ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کے ذریعے براعظم ایشیا سے افریقہ میں داخل ہوا، یعنی ایک براعظم ایشیا سے دوسرے براعظم افریقہ میں اسلام مدینہ سے پہلے پہنچ گیا تھا، یہ اس ظلم و ستم کا نتیجہ تھا جو مکی دور میں صحابہ پر کیے گئے کہ کفار کے ظلم و ستم کے نتیجے میں اسلام کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا، یہ اسلام کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

## مکی زندگی میں خفیہ نظام تعلیم:

سطور بالا میں گزر چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت سے جو بھی مسلمان ہوتا، اس کی تعلیم و تربیت دارِ ارقم میں کی جاتی تھی اور یہیں صبح و شام (DAY AND NAIGHT) تعلیم ہوتی تھی، جیسا کہ قرآن کی آیت مبارکہ ہے:

«وَقَالُوا أَأُطِيعُ الْأَوَّلِينَ أَمْ لِي عُقْرٌ وَعَلَيْهِ بَكْرَةٌ وَأَصِيلًا»  
 ”اور مشرکین کہتے ہیں کہ یہ تو پچھلے لوگوں کی لکھی ہوئی کہانیاں ہیں، جو اس شخص نے لکھوائی ہیں اور صبح و شام وہی اس کے سامنے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں۔“

[۱] سیرت ابن ہشام: (۳۵۷-۳۶۰)، مطبعہ حجازی، قاہرہ۔

[۲] سیرت ابن ہشام: (۳۶۴-۳۶۷)، الروض الأنف: (۲۱۶)، مطبعۃ الجمالیہ، مصر۔

اس عرصے میں رسول اللہ ﷺ نے ایسے سرگرم و دردمند افراد تیار کیے تھے، جو کھاتے پیتے گھرانوں میں جا کر قرآنی آیات مکتوبہ صورت میں پڑھاتے تھے۔

### کفار کی سازش اور حضرت عمرؓ کا اسلام لانا:

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت جب پھیلنے لگی تو مشرکین پریشان ہو گئے کہ باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے جدا ہو گیا، معاشرہ تباہ ہو گیا، خاندانی شیرازہ بکھرنے لگا، اس کی روک تھام اور خاتمے کے لئے جمع ہو کر مشورہ کیا گیا اور اس کام کا خاتمہ کرنے کے لیے پورے معاشرہ میں صرف ایک ہی سوراٹکے اور وہ حضرت عمرؓ (۲۳ھ/۶۴۳ء) تھے جنہوں نے اپنے آپ کو پیش کیا، چنانچہ انہوں نے تلوار اٹھائی اور قتل کے ارادے سے نکل کھڑے ہوئے، راستے میں نعیم بن عبد اللہ غمامؓ ملے، پوچھا خیریت ہے! کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت عمرؓ نے اپنے ارادے سے انہیں آگاہ کیا، اس پر نعیم بن عبد اللہؓ نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو! تمہاری بہن فاطمہ اور بہنوئی و چچا زاد بھائی سعید بن زید (۵۱ھ/۶۷۱ء) اسلام لا چکے ہیں، حضرت عمرؓ یہ سن کر پلٹے اور سیدھا اپنی بہن کے گھر کی راہ لی، وہاں پڑھنے پڑھانے کی آوازیں آرہی تھیں، حضرت عمرؓ نے یہ سن کر دستک دی، اس پر بہن نے اپنے معلم ختباب بن ارتؓ (۳۷ھ/۶۷۵ء) سے کہا کہ آپ چھپ جائیں اور خود جا کر کنڈی کھولی، حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ تم کیا پڑھتے تھے مجھے دکھاؤ، انہوں نے تامل کیا (انہوں نے تامل اس وجہ سے کیا کہ کہیں یہ اسے پھاڑ نہ دیں) اور حضرت عمرؓ نے مار دھاڑ شروع کی، پھر انہوں نے کہا: ہمیں دکھانے میں کوئی تاثر نہیں، لیکن ہماری ایک شرط ہے کہ پہلے تم ظاہری طہارت حاصل کرو، چنانچہ حضرت عمرؓ نے طہارت حاصل کی اور سورۃ طہ کی ابتدائی آیتیں پڑھیں، جس سے ان کی کایا پلٹ گئی اور کہا کہ مجھے بھی وہیں لے چلو، اتنے میں ختباب بن ارتؓ نکل آئے اور کہا: اے عمر! تمہیں بشارت ہو، حضور ﷺ نے دو آدمیوں کے لئے دعا کی تھی، ایک ابوجہل کے لئے اور ایک تمہارے لئے، تمہارے حق میں دعا قبول ہوگئی، مبارک ہو تم مراد رسول کو پہنچے، پھر دربار قم آئے اور دروازے پر دستک دی، اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ کون ہے؟



بتایا گیا کہ عمر ہیں، فرمایا: آنے دو، چنانچہ وہ حضور ﷺ کے قریب آئے، حضور ﷺ نے ان کا دامن پکڑا اور اپنی طرف کھینچا جس سے اسلام ان کے دل میں گھر کر گیا اور انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، یہ ۶۱۷ عیسوی کا واقعہ ہے۔ [۱]

مذکورہ قصہ سے حسب ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔

۱۔ قرآن کریم کی ڈے اینڈ نائٹ تعلیم دارِ ارقم کے ساتھ مخصوص نہیں تھی، بلکہ کھاتے پیتے گھرانوں میں بھی جاری تھی، یہ اس کا پہلا اثر تھا۔

۲۔ سامانِ کتابت اتنا عام ہو گیا تھا کہ حسب ضرورت کھاتے پیتے گھرانوں میں پہنچایا

جاتا تھا۔

۳۔ اس واقعے میں معلم حضرت خباب بن ارتؓ تھے، حالانکہ ان کے مناقب میں کہیں اس کا ذکر نہیں کہ یہ معلم بھی تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تعلیمی نظام کتنا خفیہ تھا، جس کی بنا پر مسلمانوں کے علاوہ کسی کو اس کا علم نہیں تھا۔

۴۔ طہارت وغیرہ کے احکام موجود تھے، اس لیے انہوں نے حضرت عمرؓ کو پہلے طہارت حاصل کرنے کے لئے کہا۔

۵۔ قرآن پڑھانے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ایسے معلمین تیار کئے تھے جو یہ خدمت سرانجام دیا کرتے تھے، ان میں سے ایک خباب بن ارتؓ کا نام نامی بھی سرفہرست ہے، ہر مسلمان کا گھر کتب خانہ کی یاد تازہ کرتا رہتا ہے، کیونکہ کتاب اللہ سے مسلمانوں کا کوئی گھر خالی نہ تھا، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید نے ہر مسلمان کو کتب خانہ کا مکلف بنا دیا تھا، زبانی کتب خانہ تو ہر گھر میں موجود ہوتا تھا اور کھاتے پیتے گھرانوں میں مکتوبہ صورت میں بھی محفوظ ہوتا تھا۔

۶۔ قرآن جتنا اتر ا تھا، وہ مکتوبہ صورت میں محفوظ تھا اور صحابہؓ کے کھاتے پیتے گھرانوں میں اس کی تعلیم جاری تھی۔

۷۔ مسلم معاشرے میں نجی کتب خانوں کی داغ بیل ۶۱۷ء سے پہلے دارالرقم میں پڑ گئی تھی۔

۸۔ قرآن کی بدولت اس دور میں سامانِ کتابت بھی مہیا کیا جاتا تھا۔

۹۔ عاریت کتب کا نظام بھی جاری ہو گیا تھا، کیونکہ جب حضرت عمرؓ کو پڑھنے کے لیے دیا تو دوسرے غریب مسلمانوں کو مانگنے پر بھی دیتے ہوں گے، اس کی تفصیلات اس لیے نہیں ملتیں کہ یہ تعلیمی نظام خفیہ تھا، مسلمانوں کے علاوہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں تھی۔

۱۰۔ اس واقعہ سے یہ حقیقت بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ اس دور میں نجی کتب خانہ عوامی کتب خانے کی خدمات سرانجام دیتا تھا، یہ دارالرقم کے کتب خانے کا فیض تھا۔

۱۱۔ جس گھر اور جس جگہ تعلیم کا رجحان قائم تھا، وہاں کتب خانہ بھی موجود تھا، کیونکہ کتاب اللہ اور تعلیم نبوی سے مسلمانوں کا کوئی گھر خالی نہیں تھا، اس لیے کہ صدور اور سطور میں قرآن محفوظ کیا جاتا، نوشتوں میں بھی محفوظ ہوتا اور دلوں میں بھی نقش کیا جاتا تھا۔

۱۲۔ ۶۱۷ء تک معاشرہ اتنا ترقی کر گیا تھا کہ گناہ معلم بھی تعلیم کی خدمات سرانجام دیتے تھے اور ان کی تربیت برابر جاری تھی۔

۱۳۔ یہیں ایسے افراد تیار کیے جاتے تھے کہ حضور ﷺ سے جب درخواست کی جائے تو وہ تعلیم کے فرائض بخوبی انجام دے سکیں، چنانچہ انصارِ مدینہ جب موسمِ حج میں بیعتِ عقبہ کے موقع پر آ کر مسلمان ہوئے اور انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے قاری و معلم طلب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو روانہ کیا اور بعد میں خط لکھ کر ہدایات دیں، جن میں سے ایک ہدایت یہ بھی تھی «أَنْ يقرئهم القرآن ويفقههم» (تمہارا کام ان کو قرآن پڑھانا اور فقہی احکام بتانا اور فقہ بنانا ہے) اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی تعلیمات میں

سب سے اہم چیز فقہ ہے اور مدینہ تفقہ کا پہلا مدرسہ اور کالج ہے۔

یہی کام رسول اللہ ﷺ نے دارِ ارقم میں انجام دیا تھا، جس کا ذکر اوپر آیا ہے۔

ان کے بعد حضرت عبداللہ ابن امّ مکتومؓ ۱۵ھ کو بھی مدینہ منورہ تعلیم کے لیے بھیجا تھا۔<sup>[۱]</sup>

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد تعلیم و تربیت کا سلسلہ علانیہ شروع ہو گیا اور مسلمان

حرم میں جا کر نماز پڑھنے لگے، پھر نظام تعلیم و تربیت خفیہ نہ رہا۔<sup>[۲]</sup>

حضور ﷺ نے دارِ ارقم کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک کہ چالیس سے زیادہ

افراد کی تربیت پوری نہ ہو گئی۔<sup>[۳]</sup>

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تربیت میں کم از کم کتنا عرصہ درکار ہوتا ہے۔

### مصائب کا پہاڑ:

قریش نے جب یہ دیکھا کہ اسلام روز بروز پھیلتا جا رہا ہے، ان کے سفیر حبشہ سے ناکام

واپس آئے، حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ (۳ھ) جیسے زور آور لوگ ایمان لے آئے ہیں اور

ابوطالب (۱۰ نبوی) حضور ﷺ اور مسلمانوں کی پشت پناہی سے باز نہیں آرہے ہیں تو محرم

۷ نبوی ۶۱۹ عیسوی کو قریش کے تمام قبائل نے مل کر یہ معاہدہ مرتب کیا کہ خاندان بنو ہاشم سے

کوئی میل جول نہیں رکھا جائے، نہ کوئی خرید و فروخت کرے اور نہ ہی ان کے پاس کھانے پینے

کا سامان جانے دیا جائے، یہ معاہدہ مرتب کر کے کعبہ میں چسپاں کر دیا گیا، چنانچہ ابوطالب

خاندان بنو ہاشم کو لے کر شعب ابی طالب میں چلے گئے،<sup>[۴]</sup> تین سال تک اسی حصار میں زندگی

[۱] أسد الغابۃ: (۳/ ۱۱۸، ۱۱۷)۔

[۲] أسد الغابۃ: (۳/ ۲۶۹)۔

[۳] سیرت ابن ہشام: (۱/ ۳۵۳)، مصطفیٰ البابی الحلبي، مصر۔

[۴] سیرت ابن ہشام: (۱/ ۳۷۱)، مطبعہ حجازی، قاہرہ۔

بسر کی، یہ تین سال حضور ﷺ اور صحابہؓ کے بڑے سخت گزرے، چڑے اور پتے تک کھانے کی نوبت آئی۔ [۱]

۱۰ نبوی ۶۲۱ عیسوی میں اس معاہدے کو جو کفار قریش نے لکھ کر کعبۃ اللہ میں لٹکایا تھا، دیمک چاٹ گئی، حضور ﷺ نے ابوطالب کے واسطے سے قریش کو اس کی خبر دی، اس طرح یہ بایکاٹ اور حصار ختم ہو گیا، حضور ﷺ اور خاندان بنو ہاشم شعب ابی طالب سے نکل آئے۔ [۲]

اس کے بعد ۱۰ نبوی ہی میں ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ دونوں کا یکے بعد دیگرے انتقال ہو گیا، پہلے ابوطالب کا انتقال ہوا اور اس کے چند ہی روز بعد حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا۔ [۳]

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کا بظاہر کوئی آسرا نہیں رہا اور جو دنیاوی آسرے تھے وہ بھی بظاہر مکی زندگی میں ہی ختم ہو گئے۔

### طائف کا سفر، ایک ابتلاء و آزمائش:

ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کے اٹھ جانے کے بعد قریش کو کس کا پاس تھا، اب ظلم و ستم کا بازار گرم ہو گیا اور ذات رسالت پر براہ راست حملے ہونے لگے، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ راہ میں جا رہے تھے، ایک شقی نے آکر سر مبارک پر خاک ڈال دی، اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی نے دیکھا تو پانی لے کر آئیں، رسول اللہ ﷺ کا سر دھوتی تھیں اور جوشِ محبت میں روتی جاتی

[۱] الروض الأنف: (۲۳۲/۱)۔

[۲] سیرت ابن ہشام: (۳۹۹/۱)، حجازی۔

[۳] الروض الأنف: (۲۶۰/۱)۔

تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تیرے باپ کو بچالے گا۔ [۱]

قریش کی ایذا و رسانیوں کی بنا پر حضور ﷺ گھر سے بہت کم نکلتے تھے، ابو لہب کو جب یہ بات پہنچی تو اس نے آکر رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اے محمد! جس کام کو تم کرنا چاہتے ہو، اسے کرتے رہو جیسا کہ ابو طالب کی حیات میں تم کیا کرتے تھے اور لوگوں کی پرواہ مت کرو، لات کی قسم جب تک میں زندہ ہوں تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا، چنانچہ ایک کافر نے رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا، جس پر ابو لہب نے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کی، وہ یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ابو عتبہ بے دین ہو گیا ہے، قریش یہ سن کر ابو لہب کے پاس آئے، اس نے کہا کہ میں نے اپنے باپ عبدالمطلب کا دین نہیں چھوڑا، میں تو اپنے بھتیجے کی حفاظت اور دفاع کر رہا ہوں، قریش ابو لہب کی اپنے بھتیجے کے ساتھ صلہ رحمی کی تعریف کر کے چلے گئے، اس سے قبائل عرب کی تہذیب کا علم ہوتا ہے کہ وہ اس حالت میں بھی صلہ رحمی کو اپنے معبودوں پر ترجیح دیتے تھے۔

چند دن بعد عقبہ بن ابی معیط (۲ھ / ۶۲۴ء) اور ابو جہل (۲ھ / ۶۲۴ء) دونوں نے ابو لہب کے پاس آکر پوچھا کہ کیا تجھے تیرے بھتیجے نے تیرے باپ عبدالمطلب کے ٹھکانے کی خبر دی ہے؟ اس نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کیا، رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ وہ اپنی قوم کے فوت شدہ افراد کے ساتھ ہیں، اس پر دونوں نے ابو لہب سے کہا کہ وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ عبدالمطلب جہنم میں ہے، ابو لہب کے استفسار پر رسول اللہ ﷺ نے تصدیق فرمائی، ابو لہب نے یہ سن کر کہا:

«واللہ لا برحت لك إلا عدوا أبدا، وأنت تزعم أن عبد المطلب في

النار،

”اللہ کی قسم میں ہمیشہ تیرا دشمن ہی رہوں گا، کیونکہ تو عبدالمطلب کے جہنمی ہونے کا دعویٰ

[۱] سیرت ابن ہشام علی حاشی الروض الأنف: (۱/۲۵۸)، مطبعہ الجمالیہ، مصر۔

کرتا ہے۔“

اس کے بعد ابولہب اور قریش کا رویہ انتہائی سخت ہو گیا، [۱] یہاں تک کہ ابولہب، عقبہ بن ابی معیط اور چند دوسرے کافر رسول اللہ ﷺ کو گھر کے اندر داخل ہو کر تکلیف پہنچاتے تھے، حتیٰ کہ آپ کی صاحبزادیوں کو ابولہب نے طلاق دلوادی تھی۔

رسول اللہ ﷺ اہل مکہ سے ناامید ہو کر حضرت زید بن حارثہؓ (۵۸ھ) کے ہمراہ طائف والوں کو اسلام کی دعوت دینے لگے، جہاں بڑے بڑے امراء اور سردار رہتے تھے، ان میں عمیر بن عوف بن عقدہ کا خاندان سب سے زیادہ اثر رسوخ رکھتا تھا، اس میں تین بھائی تھے، عبد یلیل بن عمرو بن عمیر، مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر، حضور ﷺ ان تین بھائیوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی۔

ان میں سے ایک نے جواب میں کہا:

”اگر خدا نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے تو وہ کعبہ کا پردہ چاک کر رہا ہے۔“

دوسرے نے کہا:

”خدا کو تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں ملا، جسے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجتا۔“

تیسرے نے کہا:

”میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو تم سے کلام کرنا

کسی بڑے خطرے سے خالی نہیں، اور اگر جھوٹے ہو تو پھر تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تم

سے بات کی جائے۔“

حضور ﷺ ان سے ناامید ہو کر اٹھ آئے، انہوں نے طائف کے اوباش لڑکوں کو

حضور ﷺ کے پیچھے لگا دیا، جو حضور ﷺ کو پتھر مارنے لگے، جس سے حضور ﷺ زخمی ہو

گئے، یہاں تک کہ حضور ﷺ کی جوتیاں خون سے بھر گئیں، وہ بد بخت اسی طرح حضور ﷺ

کا مذاق اڑاتے رہے، گالیاں دیتے اور تالیاں بجاتے رہے، آخر کار حضور ﷺ نے عتبہ بن ربیعہ (۲ھ) کے باغ میں پناہ لے کر جان چھڑائی، عتبہ باوجود کافر ہونے کے شریف الطبع انسان تھا، اس نے حضور ﷺ کی یہ حالت دیکھ کر انگور کا خوشہ اپنے غلام عداس کے ہاتھ بھیج کر تواضع کی۔ [۱]

## کفار کا یہ طرزِ عمل اور رسول اللہ ﷺ پر اللہ کا فضل و کرم:

ہجرت سے تین سال پہلے طائف سے واپسی کے بعد ۱۱ نبوی / ۶۲۲ عیسوی کو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور پھر مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک اسی جسم اور روح کے ساتھ بیداری کی حالت میں رات کے ایک مخصوص حصہ میں سیر کرائی، جس کو اسراء اور معراج کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اس کا تذکرہ سورہ اسراء کی ابتدائی آیات میں آیا ہے۔

## معراج:

سب سے پہلے حضور ﷺ کو اتم ہانی کے مکان سے جبریلؑ نے آکر بیدار کیا، پہلے سینہ مبارک کو چاک کر کے قلبِ اطہر کو دھویا، ایمان و حکمت سے بھرا اور دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت لگائی، بعد ازاں براق (بہشتی جانور جو خچر سے کچھ چھوٹا اور ہمارے بڑا تھا) پر سوار کیا، براق اس قدر تیز تھا کہ اس کا ایک قدم منتہائے بصر پر پڑتا تھا، راستے میں جبریل امین کے کہنے پر نماز پڑھی اور بہت سے عجائباتِ قدرت دیکھے، بیت المقدس پہنچ کر براق کو مسجد اقصیٰ کے باہر باندھا اور اندر جا کر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھی، پھر تمام انبیائے کرام علیہم السلام کو نماز پڑھائی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف سفر فرمایا، پہلے آسمان میں

حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تیسرے میں حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے میں حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں میں حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کو سدرۃ المنتہیٰ لے جایا گیا، یہاں پر حضور ﷺ نے جبریلؑ کو اپنی اصل صورت میں دیکھا اور عجیب عجیب انوار و تجلیات کا مشاہدہ کیا، سدرۃ المنتہیٰ کے بعد جنت و جہنم کے مناظر دیکھے، پھر مقام صریف الاقلام لے جایا گیا جہاں فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکامات لوح محفوظ سے نقل کر رہے تھے، مقام صریف الاقلام سے آگے ایک سبز مخملی مسند پر بیٹھ کر بارگاہ الہی میں پہنچے، وہاں سجدہ نیاز بجالائے، اللہ تعالیٰ کی ہم کلامی سے سرفراز ہوئے اور پچاس نمازوں کا حکم ہوا، واپسی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزر ہوا تو انہوں نے اس میں اللہ تعالیٰ سے تخفیف کی درخواست کرنے کا مشورہ دیا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی درخواست پر نمازوں میں کمی کی گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے بار بار جاتے رہے اور کمی کی درخواست کرتے رہے، جب پانچ نمازیں رہ گئیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے بار بار درخواست کی، اب مزید درخواست کرنے سے شرم آتی ہے، اس طرح آسمانوں سے واپسی ہوئی، پہلے بیت المقدس اترے اور صبح ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچے، صبح کی نماز کے بعد قریش کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا، اس پر کسی نے تعجب سے سر پر ہاتھ پھیرا، کسی نے تالیاں بجائیں، جن لوگوں نے بیت المقدس دیکھا ہوا تھا، انہوں نے بطور امتحان اس کی علامتیں دریافت کرنا شروع کر دیں، اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس نظروں کے سامنے کر دیا اور حضور ﷺ جواب دیتے رہے، پھر انہوں نے راستے کا کوئی واقعہ پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے اس تجارتی قافلے کا بتایا جو شام سے مکہ مکرمہ آ رہا تھا اور ایک جگہ ان کا



اونٹ گم ہو گیا تھا جو بعد میں مل گیا تھا، تین دن بعد جب وہ قافلہ پہنچا تو اونٹ کی گمشدگی کی تصدیق کی، اس پر ولید بن مغیرہ (اھ) نے کہا کہ یہ جادو ہے، لوگوں نے بھی اس کی حمایت میں کہا کہ ولید سچ کہتا ہے۔

### صدیق اکبرؓ کی تصدیق:

کچھ لوگ ابو بکر صدیقؓ کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارے دوست یہ کہتے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس گیا اور صبح سے پہلے واپس آ گیا، کیا تم اس کی بھی تصدیق کرو گے؟ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ اگر حضور ﷺ نے ایسا فرمایا ہے تو بالکل سچ فرمایا ہے، میں اس کی تصدیق کرتا ہوں، بلکہ میں تو اس سے بڑھ کر ان کی بیان کردہ آسمانی خبروں کی صبح و شام تصدیق کرتا رہا ہوں، اسی بنا پر آپ کو صدیق کے لقب سے نوازا گیا۔

### قبائل عرب کو دعوت اسلام:

رسول اللہ ﷺ کے سر پر اللہ کی طرف سے نبوت کا تاج چالیس سال کی عمر میں سجایا گیا، تین سال تک چھپ کر اسلام کی دعوت دیتے رہے، اس کے بعد علانیہ دعوت کا سلسلہ شروع فرمایا، اور ہر سال موسم حج میں حجاج کرام کے ٹھکانوں پر تشریف لے جاتے، ان کو اسلام کی دعوت دیتے، لیکن ان میں سے کوئی بھی اسلام نہ لایا، یہاں تک کہ آپ ایک ایک قبیلے کے پاس جاتے، دعوت اسلام دیتے، ان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی کا یقین دلاتے، ابو لہب جو رسول اللہ ﷺ کا ازلی دشمن تھا، ان کے پیچھے یہ کہتا جاتا کہ اے لوگو! میرے بھتیجے کے کہنے میں نہ آؤ، لوگ اس کی بات سن کر رسول اللہ ﷺ سے کہتے کہ آپ کا خاندان اور قبیلہ ہم سے زیادہ آپ کو جانتا ہے، انہوں نے آپ کی بات نہیں مانی تو ہم کیسے مان لیں، مؤرخین اور سیرت نگاروں نے ان قبائل کے نام ذکر کیے ہیں جن کے پاس رسول اللہ ﷺ

نے جا کر اسلام کی دعوت دی، ان کے نام درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ بنو عامر بن صعصعہ۔
- ۲۔ بنو محارب بن خصفہ۔
- ۳۔ بنو فزارہ۔
- ۴۔ بنو غسان۔
- ۵۔ بنو مضر۔
- ۶۔ بنو حنیفہ۔
- ۷۔ بنو سلیم۔
- ۸۔ بنو عبس۔
- ۹۔ بنو نضر۔
- ۱۰۔ بنو البرکاء۔
- ۱۱۔ بنو کنذہ۔
- ۱۲۔ بنو کلب۔
- ۱۳۔ بنو حارث بن کعب۔
- ۱۴۔ بنو عذرہ۔
- ۱۵۔ بنو حضارمہ۔
- ۱۶۔ بنو شیبان۔

ان میں سے کسی قبیلے نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت قبول نہیں کی۔

### انصار کی مکہ آمد اور ان میں اسلام کی دعوت کا آغاز:

یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اپنے دین اسلام کا بول بالا کرائے اور اس کو پورے عالم میں پھیلانے، تو اس کا انتظام یوں فرمایا کہ نبوت کے دسویں سال ایام حج میں ادائیگی حج کے لیے آنے والے لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے، یہاں مدینہ منورہ سے آنے والے چھ افراد پر ان کا گزر ہوا، رسول اللہ ﷺ نے ان کو دعوت دی، اور قرآنی آیات کی تلاوت فرمائی، انہوں نے اسلام قبول کیا، اور پھر مدینہ منورہ جا کر اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی، اس طرح ان کی دعوت سے انصار کا کوئی گھرایسا نہیں رہا جس میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت نہ پہنچی ہو۔

[۱] طبقات ابن سعد: ذکر دعاء رسول اللہ ﷺ قبائل العرب فی المواسم، (۲/۲۱۶)، دار صادر، بیروت۔

جو چھ افراد رسول اللہ ﷺ کی دعوت سے مسلمان ہوئے، ان کے نام اور مختصر حالات پیش خدمت ہیں۔

### (۱) اسعد بن زرارہؓ:

اسعد بن زرارہ بن عدس انصاری خزرجی ثجاری، ان کی کنیت ابو امامہ ہے اور اس کنیت کے ساتھ مشہور ہوئے، مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت سے اسلام قبول کیا اور مدد و نصرت کا یقین دلا کر اگلے سال آنے کا وعدہ کیا، بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کے شرکاء میں سے ہیں، یہ عمر میں سب سے چھوٹے تھے، ان بارہ خوش نصیب صحابہؓ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک مسلمانوں کا نقیب اور نگران بنایا، ہجرت کے چھ ماہ بعد غزوہ بدر سے پہلے اھ میں ان کا انتقال ہوا، انصار صحابہؓ میں سب سے پہلے انہوں نے وفات پائی۔ [۱]

### (۲) جابر بن عبد اللہ بن رباب انصاری سلمیؓ:

غزوہ بدر، احد، خندق اور اس کے علاوہ تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے، یہ انصاری صحابہؓ میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ [۲]

### (۳) رافع بن مالکؓ:

رافع بن مالک بن عجلان انصاری خزرجی زرقی، ان کی کنیت ابو مالک ہے، ایک قول کے مطابق ابو رفاعہ کنیت ہے، والدہ کا نام ماویہ بنت عجلان بن زید ہے، زمانہ جاہلیت میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے، تیراکی اور تیراندازی میں مہارت رکھتے تھے، اس لئے انہیں مردِ کامل کہا

[۱] الاستیعاب: رقم (۳۰)، ص (۷۸)۔

[۲] الاستیعاب: رقم (۲۹۳)، ص (۱۳۹)۔

جاتا تھا، یہ اور معاذ بن عفراء قبیلہ خزرج میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے، عقبہ کی پہلی اور دوسری دونوں بیعتوں میں شرکت کی سعادت حاصل کی، بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے جو بارہ (۱۲) نقیب بنائے تھے، ان میں سے بنو زریق کا نقیب ان کو بنایا گیا، ان کو سعید بن زید (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور مہاجر صحابی ہیں) کا بھائی بنایا گیا، غزوہ بدر میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے، بعض سیرت نگار اس کا انکار کرتے ہیں، ۳ھ کو غزوہ احد میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔<sup>[۱]</sup>

#### (۴) عقبہ بن عامر بن نابیؓ:

عقبہ بن عامر بن نابی انصاری سلمی، عقبہ کی پہلی بیعت میں شریک ہوئے، غزوہ بدر واحد اور دیگر غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل کی، حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے ایام میں ۱۲ھ کو جنگ یمامہ میں شہادت کے درجے پر فائز ہوئے۔<sup>[۲]</sup>

#### (۵) عوف بن حارثؓ:

عوف بن حارث بن رفاعہ انصاری خزرجی نجاری، والدہ کا نام عفراء بنت عبید بن ثعلبہ ہے، عقبہ کی دونوں بیعتوں میں حاضر ہوئے، غزوہ بدر میں اپنے دو بھائیوں معاذ اور معوذ کے ہمراہ شریک ہوئے، غزوہ بدر میں ہی یہ اور ان کے بھائی معوذؓ شہادت سے سرفراز ہوئے، دونوں نے فرعون وقت ابو جہل کو زخمی کیا، تاہم اس نے ان دونوں پر اسی حالت میں حملہ کر کے شہید کر دیا۔<sup>[۳]</sup>

[۱] الاستیعاب: رقم (۷۲۵)، ص (۲۵۹)۔

[۲] الاستیعاب: رقم (۱۸۳۶)، ص (۵۲۰)۔

[۳] طبقات ابن سعد: (۴۹۲/۳)۔

## (۶) قطبہ بن عامر بن حدیدہؓ:

قطبہ بن عامر بن حدیدہ انصاری خزرجی سلمی، ان کی کنیت ابو زید ہے، والدہ کا نام زینب بنت عمرو بن سنان ہے، عقبہ کی دونوں بیعتوں میں شرکت کی، یہ ان صحابہؓ میں سے تھے جن کو تیر اندازی میں مہارت حاصل تھی، غزوہ بدر، احد اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پابرجا رہے، احد میں جاثاری سے لڑتے رہے یہاں تک کہ نو (۹) زخم ان کو لگے، فتح مکہ کے دن بنو سلمہ کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا، حضرت عثمان بن عفانؓ کے دور خلافت میں ان کا انتقال ہوا۔<sup>[۱]</sup>

بعض روایات میں آٹھ افراد کی ملاقات اور اسلام قبول کرنے کا ذکر ہے۔

## بیعت عقبہ اولی:

آئندہ سال ۱۱ نبوی کو بارہ (۱۲) افراد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں سے جابر بن عبد اللہ بن ریابؓ کے علاوہ پانچ (۵) افراد وہی ہیں جنہوں نے پہلے سال اسلام قبول کیا تھا جن کے احوال ماقبل میں گذر چکے، جب کہ سات (۷) افراد پہلی دفعہ حاضر ہوئے، ان سات افراد کے نام اور مختصر حالات ملاحظہ فرمائیں۔

## (۱) ذکوان بن عبد القیسؓ:

ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ انصاری خزرجی زرقی، ابوسیع کنیت ہے، بیعت عقبہ اولی اور ثانیہ میں شرکت سے ہم کنار ہوئے، اس کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہیں ہجرت مدینہ تک مقیم رہے، اس لیے ان کو انصاری مہاجر کہا جاتا تھا، غزوہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پابرجا رہے، غزوہ احد میں ابو الحکم بن

انھیں بن شریق کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔<sup>[۱]</sup>

## (۲) عبادۃ بن الصامتؓ:

عبادۃ بن الصامت بن قیس انصاری خزرجی سلمی، ان کی کنیت ابو ولید ہے، والدہ قرۃ العین بنت عبادہ بن نضلہ ہیں، عقبہ کی پہلی اور دوسری دونوں بیعتوں میں شرکت کی سعادت حاصل کی اور دوسری بیعت میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو دوسرے گیارہ (۱۱) افراد کے ساتھ نقابت کے لیے منتخب کیا، ان کا بھائی چارہ ابو مرثد غنوی مہاجر صحابیؓ سے قائم ہوا، بدر اور دیگر تمام غزوات میں شریک ہو کر اپنی جرأت و بہادری کے جوہر دکھائے، ان کا شمار کبار فقہاء صحابہؓ میں ہوتا ہے۔

محمد بن کعب قرظیؓ فرماتے ہیں:

”نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پانچ انصاری صحابہؓ نے قرآن کریم کو جمع کیا: معاذ بن جبلؓ، عبادہ بن صامتؓ، ابی بن کعبؓ، ابویوبؓ اور ابودرداءؓ۔“

حضرت عبادہ بن صامتؓ صفحہ مدرسے کے معلم تھے، جہاں وہ اصحاب صفہ کو قرآن کریم پڑھاتے اور اس کا درس دیتے تھے، حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں ان کو معاذ بن جبلؓ اور ابودرداءؓ کے ہمراہ ملک شام بھیجا تا کہ وہاں کے لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں، اور ان کو دین کے احکام بتائیں اور ان میں تفقہ فی الدین پیدا کریں، یہ پہلے شخص ہیں جو فلسطین کے عہدہ قضاء پر فائز ہوئے، امام ترمذیؒ نے بھی اپنی شہرہ آفاق کتاب جامع ترمذی میں ان کا مذہب نقل کیا ہے، حمص میں قیام پذیر رہے، پھر وہاں سے فلسطین منتقل ہوئے اور وہیں ۳۴ھ کو ان کا انتقال ہوا، بیت المقدس میں دفن کیے گئے، بہتر (۷۲) سال عمر پائی۔<sup>[۲]</sup>

[۱] الاستیعاب: باب ذکوان، رقم (۷۰۹)، ص (۲۵۰)۔

[۲] الاستیعاب: باب من اسمہ عبادہ، رقم (۱۳۷۳)، ص (۴۰۴)۔

### (۳) عباس بن عبادۃ بن نضلہؓ:

عباس بن عبادۃ بن نضلہ انصاری خزرجی، عقبہ کی دونوں بیعتوں میں شریک ہوئے، اس کے بعد مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آکر یہیں قیام پذیر رہے، جب ہجرت مدینہ کا موقع آیا تو انہوں نے بھی دوسرے مسلمانوں کے ہمراہ مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، اس وجہ سے ان کو انصاری مہاجر کہا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن مظعونؓ کے ساتھ ان کا بھائی چارہ قائم کیا، غزوہ بدر میں شرکت سے محروم رہے، احد میں شرکت کا موقع ملا اور دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ [۱]

### (۴) عویم بن ساعدۃؓ:

عویم بن ساعدۃ بن عائش انصاری اوسی، ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے، والدہ کا نام عمیرہ بنت سالم بن سلمہ ہے، عقبہ اولی اور ثانیہ دونوں بیعتوں میں شریک ہوئے، حاطب بن ابی بلتعہؓ یا حضرت عمر فاروقؓ سے ان کا بھائی چارہ قائم ہوا، غزوہ بدر، احد اور دیگر غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل کی، ان کی وفات کے سلسلے میں دو قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حیات میں ان کا انتقال ہوا، دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں انتقال ہوا، علامہ ابن الاثیرؒ نے اس دوسرے قول کو ترجیح دی ہے، وفات کے وقت ان کی عمر ۶۵ یا ۶۶ برس تھی۔ [۲]

### (۵) معاذ بن حارثؓ:

معاذ بن حارث بن رفاعہ انصاری خزرجی نجاری، ان کی والدہ کا نام عفراء بنت عبیدہ ہے اور ان کی نسبت سے ابن عفراء سے مشہور ہیں، بنو خزرج میں سے یہ اور رافع بن مالکؓ سب

[۱] الاستیعاب: رقم (۱۳۷۸)، ص (۴۰۵)۔

[۲] اسد الغابہ: حرف العین، رقم (۴۱۳۹)، (۲۲۶/۴)۔

سے پہلے مسلمان ہوئے، جب مہاجرین صحابہؓ بے سرو سامانی کی حالت میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے اور رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو ان کو معمر بن حارث مہاجر صحابیؓ کا بھائی بنایا، غزوہ بدر میں یہ اپنے دو بھائیوں عوف بن عفراء اور معوذ بن عفراء کے ہمراہ شریک ہوئے، امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے فرعون ابو جہل ملعون کے قتل میں یہ بھی شریک تھے، ان کے دونوں بھائی اس غزوہ میں شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے، جب کہ یہ اس کے بعد غزوہ احد، خندق اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے رفیق سفر رہے، ان کی وفات کے سلسلے میں مختلف اقوال ہیں، ایک قول کے مطابق حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے، ایک قول یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے دور خلافت تک زندہ رہے، واقعہ کی بقول جنگ صفین کے دنوں میں ان کا انتقال ہوا۔<sup>[۱]</sup>

## (۶) ابوالہیثم بن التیہانؓ:

ان کا نام مالک بن تیہان بن مالک ہے، اپنی کنیت ابوالہیثم سے مشہور ہیں، انصاری بلوی یا اوسی صحابی ہیں، والدہ کا نام لیلیٰ بنت عتیک بن عمرو ہیں، زمانہ جاہلیت میں بت پرستی اور مشرکین کے معبودان الہیہ سے نفرت تھی اور توحید کے قائل تھے، ان چھ انصار صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے عقبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اس کے بعد عقبہ اولیٰ اور عقبہ ثانیہ کی بیعت میں بھی حاضر ہوئے، یہ اور اسید بن حضیرؓ بنو عبد اشہل کے حلیف مقرر کیے گئے، عثمان بن مظعون مہاجر صحابیؓ سے بھائی چارہ قائم ہوا، بدر و احد اور دیگر تمام غزوات میں شرکت کی سعادت حاصل کی، ایک قول یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کی خلافت میں ۲۰/۲۱ھ کو وفات پائی اور ایک قول کے مطابق ۳۷ھ کو جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی جانب سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔<sup>[۲]</sup>

[۱] اسد الغابہ: حرف الیم، رقم (۳۹۶۳)، (۶۱/۵)۔

[۲] الاستیعاب: کتاب الکئی، باب الہاء، رقم (۳۸۸)، ص (۸۵۳)۔



## (۷) یزید بن ثعلبہ ابو عبد الرحمنؓ:

یزید بن ثعلبہ بن خزیمہ انصاری، ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے، جب کہ ایک قول کے مطابق ابو عبد اللہ ہے، بنو سالم بن عوف کے حلیف تھے، عقبہ اولیٰ اور ثانیہ دونوں میں شرکت کی سعادت حاصل کی، بدر واحد میں شریک ہوئے۔<sup>[۱]</sup>

ان بارہ (۱۲) حضرات نے حاضر خدمت ہو کر اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر مندرجہ ذیل باتوں کی بیعت کی:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔

۲۔ چوری نہیں کریں گے۔

۳۔ زنا سے باز رہیں گے۔

۴۔ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے۔

۵۔ کسی پر تہمت اور بہتان نہیں لگائیں گے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کریں گے۔

اس بیعت کو بیعت عقبہ اولیٰ کہا جاتا ہے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم ان باتوں پر کار بند رہے تو تمہارے لیے جنت کا سامان ہے وگرنہ اللہ کی مرضی، چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو بخش دے۔

## بیعت عقبہ ثانیہ:

اگلے سال نبوت کے بارہویں سال ایام حج میں انصار کے دو مشہور قبیلے اوس و خزرج کے بہتر (۷۲) شخص مکہ مکرمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی،

[۱] الاستیعاب: رقم (۱۷۶۹)، ص (۷۵۴)۔

رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حضرت عباسؓ بھی تھے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، حضرت عباسؓ نے انصار کو رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنے اور جانثاری کی تلقین کی، رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے بارہ (۱۲) اشخاص کو منتخب کیا، نو (۹) قبیلہ خزرج سے تھے جب کہ تین (۳) کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا، یہ بارہ حضرات اپنے قبیلے کے رئیس اور سردار تھے، ان کو اپنے قبیلے کا نقیب اور نگران بنایا، ان بارہ میں سے چار یعنی حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت رافع بن مالک، حضرت عبادہ بن صامت اور حضرت ابوالہیثم بن تیہانؓ کا تذکرہ ہو چکا ہے، باقی آٹھ نقباء کے احوال ملاحظہ ہوں۔

### (۱) اُسید بن حضیرؓ:

اُسید بن حضیر بن سماک انصاری اوسی اہلبلی، ان کی کنیت کے سلسلے میں پانچ قول ہیں، ابو یحییٰ، ابو حضیر، ابو عیسیٰ، ابو عتیک اور ابو حصین، ان کے والد حضیر زمانہ جاہلیت میں فوج کے کمانڈر اور اپنی قوم کے معزز آدمی تھے، قبیلہ اوس اور خزرج کے مابین لڑی جانے والی آخری جنگ اور لڑائی ”بعاث“ جو ہجرت مدینہ سے چھ سال قبل ہوئی، اس میں حضیر اپنے قبیلے اوس کے سردار تھے اور اسی لڑائی میں وہ مارے گئے، حضرت اسید بن حضیرؓ زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام دونوں میں اپنی قوم کے معزز، اصحاب رائے اور عقلاء میں شمار کیے جاتے تھے اور ان کو ”کامل“ کا لقب ملا ہوا تھا، زمانہ جاہلیت میں ”کامل“ اس شخص کو کہا جاتا تھا جو درج ذیل تین صفات کا جامع ہوتا:

۱۔ عربی لکھنا جانتا ہو۔

۲۔ تیرا کی میں مہارت رکھتا ہو۔

۳۔ تیرا اندازی اچھے طریقے سے کرتا ہو۔

اسید بن حضیرؓ کو مذکورہ بالا تینوں صفات میں کمال حاصل تھا، یہ اور حضرت سعد بن معاذؓ

دونوں ایک ہی دن حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر اسلام لائے، اس کے بعد بیعت عقبہ ثانیہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی، رسول اللہ ﷺ نے ان کو نقیب مقرر کیا، رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اور یہاں مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو ان کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہؓ کا بھائی بنایا، یہ قرآن بہت خوبصورت آواز میں پڑھا کرتے تھے، ان کا قرآن سننے کے لیے فرشتوں کے اترنے کا قصہ حدیث صحیح سے ثابت ہے، حضرت اسیدؓ غزوہ بدر میں شرکت نہ کر سکے، اس کے علاوہ دیگر بعض صحابہؓ بھی غزوہ بدر میں شریک نہیں ہوئے، اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ صرف قریش کے اس قافلے کو لوٹنے کے ارادے سے نکلے جو سامان تجارت لے کر شام سے مکہ مکرمہ جا رہا تھا، لڑائی کا ارادہ نہیں تھا، لیکن بعد میں جنگ کی نوبت آگئی، حضرت اسیدؓ احد میں شریک ہوئے اور دیوانہ وار لڑتے رہے یہاں تک کہ ان کو سات زخم آئے، جس وقت مسلمانوں کی فتح شکست میں تبدیل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ پر کفار کی جانب سے تابڑ توڑ حملے کیے جانے لگے، اس وقت یہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے رہے، اس کے علاوہ دیگر غزوات میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی سعادت حاصل کی، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ تین انصاری صحابہ ایسے ہیں جن پر کسی کو فضیلت حاصل نہیں، تینوں بنو عبد اشہل سے ہیں: ایک سعد بن معاذؓ، دوسرے اسید بن حضیرؓ اور تیسرے عباد بن بشرؓ۔

ایک دفعہ یہ اور عباد بن بشرؓ تاریک رات میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے نکلے، تو ان میں سے ایک کی لائٹ روشن ہوگئی جس کی روشنی میں دونوں چلتے رہے، جب دونوں کا راستہ الگ ہو گیا تو ان میں سے ہر ایک کی لائٹ روشن ہوگئی، رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ ان کا اکرام کرتے اور کسی دوسرے کو ان پر فوقیت نہ دیتے تھے، حضرت عمر بن خطابؓ کے دور خلافت میں ۲۰ھ یا ۲۱ھ کو ان کا انتقال ہوا، حضرت عمرؓ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں

دفن کیے گئے۔<sup>[۱]</sup>

## (۲) براء بن معرورؓ:

براء بن معرور بن صخر انصاری خزرجی سلمی، ان کی کنیت اپنے بیٹے بشر کے نام سے ابو بشر ہے، والدہ کا نام رباب بنت نعمان بن امرؤ القیس ہے، بیعت عقبہ ثانیہ میں شرکت سے سرفراز ہوئے، رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنے قبیلے بنو سلمہ کی نقابت کا تاج عبد اللہ بن عمروؓ اور ان کے سر پر رکھا گیا، انصار کے سردار اور بڑی عمر والے تھے، یہ سب سے پہلے آدمی ہیں جنہوں نے نماز کے لیے کعبہ کی طرف رخ کیا، سب سے پہلے انہوں نے اپنے تہائی مال کی وصیت کی، بنو سلمہ کے بقول انہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ ہجرت کرنے سے ایک ماہ پہلے صفر میں ان کا انتقال ہوا، بارہ نقباء میں ان کا انتقال سب سے پہلے ہوا، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو صحابہؓ کے ہمراہ ان کی قبر پر تشریف لائے اور نماز جنازہ پڑھی اور ان کے لیے مغفرت، رحمت اور رضائے الہی کی دعا فرمائی، یہ سب سے پہلا جنازہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد پڑھایا۔<sup>[۲]</sup>

## (۳) سعد بن خیشمہؓ:

سعد بن خیشمہ بن حارث انصاری اوسی، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے، والدہ کا نام ہند بنت اوس بن عدی ہے، عقبہ ثانیہ کی بیعت میں شرکت کی، بارہ نقباء میں سے ایک یہ بھی تھے، ان کو سعد الخیر کہا جاتا تھا، غزوہ بدر میں شرکت کی سعادت حاصل کی اور دیوانہ وار لڑتے ہوئے جام

[۱] طبقات ابن سعد: تسمیۃ النقباء و انسابہم وصفاتہم و وقایعہم، (۶۰۳/۳)۔

[۲] الاستیعاب: رقم (۱۷۲)، ص (۱۱۰)۔

## شہادت نوش فرمایا۔ [۱]

ان کو طعیمہ بن عدی یا عمرو بن عبدود نے شہید کیا، جب رسول اللہ ﷺ جنگ بدر کے لیے نکلنے لگے تو ان کے والد خثیمہ بن حارث نے ان سے کہا کہ ہم میں سے ایک کا یہاں عورتوں کے پاس قیام ضروری ہے اس لیے تم یہیں ٹھہرو، میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکل جاتا ہوں، انہوں نے جواب دیا کہ اگر جنت کے علاوہ کسی اور چیز کا سودا ہوتا تو میں آپ کو اپنے اوپر ترجیح دیتا، لیکن اپنے بارے میں شہادت کی امید ہے، ان کے والد نہ مانے، بالآخر قرعہ ڈالا گیا، جس میں حضرت سعدؓ کا نام نکلا، چنانچہ یہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ بدر میں شریک ہوئے، کیسا صادق جذبہ تھا کہ متاع دین پر کسی کو ترجیح نہ دی، اسی لئے حق تعالیٰ شانہ نے ایسے بلند انعامات اور ڈگریوں سے نوازا۔

## (۴) سعد بن ربیعؓ:

سعد بن ربیع بن عمرو انصاری خزرجی، والدہ کا نام ہزیلہ بنت عنبہ ہے، زمانہ جاہلیت کے کاتبین میں ان کا شمار ہوتا ہے، بیعت عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کے شرکاء اور بارہ نقباء میں سے ایک ہیں، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے ساتھ ان کا بھائی چارہ قائم کیا گیا، یہی وہ صحابی ہیں جنہوں نے اپنے مہاجر بھائی عبدالرحمن بن عوفؓ کو اپنا نصف مال لینے کی پیشکش کی تھی اور کہا تھا کہ میری دو بیویاں ہیں ان میں سے آپ جس کو چاہیں اسے میں طلاق دے دیتا ہوں، آپ اس سے نکاح کر لیجئے گا، انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے گھر بار میں برکت دے، مجھے بازار کا راستہ بتا دیجیے، میں تجارت کروں گا، غزوہ بدر میں شرکت کی سعادت حاصل کی، غزوہ احد میں دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہید ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے جنگ کے اختتام پر صحابہؓ

[۱] طبقات ابن سعد: تسمیۃ النقباء و انسابہم وصفاتہم و وقائعہم، (۶۰۷/۳)۔

کی جماعت سے فرمایا کہ کون میرے پاس سعد بن ربیع کی خبر لائے گا؟ کیونکہ میں بہت سے نیزوں کو ان کی طرف بڑھتے ہوئے پاتا ہوں، حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا کہ میں ان کی خبر آپ کے پاس لاؤں گا، چنانچہ ابی بن کعبؓ نے ان کو تلاش کرتے کرتے اس حالت میں پایا کہ ان کی آخری سانسیں باقی تھیں، ابی بن کعبؓ نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا، انہوں نے ان سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جا کر میرا سلام پیش کرنا اور میری قوم سے کہنا کہ جب تک تم میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہے، رسول اللہ ﷺ کو دشمن کی طرف سے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے، ورنہ اللہ کے ہاں تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا، یہ کہہ کر جان جان آفریں کے سپرد کر دی، حضرت ابی بن کعبؓ نے آکر رسول اللہ ﷺ کو ان کی خبر دی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سعد پر رحم فرمائے، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیر خواہی کی، خارجہ بن ابی زید کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیے گئے، انہوں نے دو بیٹیاں چھوڑیں، ان کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ان دونوں بچیوں کا والد شہید ہو گیا ہے اور ان کے چچا نے سعد بن ربیع کے بعد سارا مال خود رکھ لیا ہے مجھے ان بچیوں کی شادی بھی کرنی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائیں گے، چنانچہ آیت میراث «فَإِنْ كُنْ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ» نازل ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے ان بچیوں کے چچا کو بلا کر فرمایا کہ سعدؓ کے ترکہ میں سے دو تہائی مال ان بچیوں کو دے دو، آٹھواں حصہ ان کی والدہ کو اور باقی ماندہ مال تمہارا حصہ ہے، اس طرح آیت میراث کی سب سے پہلی عملی تفسیر ان کے ذریعے معرض وجود میں آئی۔ [۱]

## (۵) سعد بن عبادہؓ:

سعد بن عبادہ بن ولیم انصاری خزرجی ساعدی، ان کی کنیت ابو ثابت ہے، ایک قول کے مطابق ابو قیس ہے، لیکن پہلا قول اصح ہے، ان کی والدہ عمرہ بنت مسعود بن قیس ہیں، زمانہ جاہلیت سے عربی لکھنا پڑھنا جانتے تھے، تیراکی اور تیراندازی میں کمال مہارت حاصل تھی، اس وجہ سے ان کو ”کامل“ کہا جاتا تھا، بیعت عقبہ ثانیہ کے خوش قسمت شرکاء میں سے ہیں اور بنو ساعدہ کے نقیب ہونے کی سعادت بھی حاصل ہے، انصار میں بہت معزز تھے، غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے، اس کے علاوہ تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شرکت کی سعادت حاصل کی، تمام غزوات میں انصار کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں ہوتا تھا، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور باہر سے «السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ» کہا، یہ سلام اندر آنے کی اجازت طلب کرنے کے لیے تھا، حضرت سعدؓ نے آہستہ سے سلام کا جواب دیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے نہیں سنا، ان کے بیٹے قیس نے کہا کہ اے اباجان! کیا آپ رسول اللہ ﷺ کو اندر آنے کی اجازت نہیں دیں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ میں نے اس لیے کیا تا کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر زیادہ سے زیادہ سلام کریں، رسول اللہ ﷺ نے دوسری دفعہ سلام کیا اور جواب نہ پا کر چل پڑے، سعد بن عبادہؓ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے آئے اور جواب آہستہ دینے کی وجہ بیان کی، رسول اللہ ﷺ ان کے ہمراہ گھر میں آئے، غسل کیا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رنگا ہوا لحاف پیش کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو اوڑھا اور پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ! سعد بن عبادہ کے خاندان پر اپنی رحمت نازل فرما، اپنی قوم میں انتہائی سخی تھے، ان کے بیٹے اور ان کے والد اور دادا بھی سخاوت میں ممتاز تھے، غزوہ خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذؓ اور ان کو بلا کر کسی سلسلے میں مشورہ کیا اور پھر ان کے مشورے پر عمل کیا، فتح مکہ کے موقع پر

رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا، اس دن جب ان کا گزرا بوسفیان پر (جو کہ مسلمان ہو چکا تھا) ہوا تو انہوں نے کہا: «الیوم یوم الملحمة» آج تو خون ریزی کا دن ہے، جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ جھنڈا ان سے لے کر ان کے بیٹے کو دے دو اور فرمایا: «الیوم یوم المرحمة» آج تو رحمت کا دن ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد یہ مدینہ منورہ سے ملک شام چلے گئے اور وہیں حضرت عمرؓ کی خلافت میں ۱۵ھ کو ان کا انتقال ہوا، ایک قول کے مطابق حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت میں ۱۱ھ کو انتقال ہوا، ایک جگہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھے، اور انتقال کر گئے، لوگوں کو تب خبر ہوئی جب انہیں بیرمنہ یا بیرسکن سے ایک آواز سنائی دی جس میں ان کے قتل کی خبر دی گئی تھی۔

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادة

رمیناہ بسهمین فلم نخطئ فؤادہ

کہا جاتا ہے کہ ان کو جنوں نے قتل کیا تھا۔ [۱]

(۶) عبد اللہ بن رواحہؓ:

عبد اللہ بن رواحہ بن ثعلبہ انصاری خزرجی حارثی، ابو محمد ان کی کنیت ہے، اس کے علاوہ ان کی کنیت کے سلسلے میں ابو رواحہ اور ابو عمرو کا قول منقول ہے، ان کی والدہ کا نام کبشہ بنت واقد بن عمرو ہے، عقبہ ثانیہ کی بیعت میں شریک ہوئے، ان بارہ خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کا نقیب بنایا، غزوہ بدر، احد اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہر کاب رہے، غزوہ موتہ کے امراء میں سے ایک امیر یہ بھی تھے، ان کا شمار ان شعراء میں ہے جو اپنے اشعار کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے تھے اور کفار



و مشرکین کو منہ توڑ جواب دیتے تھے، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں خطبہ دے رہے تھے، یہ مسجد کی طرف آرہے تھے کہ اتنے میں ان کے کانوں میں رسول اللہ ﷺ کی آواز پڑی کہ بیٹھ جاؤ، یہ وہیں مسجد سے باہر ہی بیٹھ گئے، اگرچہ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مسجد میں کھڑے لوگوں کے لیے تھا، بعد میں جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو ان کو دعادی کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس شوق اور جذبے میں اضافہ فرمائے، عبد اللہ بن رواحہؓ، حسان بن ثابتؓ اور کعب بن مالکؓ کے بارے میں سورہ شعراء کی یہ آیت شریفہ:

«إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ

بعد ما ظلموا وسيعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون»۔<sup>[۱]</sup>  
 ”مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے اور خدا کو بہت یاد کرتے رہے اور اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد انتقام لیا، اور ظالم عنقریب جان لیں گے کہ کون سی جگہ لوٹ کر جاتے ہیں۔“

نازل ہوئی، ۸ھ کو جنگ موتہ میں شہادت سے ہم کنار ہوئے۔<sup>[۲]</sup>

## (۷) عبد اللہ بن عمروؓ:

عبد اللہ بن عمرو بن حرام انصاری خزرجی سلمی، ان کی کنیت ابو جابر ہے، والدہ کا نام رباب بنت قیس ہے، مشہور صحابی حضرت جابرؓ کے والد بزرگوار ہیں، عقبہ ثانیہ کے شرکاء میں سے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور براء بن معرورؓ کو اپنے قبیلے بنو سلمہ کا نقیب بنانے کا شرف بخشا، غزوہ بدر میں شرکت کی سعادت حاصل کی، غزوہ احد ۳ھ میں دیوانہ وار لڑتے ہوئے اسامہ بن اعمور یا سفیان بن عبد شمس کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا، ان کے ناک، کان کاٹ دیئے گئے تھے، ان کو اپنے بہنوئی عمرو بن جموحؓ کے ساتھ ایک قبر میں دفن کیا گیا،

[۱] سورہ شعراء (آیت: ۲۲)۔

[۲] الاستیعاب: رقم (۱۵۵۷)، ص (۴۴۹)۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں ان کے بیٹے حضرت جابرؓ کو خوشخبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور اپنے روبرو ہمکلامی کا شرف بخشا اور ان سے فرمایا کہ جس چیز کی تمنا کرو گے وہ پوری کی جائیگی، حضرت عبداللہؓ نے جواب میں کہا کہ اے پروردگار! مجھے دنیا میں لوٹا دیجیے تاکہ میں ایک بار پھر آپ کی راہ میں قربان ہو جاؤں، لیکن اللہ کا فیصلہ اٹل ہے کہ مرنے کے بعد کسی کو دنیا میں دوبارہ نہیں بھیجے گا۔<sup>[۱]</sup>

## (۸) منذر بن عمروؓ:

منذر بن عمرو بن خنیس انصاری خزرجی ساعدی، والدہ کا نام ہند بنت منذر بن جموح ہے، معتنق للموت سے مشہور ہیں، اسلام قبول کرنے سے قبل ہی عربی لکھنا جانتے تھے، اس لئے مرد کامل میں ان کا شمار تھا، عقبہ ثانیہ کے شرکاء میں سے ہیں اور اپنے قبیلہ بنو ساعدہ کے سردار تھے، طلیب بن عمیرؓ کے ساتھ ان کا بھائی چارہ قائم کیا گیا، غزوہ بدر، احد اور دیگر تمام غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرکاب رہے، ۴ھ کے شروع میں احد کے تقریباً چار ماہ بعد بیر معونہ کے سریہ میں شہادت سے سرفراز ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس فوجی دستہ پر امیر مقرر کیا تھا۔<sup>[۲]</sup>

رسول اللہ ﷺ نے کئی زندگی میں ایسی تربیت فرمائی جس کا ظہور مدنی زندگی میں نمایاں ہوا، چنانچہ سب سے زیادہ اہم کام فقہی تربیت کا تھا، پیدائش سے لے کر وفات تک ساری زندگی کے جملہ معاملات خواہ انفرادی ہوں یا اجتماعی، ان کا تعلق فقہی بصیرت سے ہے، یہی وجہ ہے کہ بیعت عقبہ کے موقع پر انصارِ مدینہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ ہماری

[۱] الاستیعاب: رقم (۱۶۳۶)، ص (۴۷۵)۔

[۲] الاستیعاب: رقم (۱۵۰۷)، ص (۶۹۱)۔

اصلاح اور تربیت کے لیے کسی معلم کو بھیجیے، رسول اللہ ﷺ نے پہلے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو بھیجا اور اس کے بعد ان کو خط لکھ کر ہدایات دیں، جن میں سے ایک ہدایت یہ بھی تھی:

«أَنْ يقرئهم القرآن ويفقههم»

”تمہارا کام ان کو قرآن پڑھانا اور فقہی احکام بتانا اور فقہ بنانا ہے۔“

حضور ﷺ نے ان کے بعد حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو بھی مدینہ منورہ تعلیم کے

لیے بھیجا۔

کئی دور کے ایسے مشکل حالات میں بھی رسول اللہ ﷺ نے ایسے مربی تیار کیے تھے جن میں حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم نمایاں ہیں۔

معلمین مکہ کی مدینہ منورہ روانگی:

ہجرت سے قبل ہی مدینہ منورہ میں قرآن و فقہ کی تعلیم کا آغاز ہو چکا تھا، چنانچہ انصارِ مدینہ جب موسم حج میں آکر مسلمان ہوئے تو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے قاری و معلم مانگا، رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو روانہ کیا اور بعد میں خط لکھ کر ہدایات دیں، جن میں سے ایک ہدایت یہ بھی تھی:

«أَنْ يقرئهم القرآن ويفقههم»

”تمہارا کام ان کو قرآن پڑھانا اور فقہی احکام بتانا اور فقہ بنانا ہے۔“

اسی طرح حضور ﷺ نے ان کے بعد حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کو بھی مدینہ منورہ

تعلیم کے لیے بھیجا۔

## اشاریہ

فہرست آیات قرآنیہ ..... ۱۷۲

فہرست احادیث مبارکہ ..... ۱۷۵

فہرست اسمائے اماکن ..... ۱۷۷

فہرست اعلام ..... ۱۸۱

## آیات قرآنیہ

- أَدْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ ..... ۱۲۹، ۷۷۔
- إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ..... ۱۶۸۔
- أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ..... ۵۵۔
- الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ هُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ..... ۲۴۔
- الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ ..... ۱۲۶، ۹۸۔
- الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ ..... ۱۶۔
- الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ ..... ۲۹، ۱۷۔
- أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ..... ۵۳۔
- أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى ..... ۶۱، ۵۲، ۴۰۔
- أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ ..... ۵۵۔
- أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ ..... ۵۷۔
- أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ ..... ۵۵۔
- أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ..... ۵۴۔
- إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ..... ۲۵۔
- تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ..... ۵۹۔
- ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ..... ۵۷۔
- رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ..... ۵۳۔

- فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ.....۱۶۵۔
- فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ.....۱۶۹۔
- فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ.....۱۰۴۔
- قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ.....۱۷۔
- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.....۲۵۔
- لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ.....۵۸۔
- مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا.....۳۰۔
- وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ.....۶۳۔
- وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوُوا وَنَصَرُوا.....۵۴۔
- وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا.....۵۲۔
- وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ.....۵۶۔
- وَأَنْ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا.....۱۶۔
- وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.....۵۵۔
- وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ.....۵۵۔
- وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ.....۶۲، ۶۴۔
- وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا.....۶۰۔
- وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا.....۱۹، ۱۴۲۔

- وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ.....۵۶۔
- وَمَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ.....۲۳۔
- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ.....۸۱۔
- وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ.....۱۳۷۔
- وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُضْلِهِ جَهَنَّمَ.....۶۳۔
- يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ.....۲۲۔
- يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ.....۶۰۔

## احادیث مبارکہ

- ارجع فصل فإنك لم تصل.....۲۷۔
- ارم فداك أبي وأمي.....۷۹۔
- أقصر الصلاة أم نسيت يا رسول الله.....۳۹۔
- اللهم سدد سهمه وأجب دعوته.....۷۸۔
- الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضى رسول الله.....۲۹۔
- السلام عليكم ورحمة الله وبركاته.....۱۶۶۔
- إنا أمة أمية لا نكتب ولا نحسب.....۲۳۔
- أن يقرئهم القرآن ويفقههم.....۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷۔
- أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى.....۹۱۔
- صلوا كما رأيتموني أصلي.....۲۶۔
- فلما صلى رسول الله ﷺ فبأبي هو وأمي ما رأيت معلما قبله.....۴۷۔
- قتلنا سيد الخزرج سعد بن عبادہ.....۱۶۷۔
- قد رضيت لكم أحد هذين الرجلين يعني: عمر وأبو عبيدة.....۸۹۔
- لا يصلين أحد العصر إلا في بني قريظة.....۲۸۔
- لكل أمة أمين، وأمين هذه الأمة أبو عبيدة بن الجراح.....۸۸۔
- لو كان بعدي نبي لكان عمر.....۹۴۔
- ما قبض نبي قط حتى يصلي خلف رجل صالح.....۸۶۔
- من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين.....۳۸۔



- نضر الله امرأ سمع مقالتي فوعاها وحفظها وبلغها..... ۳۸۔  
والذي بعثك بالحق فما أحسن غيره فعلمني..... ۲۷۔  
والله لا برحت لك إلا عدوا..... ۱۳۸۔  
اليوم أوجب طلحة..... ۸۳۔  
اليوم يوم المرحمة..... ۱۶۷۔  
اليوم يوم الملحمة..... ۱۶۷۔

## اسمائے اماکن

ابلہ.....۱۲۲۔

اجنادین.....۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۲۲، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۶۔

احد.....۴۸، ۵۰، ۶۶، ۶۹، ۷۱، ۷۳، ۷۶، ۷۸، ۸۰، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۸،

۸۹، ۹۳، ۹۷، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۲، ۱۲۵، ۱۳۷، ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۵۹،

۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۴، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹۔

اردن.....۸۹۔

افریقہ.....۱۴۲۔

اقصى.....۱۵۰۔

ایشاء.....۱۴۲۔

بحرین.....۱۳۵۔

بدر.....۶۵، ۶۶، ۶۹، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۵، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۴، ۸۵، ۸۶،

۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۵، ۹۶، ۹۹، ۱۰۳، ۱۰۹، ۱۱۲، ۱۱۵، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۲۸،

۱۲۹، ۱۳۵، ۱۳۷، ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۶،

۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹۔

بصرہ.....۱۲۲، ۱۳۰۔

بقع.....۷۹، ۸۲، ۹۱، ۱۶۲۔

بیر معونہ.....۸۵، ۱۶۹۔

بیر مبنہ.....۱۶۷۔

ریزہ.....۱۷۱

رجیع..... ۷۳۔

شام..... ۷۹، ۸۲، ۸۹، ۹۵، ۱۵۱، ۱۵۷، ۱۶۲، ۱۶۷۔

شعب ابی طالب..... ۱۳۶، ۱۴۷۔

صفا..... ۱۸، ۶۵۔

صفین..... ۹۲، ۱۵۹۔

صریف الاقلام..... ۱۵۱۔

طائف..... ۱۲۴، ۱۴۷، ۱۵۰۔

عقین..... ۷۹۔

عراق..... ۱۲۷۔

عمین التمر..... ۱۲۳۔

غار ثور..... ۸۵۔

فارس..... ۷۹۔

فلسطین..... ۱۵۷۔

قادسیہ..... ۷۹، ۱۲۴۔

قباء..... ۸۰، ۹۲، ۱۰۰۔

کعبہ..... ۱۳۶، ۱۴۹، ۱۶۳۔

کوفہ..... ۷۵، ۸۸، ۱۳۸۔

مدینہ..... ۵۲، ۵۳، ۶۵، ۶۶، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۶، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲،

۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۹۰، ۹۲، ۹۳، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۴، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۲،

۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰،

۱۳۳، ۱۳۸، ۱۴۲، ۱۴۶، ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۷، ۱۷۰۔

مرج الصفر..... ۱۱۷۔

مرتبیع..... ۱۲۷، ۱۲۸۔

مصر..... ۱۱۹۔

مکہ..... ۲۱، ۵۳، ۶۵، ۶۶، ۷۲، ۷۴، ۷۸، ۸۱، ۸۲، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۹۳، ۹۵، ۱۰۰، ۱۰۶،

۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۳،

۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۲، ۱۵۱، ۱۵۴، ۱۵۶، ۱۵۸، ۱۶۰، ۱۶۲۔

موتہ..... ۷۰، ۷۷، ۱۳۰، ۱۶۷، ۱۶۸۔

میشان..... ۱۳۰۔

نجران..... ۸۹۔

یرموک..... ۹۵، ۹۶، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۰، ۱۲۵، ۱۳۰، ۱۳۱۔

یمامہ..... ۷۲، ۷۷، ۸۰، ۸۴، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۶، ۱۵۵۔

یمن..... ۲۹، ۷۴، ۱۰۴، ۱۳۹۔

## ۱ علام

### (الف)

- ابان بن سعید (۱۳/۱۴/۱۵ھ)..... ۱۳۵۔  
 ابراہیم علیہ السلام..... ۱۵۱۔  
 ابراہیم بن حارث..... ۱۱۳۔  
 ابراہیم بن محمد رضی اللہ عنہ (۸ھ)..... ۱۰۲۔  
 ابراہیم نخعی (۹۵/۹۶ھ)..... ۳۴۔  
 ابن الاثیر: عزالدین علی بن محمد (۶۳۰ھ)..... ۱۵۸۔  
 ابن اسحاق: محمد بن اسحاق (۱۵۱ھ)..... ۸۹، ۷۸، ۱۱۲، ۱۱۶، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۳۵، ۱۳۶،  
 ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰۔  
 ابن جریج: عبدالملک بن عبدالعزیز (۱۵۳ھ)..... ۳۶۔  
 ابن حجر: احمد بن علی عسقلانی (۸۵۲ھ)..... ۱۱۴۔  
 ابن سعد: محمد بن سعد (۲۳۰ھ)..... ۱۲۸، ۱۱۴۔  
 ابن شہاب زہری: محمد بن مسلم بن شہاب زہری (۱۲۴ھ، ۷۴۲ء)..... ۱۲۲۔  
 ابن عبدالبر: ابو عمر یوسف بن عبدالبر (۴۶۳ھ)..... ۱۱۴، ۱۳۰۔  
 ابن عقبہ: موسیٰ بن عقبہ (۱۴۱ھ)..... ۸۹، ۱۳۸۔  
 ابن الغیطلہ: حارث بن قیس..... ۹۸، ۱۳۶۔  
 ابن کلبی: ہشام بن محمد بن سائب کلبی..... ۹۸، ۱۲۷۔  
 ابن مسعود: عبداللہ بن مسعود..... ۹۴، ۱۰۸۔

ابو احمد بن جحش: عبد بن جحش بن ریاب (بعد ۲۰ھ)..... ۸۷، ۶۵۔

ابو ارقم: عبد مناف..... ۶۵۔

ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ الشاطبی (۷۹۰ھ)..... ۱۷۔

ابو ایوب انصاری: خالد بن یزید (۵۱ھ)..... ۱۵۷، ۸۲۔

ابو بکر صدیق (۱۳ھ/۶۳۳ء)..... ۸۲، ۷۷، ۷۶، ۷۴، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۵۰، ۳۳۔

۸۵، ۸۹، ۹۳، ۱۰۰، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۲۰، ۱۲۴، ۱۳۰، ۱۳۰، ۱۵۲، ۱۵۵، ۱۶۲، ۱۶۷۔

ابو بکر مسلم بن شہاب زہری..... ۳۵۔

ابو بکرہ: نفیع بن حارث (۵۱ھ/۵۲ھ)..... ۳۳۔

ابو جعفر: محمد بن علی (۱۱۳ھ/۱۱۸ھ)..... ۳۵۔

ابو جہل: عمرو بن ہشام (۲ھ/۶۲۴ء)..... ۱۴۸، ۱۴۳، ۱۱۷، ۱۰۵، ۸۸، ۷۳، ۷۲، ۶۶۔

۱۵۹، ۱۵۵۔

ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ عیشی (۱۲ھ/۶۳۳ء)..... ۱۰۷، ۱۰۵، ۷۲۔

ابو حذیفہ بن مغیرہ..... ۱۰۴۔

ابو حنیفہ: نعمان بن ثابت (۱۵۰ھ)..... ۴۳، ۴۲، ۴۰، ۳۵۔

ابو الحکم بن احنس بن شریف ثقفی..... ۱۵۶، ۸۸۔

ابو دجانہ: سماک بن خرشہ (۱۲ھ)..... ۱۲۲۔

ابو الدرداء: عویہ (۳۱ھ/۳۲ھ)..... ۱۵۷، ۳۳۔

ابو ذر غفاری: جندب بن جنادہ (۳۲ھ)..... ۳۳۔

ابو الروم بن عمیر بن ہاشم..... ۱۳۷۔

ابو رویحہ خثعمی: عبید اللہ بن عبد الرحمن..... ۶۶۔

ابو محمد عبد الله بن عبد الرحمن (٢٥٥هـ)..... ٣٤-



- ابو مرثد غنوی: کناز بن حصن (۵۴)..... ۱۵۷۔
- ابو مسکین: جعفر بن ابی طالب..... ۷۰۔
- ابو مصعب مدنی: أحمد بن القاسم (۲۲۰ھ)..... ۳۷۔
- ابو معشر: نجیح بن عبدالرحمن (۱۰۰ھ)..... ۱۳۹، ۱۴۰۔
- ابو موسیٰ اشعری: عبداللہ بن قیس الیمانی (۴۴/۵۱ھ)..... ۳۳-۱۳۸-۱۳۹۔
- ابو ہالہ ہند بن زرارة بن نباش..... ۱۰۲۔
- ابو ہریرہ: عبدالرحمن (۵۷/۵۹ھ)..... ۲۷، ۳۴۔
- ابو الہیثم بن التیہان: مالک بن تیہان بن مالک (۲۰/۲۱/۳۷ھ)..... ۱۵۹، ۱۶۱۔
- ابو یوسف: یعقوب بن ابراہیم (۱۸۶ھ)..... ۴۲۔
- ابی بن کعب (۳۰ھ)..... ۳۳، ۱۵۷، ۱۶۵۔
- احمد بن حنبل (۲۴۱ھ)..... ۳۷۔
- احمد بن منیع (۲۴۴ھ)..... ۳۷۔
- احیمہ بن سعید بن عاص..... ۱۳۵۔
- ادریس علیہ السلام..... ۱۵۱۔
- آدم علیہ السلام..... ۱۵۱۔
- ارقم بن ابی الارقم (۵۳/۵۵ھ)..... ۱۸، ۲۱، ۶۵، ۹۷۔
- اروی بنت عبدالمطلب..... ۱۱۸۔
- اسامہ بن اعمور..... ۱۶۸۔
- اسامہ بن زید (۵۳/۵۸/۵۹ھ)..... ۷۷۔
- اسحاق بن راہویہ (۲۳۸ھ)..... ۳۷۔

- اسعد بن زرارہ (اھ)..... ۸۲، ۱۵۴، ۱۶۱۔
- اسماء بنت ابی بکر صدیق (۷۳ھ)..... ۱۰۰۔
- اسماء بنت حارث: والدہ حاطب بن عمرو عامری..... ۷۱۔
- اسماء بنت سلامہ تمیمہ..... ۱۰۱۔
- اسماء بنت عمیس..... ۱۰۱، ۱۲۷۔
- اسماء بنت مخربہ: والدہ عیاش بن ابی ربیعہ..... ۹۶۔
- اسود بن سعید بن زید..... ۷۹۔
- اسود بن عبد یغوث..... ۱۲۸۔
- اسود بن نوفل..... ۱۱۱۔
- اسید بن حفیر (۲۰ھ/۲۱ھ)..... ۳۳، ۱۵۹، ۱۶۱، ۱۶۲۔
- اصغ بن عمرو..... ۸۶۔
- ام ایمن: برکتہ بنت ثعلبہ (۲۳ھ)..... ۷۷۔
- ام جمیل: فاطمہ بنت خطاب..... ۶۸۔
- ام جمیل: فاطمہ بنت مجلل عامریہ..... ۱۲۷۔
- ام حبیبہ بنت ابی سفیان (۴۴ھ)..... ۸۷، ۱۰۹۔
- ام حبیب بنت عاص..... ۱۰۶۔
- ام حرمہ بنت عبدالاسد بن جذیمہ..... ۱۳۴۔
- ام حرمہ بنت عبدالاسد خزاعیہ: خولہ..... ۱۱۳۔
- ام حرمہ بنت ہشام بن مغیرہ..... ۱۳۰۔
- ام حکیم بنت حارث..... ۷۵۔

- ام حکیم فاختہ بنت زہیر..... ۱۳۶۔
- ام خباب بنت عبد یلیل..... ۷۴۔
- ام الخیر سلمیٰ بنت صخر..... ۶۷۔
- ام سلمہ بنت ابی امیہ: ہند (۶۱/۶۲)..... ۱۱۱، ۱۰۸، ۱۰۴، ۸۰، ۴۶.....
- ام سلیم بنت ملحان: رمیثہ..... ۴۶۔
- ام صفوان فاطمہ بنت صفوان کنانہیہ..... ۷۲۔
- ام عبد اللہ: والدہ رملہ بنت ابی عوف..... ۱۰۳۔
- ام عبد بنت عبد ود بن سوی..... ۱۲۲۔
- ام عبیس..... ۱۰۵۔
- ام عمیس..... ۶۹۔
- ام کلثوم بنت سہیل بن عمر..... ۱۴۱، ۷۸۔
- ام ہانی: ہند..... ۱۵۰۔
- ام یعقوب الاسدیہ..... ۳۰۔
- امہ بنت خالد بن سعید بن عاص..... ۱۳۲، ۷۴۔
- امہ بنت طلحہ بن عبد اللہ..... ۱۰۱۔
- امیمہ بنت حارث: والدہ حضرت ارقم..... ۶۵۔
- امیمہ بنت عبد المطلب بن ہاشم..... ۸۷، ۶۵۔
- امیمہ بنت غنم بن جابر..... ۱۱۹۔
- امیمہ/ہمیمہ/امینہ بنت خلف خزاعیہ..... ۱۳۲، ۱۰۱، ۷۴۔
- امیہ بن خلف (۵۲)..... ۱۴۰، ۶۶۔

انس بن مالک (۹۳ھ، ۹۱ھ)..... ۳۳۔

ایاس بن ابی بکیر بن عبد یالیل لیشی (۳۴ھ)..... ۶۶، ۷۳، ۸۴۔

## (ب)

بخاری: محمد بن اسماعیل (۲۵۶ھ)..... ۴۰۔

براء بن معرور (ہجرت کے ایک ماہ بعد)..... ۹۹، ۱۶۳، ۱۶۸۔

برکہ بنت یسار ازدی..... ۱۲۶، ۱۳۲۔

برہ بنت عبد المطلب..... ۷۸، ۸۰۔

بشر بن براء بن معرور..... ۹۹۔

بشر بن حارث..... ۹۸، ۱۱۲، ۱۳۶۔

بکیرہ بنت عبد یزید: والدہ مطلب بن ازہر بن عبد غوث..... ۹۸، ۱۳۸۔

بلاذری: احمد بن یحییٰ بن جابر (۲۷۹ھ)..... ۱۳۹۔

بلال بن رباح (۲۰ھ، ۶۴۱ء)..... ۶۶، ۶۹۔

بنت مسعود بن رباب..... ۱۲۰۔

بہنانہ بنت صفوان..... ۱۲۱۔

بیضاء، والدہ سہیل بن بیضاء..... ۸۱۔

## (ت)

ترمذی: ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (۲۷۹ھ)..... ۲۹، ۳۰، ۳۲، ۳۳، ۳۷، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳،

۴۵، ۷۱، ۷۷۔

تماضر بنت اصغ..... ۸۶۔

تمیم بن حارث (۱۳ھ)..... ۱۳۶۔

تمیمہ: والدہ عبداللہ بن حذافہ..... ۱۱۹۔

تمیمہ بنت حارثان..... ۱۲۶۔

تھامس آرنلڈ..... ۱۰۲، ۹۷، ۲۱۔

### (ث)

ثابت بن قیس بن شماس (۱۱ھ)..... ۸۴۔

ثعلبہ بن حاطب انصاری..... ۱۲۸۔

ثمامہ بن اثمال..... ۸۰۔

ثوبیہ: جاریہ ابولہب (۷۷ھ)..... ۷۲۔

### (ج)

جابر بن عبداللہ بن عمرو انصاری (۷۷ھ)..... ۱۶۹، ۱۶۸، ۳۳۔

جابر بن زید (۹۳ھ)..... ۳۴۔

جابر بن سفیان..... ۱۱۲۔

جابر بن عبداللہ بن رباب انصاری..... ۱۵۶، ۱۵۴۔

جاریہ بنت عمرو بن مؤمل..... ۱۰۱، ۶۹۔

جبار بن سلمی کلابی..... ۸۵۔

جبار بن صخر (۳۰ھ)..... ۱۲۹۔

جبیر بن مطعم بن عدی (۵۷ھ)..... ۷۳۔

جعفر بن ابی طالب (۸ھ)..... ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۹، ۱۱۰، ۱۰۱، ۷۰۔

جعفر بن محمد صادق (۱۴۸ھ)..... ۳۵۔

جعفر طیار..... ۱۲۶، ۷۷۔

جنادہ بن سفیان..... ۱۱۲۔

جندب بن جنادہ، ابو ذر..... ۷۱۔

جہم بن قیس..... ۱۱۳۔

جہم بن عبد..... ۱۲۳۔

جہم بن عبد قیس..... ۱۱۵۔

جہیم..... ۱۱۳۔

## (ج)

حارث بن اوس..... ۸۵۔

حارث بن حارث (۱۳ھ)..... ۱۳۶، ۱۱۲۔

حارث بن حاطب..... ۱۳۶، ۷۱۔

حارث بن خالد..... ۱۱۳۔

حارث بن صمہ (۴ھ)..... ۸۲۔

حارث بن قیس بن لقیط..... ۱۱۴، ۱۱۲۔

حارث بن کلدہ (۹ھ)..... ۶۹۔

حاطب بن ابی بلتعہ..... ۱۵۸۔

حاطب بن حارث..... ۷۵۔

حاطب بن حارث بن قیس بن عدی..... ۱۱۴، ۹۸۔

حاطب بن حارث بن معمر..... ۱۳۷، ۱۲۷، ۱۱۰، ۱۰۶، ۷۱۔

- حاطب بن عمرو بن عامری..... ۷۱، ۷۰، ۷۱، ۱۰، ۱۱۔
- حبیب بن عمرو بن عمیر..... ۱۴۹۔
- حجاج بن حارث (۱۵ھ)..... ۱۱۴۔
- حذیفہ بن یمان (۳۶ھ)..... ۹۲۔
- حرثان بن حبیب بن سواہ..... ۹۸۔
- حرملہ بنت عبدالاسود..... ۱۳۲۔
- حسان بن ثابت..... ۱۶۸۔
- حسن بصری (۱۱۰ھ)..... ۳۵، ۳۱۔
- حسنہ ام شرییل..... ۱۳۲۔
- حسنہ: والدہ جابر بن سفیان..... ۱۱۶، ۱۱۲۔
- حسین احمد مدنی (۱۳۷۷ھ)..... ۵۲۔
- حصین بن حارث بن مطلب..... ۹۰۔
- حضیر: والد اسید..... ۱۶۱۔
- حکم بن سعید..... ۱۳۵۔
- حکیم بن حزام بن خویلد..... ۷۶۔
- حماد بن ابی سلیمان (۱۲۰ھ)..... ۳۵۔
- حمزہ بن عبدالمطلب (۳ھ)..... ۷۲، ۷۳، ۸۸، ۱۱۸، ۱۴۶۔
- حننہ بنت سفیان بن امیہ..... ۸۴، ۹۵۔
- حنتمہ بنت ہاشم..... ۹۳۔

## (خ)

- خارجہ بن ابی زید (۳ھ)..... ۱۶۵۔  
 خالد بن ابی بکیر بن عبد یاسیل لیشی (۳۴ھ)..... ۸۴، ۷۳، ۶۶۔  
 خالد بن حزام..... ۱۳۶۔  
 خالد بن سعید بن عاص (۱۴ھ)..... ۱۳۵، ۱۳۲، ۱۲۴، ۱۱۴، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۱، ۷۴۔  
 خالد بن سفیان..... ۱۱۴۔  
 خباب بن ارت..... ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۲۱، ۷۵۔  
 خدیجہ بنت خویلد (۱۰ نبوی)..... ۱۴۷، ۱۱۶، ۱۱۱، ۱۰۳، ۱۰۲، ۷۶۔  
 خزیمہ بن جہم..... ۱۲۳، ۱۱۵، ۱۱۳۔  
 خزیمہ بنت جہم..... ۱۳۳۔  
 خطاب بن حارث (۹ھ)..... ۱۳۷، ۱۰۶، ۷۵۔  
 خنیس بن حذافہ سہمی (۳ھ)..... ۱۱۰، ۷۶۔  
 خولہ بنت حکیم بن امیہ سلمیہ..... ۷۷۔  
 خویلد بن نوفل..... ۸۲۔  
 خیشمہ بن حارث (۳ھ)..... ۱۶۴۔

## (د)

- داود ظاہری (۲۷۰ھ)..... ۴۳۔  
 درہ بنت ابی سلمہ بن عبد الاسد مخزومی..... ۸۰۔



(ذ)

ذکوان بن عبد قیس (۳ھ)..... ۱۵۶۔

ذوالیدین: خرباق (۲ھ)..... ۳۹، ۳۸۔

ذہبی: محمد بن احمد بن عثمان (۴۸ھ)..... ۶۴۔

(ر)

رافع بن خدیج (۴۴ھ)..... ۳۳۔

رافع بن مالک (۳ھ)..... ۱۶۱، ۱۵۸، ۱۵۴۔

رباب بنت قیس..... ۱۶۸۔

رباب بنت نعمان بن امرؤ القیس..... ۱۶۳۔

ربیعہ بن ابی عبد الرحمن رائے..... ۳۵۔

رفاعہ بن منذر..... ۶۶۔

رقیہ بنت رسول اللہ (۲ھ)..... ۱۱۱، ۱۰۸، ۱۰۳، ۹۰۔

رملہ بنت ابی عوف..... ۱۳۸، ۱۱۱، ۱۰۳، ۹۸۔

رجیمہ: والدہ جہم بن قیس..... ۱۱۳۔

ریطہ بنت حارث..... ۱۳۳، ۱۱۳۔

(ز)

زبیر..... ۷۸۔

زبیر بن عوام (۶۳ھ)..... ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۱۰، ۱۰۷، ۱۰۰، ۸۷، ۸۲، ۷۹، ۷۶، ۶۷، ۵۰۔

زنیرہ رومیہ..... ۱۰۳، ۶۹۔

سعد بن سہم.....۱۲۵۔

- سعد بن عبادہ (۱۵ھ)..... ۱۶۶۔
- سعد بن معاذ (۵ھ)..... ۱۶۶، ۱۶۲، ۱۶۱، ۹۵۔
- سعدی بنت ثعلبہ..... ۷۶۔
- سعید بن جبیر (۹۵ھ)..... ۳۴۔
- سعید بن حارث (۱۵ھ)..... ۱۳۶، ۱۱۵۔
- سعید بن خالد..... ۱۳۲، ۱۰۱، ۷۴۔
- سعید بن زید بن عمرو (۵۱، ۵۰ھ)..... ۱۵۵، ۱۳۳، ۱۰۶، ۸۲، ۷۹۔
- سعید بن سعید..... ۱۳۵۔
- سعید بن سہم..... ۱۲۵۔
- سعید بن عاص..... ۱۳۵، ۷۴۔
- سعید بن عبد قیس / بن عبید بن قیس..... ۱۱۶۔
- سعید بن عمرو (۱۳ھ)..... ۱۱۶۔
- سعید بن قیس..... ۱۱۴۔
- سعید بن مسیب (۹۴ھ)..... ۳۴۔
- سفیان انصاری زرقی..... ۱۱۲۔
- سفیان بن سعید ثوری (۱۸۰ھ)..... ۴۳، ۴۲، ۴۰، ۳۶۔
- سفیان بن عبد شمس..... ۱۶۸۔
- سفیان بن عیینہ (۱۹۸ھ)..... ۳۶۔
- سفیان بن معمر..... ۱۱۶، ۱۱۲۔
- سکران بن عمرو..... ۱۳۳، ۱۱۶۔

- سلام بن ابی مطیع (۵۷۱ھ)..... ۳۶۔  
 سلمہ بن ہشام (۱۴ھ)..... ۱۱۷۔  
 سلمہ بنت ابی سلمہ..... ۸۰۔  
 سلمہ بن سلامہ بن وقش..... ۷۸۔  
 سلمیٰ بنت عامر..... ۱۲۵۔  
 سلیط بن عمر بن عبد شمس (۱۲ھ)..... ۸۰، ۱۱۰، ۱۳۴۔  
 سمیہ بنت خیاط..... ۹۲، ۱۰۴، ۱۰۵۔  
 سہلہ بنت سہیل..... ۷۲، ۱۰۵، ۱۰۸، ۱۱۱۔  
 سہیل بن بیضاء (۹ھ)..... ۸۱، ۱۰۷، ۱۱۰۔  
 سودہ بنت زمعہ (۵۴ھ)..... ۱۱۶، ۱۲۶، ۱۳۳۔  
 سوہب بن سعد حرملہ..... ۱۱۷۔

### (ش)

- شافعی: محمد بن ادريس (۲۰۴ھ)..... ۳۰، ۳۷۔  
 شرجیل بن حسنہ (۱۱ھ)..... ۱۱۲، ۱۱۷، ۱۳۲۔  
 شریح..... ۳۴۔  
 شفاء بنت عوف..... ۸۶۔  
 شماس بن عثمان (۵۳ھ)..... ۱۱۸۔  
 شموش بنت قیس..... ۱۳۳۔  
 شیبہ بن ربیعہ (۲ھ)..... ۹۰۔

## (ص)

- صدیق، ابو بکر..... ۱۵۲۔  
 صعبہ بنت عبد اللہ حضرمیہ..... ۸۲۔  
 صفوان بن امیہ..... ۱۴۰۔  
 صفیہ بنت ربیعہ بن عبد شمس..... ۱۱۸۔  
 صفیہ بنت عبد المطلب (۲۰ھ)..... ۷۶۔  
 صفیہ بنت مغیرہ بن عبد اللہ..... ۱۲۴۔  
 صہیب بن سنان (۳۸/۳۹ھ)..... ۹۲، ۸۱۔

## (ض)

- ضباعہ بنت زبیر بن عبد المطلب..... ۱۲۹۔  
 ضباعہ بنت عمر..... ۱۱۷۔  
 ضعیفہ بنت حذیم بن سعید..... ۷۶۔

## (ط)

- طاووس، (۱۰۶ھ)..... ۳۵۔  
 طبری: ابو جعفر محمد بن جریر (۳۱۰ھ)..... ۱۳۲، ۱۲۸، ۱۱۴۔  
 طعیمہ بن عدی..... ۱۶۴۔  
 طفیل بن حارث (۳۲/۳۳ھ)..... ۹۰۔  
 طفیل بن عبد اللہ..... ۸۵۔  
 طلحہ بن عبد اللہ..... ۱۰۱۔

طلحہ بن عبید اللہ (۳۶ھ)..... ۸۲۔

طلیب بن ازہر..... ۱۳۸، ۹۸۔

طلیب بن عمیر..... ۱۶۹، ۱۱۸۔

(ظ)

ظبیہ بنت وہب..... ۱۳۸۔

(ع)

عاتکہ بنت اسعد..... ۱۳۴۔

عاتکہ بنت خالد..... ۱۲۳۔

عاتکہ بنت زید..... ۷۹۔

عاتکہ بنت عامر..... ۱۰۴۔

عاص بن سعید بن عاص..... ۱۳۵۔

عاصم بن ثابت بن ابوالاح (۴)..... ۸۷۔

عاقل بن ابی بکیر (۲ھ)..... ۸۳، ۷۳، ۶۶۔

عامر بن ابی بکیر (۱۲ھ)..... ۸۴، ۷۳۔

عامر بن ابی وقاص..... ۱۱۹، ۸۴۔

عامر بن ربیعہ غنزی (۳۵ھ)..... ۱۱۰، ۱۰۷، ۱۰۶، ۸۴۔

عامر بن شراحیل شعبی (۱۰۴ھ)..... ۳۵۔

عامر بن طفیل..... ۸۵۔

عامر بن عبد اللہ: ابو عبیدہ بن جراح..... ۱۱۹، ۸۸۔

- عامر بن نفیرہ (۴ھ)..... ۸۵، ۶۹۔
- عائشہ بنت ابی بکر (۵۷ھ)..... ۱۶۲، ۱۰۰، ۸۵، ۶۹، ۳۳۔
- عائشہ بنت حارث..... ۱۱۳۔
- عامر بن معص زرقی انصاری (۴ھ)..... ۱۱۷۔
- عباد بن بشیر..... ۱۶۲، ۷۲۔
- عباد بن عوام (۱۸۱ھ)..... ۳۶۔
- عبادہ بن صامت (۳۴ھ)..... ۱۶۱، ۱۵۷، ۳۳۔
- عباس بن عبادہ بن نضلہ (۳ھ)..... ۱۵۸۔
- عباس بن عبدالمطلب (۱۲ھ)..... ۱۶۱۔
- عبدالرحمن بن ابی الزناد (۱۷۴ھ)..... ۱۳۷۔
- عبدالرحمن بن سعید بن زید..... ۷۹۔
- عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی (۸۸ھ-۱۵۷ھ)..... ۳۶۔
- عبدالرحمن بن عوف (۳۲ھ)..... ۱۶۳، ۱۱۱، ۱۰۷، ۸۷، ۸۶، ۶۷۔
- عبدالرحمن بن ماجم..... ۹۱۔
- عبدالرحمن بن مہدی (۱۹۸ھ)..... ۳۶۔
- عبداللہ بن ابوبکر (۸۱ھ)..... ۱۰۰۔
- عبداللہ بن ام مکتوم (۱۵ھ)..... ۱۷۰، ۱۴۶۔
- عبداللہ بن جحش (۳ھ)..... ۱۱۱، ۹۹، ۸۷، ۷۳، ۶۵۔
- عبداللہ بن جدعان..... ۸۱، ۷۲۔
- عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب (۸۰ھ)..... ۱۲۷، ۷۰۔

- عبداللہ بن حارث (۱۲ھ)..... ۱۲۰۔
- عبداللہ بن حذافہ..... ۱۱۹۔
- عبداللہ بن خلف..... ۱۳۲۔
- عبداللہ بن ربیعہ..... ۱۴۱۔
- عبداللہ بن رواحہ (۸ھ)..... ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶۔
- عبداللہ بن زبیر (۷۳ھ)..... ۱۰۰، ۳۳۔
- عبداللہ بن زبیر حمیدی (۲۱۹، ۲۲۰ھ)..... ۳۷۔
- عبداللہ بن سفیان (۱۳ھ)..... ۱۲۰۔
- عبداللہ بن سلمہ عجلائی (۳ھ)..... ۱۲۱، ۱۱۸، ۱۱۷، ۹۰۔
- عبداللہ بن سہیل (۱۲ھ)..... ۱۲۰۔
- عبداللہ بن شہاب..... ۱۲۰۔
- عبداللہ بن عباس (۶۸ھ)..... ۳۴۔
- عبداللہ بن عرفطہ..... ۱۲۱۔
- عبداللہ بن عمر (۷۴ھ)..... ۱۲۹، ۳۴۔
- عبداللہ بن عمرو (۵۳ھ)..... ۱۶۳۔
- عبداللہ بن عمرو بن عاص (۶۵ھ)..... ۳۴۔
- عبداللہ بن عمرو بن حرام انصاری..... ۱۶۹، ۱۶۸۔
- عبداللہ بن عیاش..... ۱۰۱، ۹۶۔
- عبداللہ بن مبارک (۱۹۴ھ)..... ۳۶۔
- عبداللہ بن قیس..... ۱۳۸۔



- عبداللہ بن مخرمہ (۱۲ھ)..... ۱۲۱۔
- عبداللہ بن مسعود (۳۳، ۳۲ھ)..... ۱۲۲، ۱۰۷، ۹۳، ۸۸، ۳۴، ۳۱، ۳۰۔
- عبداللہ بن مطاع بن عبداللہ..... ۱۱۷۔
- عبداللہ بن مطلب..... ۹۸۔
- عبداللہ بن مظعون (۳۰ھ)..... ۱۲۱۔
- عبداللہ بن یاسر..... ۱۰۵۔
- عبداللہ: ابوقیس بن حارث..... ۱۲۵۔
- عبد بن جحش..... ۶۵۔
- عبدالمطلب: جد امجد..... ۱۲۸۔
- عبدالمطلب بن ربیعہ..... ۱۲۷۔
- عبدالملک بن مروان (۸۶ھ)..... ۱۲۷۔
- عبد یالیل بن عمرو بن عمیر..... ۱۳۹۔
- عبید بن تہان (۳ھ)..... ۹۶۔
- عبیدہ بن حارث (۱۲۰ھ)..... ۸۹، ۷۹، ۶۶۔
- عبیدہ بن سعید بن عاص..... ۱۳۵۔
- عتبہ بن ربیعہ (۲ھ)..... ۱۵۰، ۹۰، ۶۸۔
- عتبہ بن غزوہ (۱۸ھ)..... ۱۲۱۔
- عتبہ بن مسعود ہذلی..... ۱۲۲۔
- عتیق بن عائد..... ۱۰۲۔
- عثمان بن ربیعہ..... ۱۳۹۔

- عثمان بن طلحہ (۴۲ھ)..... ۹۶۔
- عثمان بن عبد غنم..... ۱۲۲۔
- عثمان بن عبید اللہ..... ۸۲۔
- عثمان بن عفان (۳۶ھ)..... ۱۰۷، ۱۰۳، ۹۳، ۹۰، ۸۷، ۸۵، ۷۸، ۷۱، ۶۷، ۵۰، ۳۳.....
- ۱۱۱، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۵، ۱۳۵، ۱۳۹، ۱۵۶، ۱۵۹۔
- عثمان بن مظعون (۲ھ)..... ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۱۱، ۱۰۸، ۹۰۔
- عداس نصرانی..... ۱۵۰۔
- عدی بن نضلہ..... ۱۲۲۔
- عروہ بن ابی اثاثہ..... ۱۲۳۔
- عطاء بن ابی رباح (۱۱۵ھ)..... ۳۵۔
- عفراء بنت عبید بن ثعلبہ..... ۱۵۸، ۱۵۵۔
- عقبہ بن ابی معیط (۲ھ)..... ۱۴۹، ۱۴۸۔
- عقبہ بن عامر (۱۲ھ)..... ۱۵۵۔
- علاء بن حضرمی..... ۱۳۵۔
- علی بن ابی طالب (۴۰ھ)..... ۱۵۹، ۱۳۵، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۸۳، ۷۵، ۷۰، ۴۲، ۳۳۔
- علی بن حسین (۹۲ھ/۹۳ھ)..... ۳۴۔
- عمار بن یاسر (۳۷ھ)..... ۱۱۱، ۱۰۵، ۹۲، ۸۱، ۳۴۔
- عمر بن (ام سلمہ)..... ۸۰۔
- عمر بن خطاب (۲۳ھ)..... ۹۳، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۳، ۸۲، ۷۹، ۷۵، ۷۴، ۴۱، ۳۳۔
- ۹۴، ۹۹، ۱۰۱، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۷، ۱۲۲، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۹، ۱۴۳، ۱۴۴۔

۱۳۵، ۱۳۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۲، ۱۶۷۔

عمر بن عبدالعزیز (۱۰۱ھ)..... ۳۴۔

عمر بن ہارون (۱۹۶ھ/۱۹۸ھ)..... ۳۶۔

عمران بن حصین (۵۲ھ)..... ۳۴۔

عمرو بن ابی سرح (۳۰ھ)..... ۱۲۴۔

عمرو بن امیہ..... ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۳، ۱۲۳۔

عمرو بن جموح (۳ھ)..... ۱۶۸۔

عمرو بن جہم..... ۱۱۳، ۱۲۳۔

عمرو بن حارث..... ۱۲۳۔

عمرو بن رباب..... ۱۲۳۔

عمرو بن سعید (۱۳ھ)..... ۱۲۴، ۱۳۵۔

عمرو بن عاص: سفیر قریش (۴۳ھ)..... ۱۴۱۔

عمرو بن عاص بن وائل..... ۱۳۰، ۱۳۱۔

عمرو بن عبدود..... ۹۵، ۱۶۴۔

عمرو بن عبسہ..... ۹۴۔

عمرو بن عثمان..... ۱۲۴۔

عمرو بن معاذ (۳ھ)..... ۹۵۔

عمرو بن ہشام..... ۹۳۔

عمرہ بنت مسعود..... ۱۶۶۔

عمیر بن ابی وقاص قریشی زہری (۲ھ)..... ۹۵۔

- عمیر بن رباب (۱۲ھ)..... ۱۲۴۔  
 عمیر بن عوف بن عقدہ..... ۱۴۹۔  
 عمیرہ بنت سالم بن سلمہ..... ۱۵۸۔  
 عمیرہ/ عمرہ بنت سعدی بن وقدان..... ۱۲۶، ۱۳۳۔  
 عوف بن حارث..... ۱۵۵۔  
 عوف بن عفراء..... ۱۵۹۔  
 عویم بن ساعدہ..... ۱۵۸۔  
 عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی (۱۳ھ)..... ۹۶، ۱۰۱، ۱۱۱۔  
 عیاض بن زہیر (۳۰ھ)..... ۱۲۵۔  
 عیسیٰ علیہ السلام..... ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۵۱۔

## (غ)

- غزویہ بنت حویرث..... ۱۲۵۔

## (ف)

- فاختہ بنت عامر..... ۱۴۱۔  
 فاروق: عمر بن خطاب..... ۹۳۔  
 فاطمہ بنت اسد بن ہاشم..... ۷۰، ۹۱۔  
 فاطمہ بنت خطاب..... ۱۰۵۔  
 فاطمہ بنت زائدہ بن عاصم..... ۱۰۲۔  
 فاطمہ بنت صفوان بن امیہ..... ۱۲۴، ۱۳۳، ۱۳۵۔

- فاطمہ بنت عبد العزی ..... ۱۰۵۔  
 فاطمہ بنت علقمہ بن عبد اللہ ..... ۱۳۴۔  
 فاطمہ بنت مجلل: زوجہ حاطب بن حارث ..... ۱۳۶، ۱۱۱، ۱۰۶، ۷۱۔  
 فاطمہ بنت نجہ بن یلم ..... ۷۹۔  
 فراس بن نصر ..... ۱۲۵۔  
 فریعہ بنت علی بن نوفل ..... ۱۱۲۔  
 فضل بن عباس (۱۳ھ/۱۵ھ/۱۸ھ) ..... ۱۲۷۔  
 قنیمہ بنت یسار ..... ۱۳۷، ۱۱۱، ۱۰۶، ۷۵۔

## (ق)

- قاسم بن محمد (۱۰۶ھ/۱۰۹ھ) ..... ۹۳، ۳۵۔  
 قتادہ (۱۱۷ھ/۱۱۸ھ) ..... ۳۵۔  
 قتیلہ بنت مظعون بن حبیب ..... ۷۱۔  
 قدامہ بن مظعون (۳۶ھ) ..... ۱۲۵۔  
 قرۃ العین بنت عباد بن فضلہ ..... ۱۵۷۔  
 قریبۃ الکبری ..... ۱۳۱۔  
 قطبہ بن عامر بن حدیدہ ..... ۱۵۶۔  
 قیس بن حذافہ ..... ۱۲۶۔  
 قیس بن عبد اللہ ..... ۱۳۲، ۱۲۶۔  
 قیس: بن سعد بن عبادہ (۵۹ھ/۶۰ھ) ..... ۱۶۶۔  
 قیلہ/قتیلہ بنت عبد العزی ..... ۱۰۰۔

## (ک)

- کبشہ بنت واقد بن عمرو..... ۱۶۷۔
- کسری بن ہرمز (۷۷)..... ۱۱۹۔
- کعب بن مالک..... ۱۶۸، ۸۲۔
- کلثوم بن ہدم..... ۱۲۹۔

## (ل)

- لوط علیہ السلام..... ۹۰۔
- لیث بن سعد (۱۷۸ھ)..... ۳۶۔
- لیلیٰ بنت ابی خیشمہ..... ۱۱۱، ۱۰۸، ۱۰۶، ۸۴۔
- لیلیٰ بنت عتیک بن عمرو..... ۱۵۹۔

## (م)

- ماعز اسلمی..... ۵۱۔
- مالک بن ابیب..... ۱۱۹، ۹۵، ۷۸۔
- مالک بن تہیان بن مالک: ابوالہیثم..... ۱۵۹۔
- مالک بن حویرث (۷۷)..... ۲۶۔
- مالک بن ربیعہ..... ۱۲۶۔
- مالک بن زمعہ..... ۱۳۳، ۱۲۶۔
- مالک (۱۶۱ھ)..... ۴۰، ۳۶۔
- ماویہ بنت حبلان..... ۱۵۴۔

- مبشر بن عبد المنذر (۷۲)..... ۸۰، ۸۷، ۹۲۔
- مجاہد (۱۰۱ھ/۱۰۲ھ)..... ۳۵۔
- محمد بن عبد اللہ ﷺ (۱۰ھ)..... ۱۶، ۱۸، ۲۳، ۲۴، ۱۰۴، ۱۳۸۔
- محمد بن ابی حذیفہ..... ۷۲، ۱۰۵۔
- محمد بن اسحاق..... ۱۱۶، ۱۳۸۔
- محمد بن حاطب (۷۴ھ)..... ۷۱، ۱۲۷۔
- محمد بن سیرین (۱۱۰ھ)..... ۳۵۔
- محمد بن طلیب..... ۱۳۸۔
- محمد بن عبد اللہ..... ۶۸۔
- محمد بن عبد اللہ بن محمد، ابن عربی (۵۴۳ھ، ۱۱۴۸ء)..... ۴۳۔
- محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ (۱۵۰ھ)..... ۳۶۔
- محمد بن عمر..... ۱۱۸، ۱۲۰، ۱۳۸۔
- محمد بن کعب قرظی (۱۰۸ھ/۱۱۷ھ)..... ۱۵۷۔
- عمیہ بن جزہ (۲۵ھ)..... ۱۲۷۔
- محمد عابد بن نور محمد..... ۴۳۔
- مروان بن حکم (۶۵ھ)..... ۸۳۔
- مسعود بن ربیعہ قاری (۷۳ھ)..... ۹۶۔
- مسعود بن عمرو بن عمیر..... ۱۴۹۔
- مصعب..... ۱۱۴۔
- مصعب بن عمیر (۷۳ھ)..... ۹۶، ۹۷، ۱۰۸، ۱۱۱، ۱۳۷، ۱۴۵، ۱۶۲، ۱۷۰۔

مطلب بن ازہر بن عبدعوف زہری..... ۱۳۸، ۱۱۱، ۱۰۳، ۹۸۔

معاذ بن جبل (۱۸ھ)..... ۱۵۷، ۸۹، ۳۰، ۲۹۔

معاذ بن عفراء (۲ھ)..... ۱۵۵۔

معاویہ بن ابی سفیان..... ۷۹۔

معاویہ بن حکم سلمی..... ۴۹، ۴۸، ۴۷۔

معتب بن عوف ابن حمراء (۵۷ھ)..... ۱۲۸۔

معمر..... ۱۱۲۔

معمر بن حارث..... ۱۵۹، ۱۳۶، ۱۱۲، ۱۱۱، ۹۸۔

معمر بن راشد (۱۵۷ھ)..... ۳۶۔

معمر بن عبد اللہ..... ۱۲۸۔

معوذ، معوذ بن عفراء (۲ھ)..... ۱۵۹، ۱۵۵۔

معیق بن ابی فاطمہ (۴۰ھ)..... ۱۳۹۔

مغیرہ بن شعبہ (۵۰ھ)..... ۹۴، ۸۶۔

مقداد بن اسود (۳۳ھ)..... ۱۲۹، ۱۲۸۔

مکحول: امام ابو عبد اللہ (۱۱۲، ۱۱۸ھ)..... ۳۵۔

منذر بن عمرو ساعدی انصاری (۴ھ)..... ۱۶۹، ۱۱۸۔

موسیٰ علیہ السلام..... ۱۵۱۔

موسیٰ بن حارث بن خلاد..... ۱۱۳۔

موسیٰ بن عقبہ: مورخ (۱۴۱)..... ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۰، ۱۱۶۔

میر محبوب علی خان..... ۵۳۔



## (ن)

- نابغہ بنت خزیمہ..... ۱۲۳۔  
 نافع بن جبیر..... ۳۵۔  
 نبیہ بن عثمان..... ۱۳۹۔  
 نجاشی: اصحہ (۵۹)..... ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۷، ۱۳۱۔  
 نضر بن شمل (۲۰۴ھ)..... ۳۶۔  
 نعمان بن عدی..... ۱۲۹۔  
 نعیم بن عبد اللہ نخام عدوی (۱۳ھ/۱۵ھ)..... ۱۲۹، ۱۳۳۔  
 نہدیہ..... ۶۹۔

## (ہ)

- ہارون علیہ السلام..... ۱۵۱۔  
 ہبار بن سفیان..... ۱۳۰۔  
 ہزلیہ بنت عنبہ..... ۱۶۴۔  
 ہشام بن ابی حذیفہ..... ۱۴۰۔  
 ہشام بن عاص (۱۳ھ)..... ۱۳۰، ۱۳۱۔  
 ہشام بن محمد بن سائب علی (۲۴۴ھ)..... ۱۲۰۔  
 ہشیم..... ۷۲۔  
 ہند بنت ابی امیہ (۵۹ھ/۶۰ھ)..... ۸۰، ۱۰۴۔  
 ہند بنت اوس بن عدی..... ۱۶۳۔

ہند بنت بیاغ..... ۱۲۴۔

ہند بنت عتبہ..... ۷۳۔

ہند بنت عوف کنانیہ..... ۱۰۱۔

ہند بنت مضرپ..... ۱۲۳۔

ہند بنت منذر بن جموح..... ۱۶۹۔

ہنیدہ بنت خباب..... ۱۱۷۔

ہوفہ بن علی حنفی..... ۸۰۔

(و)

واقد بن عبد اللہ بن عبد مناف تمیمی یربوعی..... ۹۹۔

واقدی: محمد بن عمر (۲۰۷ھ)..... ۷۸، ۸۹، ۱۱۴، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۵۹۔

وحشی بن حرب..... ۷۳۔

وکیع بن جراح (۱۹۸ھ)..... ۳۶۔

ولید بن مغیرہ (۱ھ)..... ۱۵۲، ۱۰۸۔

وہب بن ربیعہ..... ۸۱۔

(ی)

یاسر بن عامر..... ۱۰۴۔

یحییٰ علیہ السلام..... ۱۵۱۔

یحییٰ بن سعید انصاری (۱۴۳/۱۴۶ھ)..... ۳۵۔

یحییٰ بن سعید قطان (۲۰۳ھ)..... ۳۶۔

- یزید بن ثعلبہ..... ۱۶۰۔
- یزید بن زمعہ (۵۸)..... ۱۳۱۔
- یزید بن معاویہ (۶۴)..... ۱۰۴۔
- یزید بن ہاشم..... ۱۱۳۔
- یسار ابو فکیہہ: فلح..... ۱۴۰۔
- یوسف علیہ السلام..... ۱۵۱۔
- یونس علیہ السلام..... ۱۵۱۔